بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

جواہرِ سیفیہ

از رشحات فیض قلم

قدوۃ العارفین العالم النبیل فقید المثیل

الشیخ الاستاذ المفتی

سید احمد علی شاہ سیفی

ناشر

شعبہ نشرواشاعت جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

بالمقابل شیل پیٹرول پمپ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسبیحاتِ نجات

سراج الفقہاء، امام الائمہ، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
میں نے رب العزت کو خواب میں ننانوے مرتبہ دیکھا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا اگر ایک مرتبہ پھر دیکھنا نصیب ہوا تو اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا کہ قیامت کے دن تیرے عذاب سے تیری مخلوق کیسے نجات پا سکتی ہے؟ فرماتے ہیں پھر میں نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کا خواب میں سوویں مرتبہ دیدار کیا تو میں نے عرض کیا۔ اے میرے رب تیری ثناء عظیم ہے اور تیرے اسماء مقدس ہیں۔ قیامت کے دن تیرے عذاب سے تیرے بندے کیسے نجات پا سکتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو صبح و شام یہ تسبیحات پڑھے اس نے میرے عذاب سے نجات پائی۔

(فتاویٰ شامی، جلد اوّل صفحہ نمبر ۳۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

سُبْحَانَ الْاَبَدِیِّ الْاَبَدِ ؕ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ ؕ سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ ؕ سُبْحَانَ رَافِعِ السَّمَآءِ بِغَیْرِ عَمَدٍ ؕ سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰی مَآءٍ جَمَدٍ ؕ سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ فَاَحْصَاهُمْ عَدَدًا ؕ سُبْحَانَ مَنْ قَسَمَ الرِّزْقَ وَلَمْ یَنْسَ اَحَدًا ؕ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ؕ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ؕ

Print by : JAMEEL BROTHERS 0332-2316945

یا اللہ جل جلالہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یارسول اللہ ﷺ

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

جواھر سیفیہ

از رشحات فیض قلم

قدوۃ العارفین العالم النبیل فقید المثیل

الشیخ الاستاذ المفتی

سید احمد علی شاہ سیفی

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

بالمقابل شیل پیٹرول پمپ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

یا اللہ جل جلالہ   یامحمد ﷺ

الحمدلله الذى هدٰنا الٰى صراط الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهدآء والصالحين وهدا صراط مستقيم والصّلٰوة والسّلام علٰى من هو وسيلتنا الى الله تعالٰى وسيلة كاملةً فى الدارين محمّد افضل الكائنات سيّدنا وسيد المرسلين الذى دفع الله به بلآء الكفر والشرك والالحاد فى الدين وعلى اٰله الطاهرين واصحابه الذين هم معيار الحق ونجوم الهداية واليقين. واولياء الله تعالٰى واحبائه الذين اعلن الله بالحرب مع اعدائهم وهم الذين لاخوف عليهم ولاهم يحزنون خصوصًا علٰى صاحب الوقت قيوم الزمان قطب الارشاد نائب مناب الرسول الامين سيدى ومرشدى ومحسنى ووالدى معنًا وروحًا آخوندزاده سَيْفُ الرَّحْمٰنُ بن القارى سرفراز خان النقشبندى، الجشتى، القادرى، السهروردى، المجددى الهاشمى الطالقانى المعروف به(پيرارچى خراسانى) ادام الله علينا من فيوضاته وبركاته وعلٰى من تبعهم الٰى يوم الدين. آمين. اما بعد!

پس عرض کرتا ہے فقیر سیّد احمد علی شاہ سیفی بن سیّد جمیر شاہ بن سیّد حسین شاہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کہ بعض احباب واصحاب طریقت کی یہ آرزو وخواہش تھی کہ آپ

اپنے طرق اربعہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ کے اسباق مع طریقہ وشجرہ کے اور حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شب وروز کے معمولات مع ضروری تعویذات اردو زبان میں کتابی صورت میں تحریر فرمادیں، جس سے احباب وسالکین فائدہ اٹھائیں تو بہت اچھا ہوگا۔ اگرچہ میری طبیعت ناساز تھی، پھر بھی ان کے بہت اصرار پر میں نے یہ کتابچہ تحریر کیا جو آپ کے سامنے ہے۔ دعا ہے کہ اللہ جل مجدہ اس کتابچے کو تمام سالکینِ طریقت اور دیگر مؤمنین کے لئے صراط مستقیم پر چلنے کا ذریعہ اور دستور العمل بنائے۔ آمین بحرمة سيد الانبياء والمرسلين صلوٰت الله عليهم اجمعين.

فقیر سیّد احمد علی شاہ حنفی ترمذی سیفی نقشبندی

سکنہ شالپین ضلع سوات، حال فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن

مہتمم وبانی جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ووقار المساجد

فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن

کراچی، صوبہ سندھ

یہ اسباق فرد وقت قطب الارشاد مجدد عصر حاضر حضرت خواجہ سیف الرحمٰن علیہ الرحمۃ والرضوان کی زبانِ دُرفشاں سے قلمبند کئے گئے ہیں اور انہیں سے تصحیح شدہ ہیں

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

تصوف کی تعریف

قال القاضی شیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمہ اللہ تعالیٰ :

التصوف علم تعرف بہ احوال تزکیۃ النفوس وتصفیۃ الاخلاق و تعمیر الظاھر و الباطن لنیل السعادۃ الابدیۃ ویحصل بہ اصلاح النفس والمعرفۃ ورضاء الرب (علی ھامش "الرسالۃ القشیریۃ" ص۷)۔ یعنی تصوف وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان تزکیہ نفس، اخلاق کی صفائی، اور ظاہر و باطن کی تعمیر جان لیتا ہے تا کہ وہ ابدی سعادت سے ہمکنار ہو جائے اور اس کے نفس کی اصلاح ہو جائے اور اپنے نفس کو پہچان کر اپنے رب کی معرفت اور رضا حاصل کر لے۔

شیخ احمد زروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: تصوف وہ علم ہے جس کا مقصد دلوں کی اصلاح کرنا، اور ان کو محض اللہ کیلئے خاص کر دینا ہے، اور فقہ، عمل کی اصلاح اور پورے نظام کی حفاظت اور احکام میں مضمر حکمتوں کو آشکارا کرنے کا نام ہے۔ اور علم توحید کا مقصد یہ ہے کہ مقدمات کو براہین و دلائل سے ثابت کیا جائے اور ایمان کو یقین کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ جیسا کہ طب کا مقصد اجسام کی حفاظت کرنا ہے اور علم نحو کا مقصد زبان کا اغلاط سے محفوظ کرنا ہے۔

شیخ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تصوف یہ ہے کہ ہر اچھی عادت اور طریقہ کو اپنایا جائے اور ہر برے طریقہ اور عادت کو ترک کیا جائے۔

کسی بزرگ کا فرمان ہے کہ تصوف سراپا اخلاق ہے۔ پس جس نے تیرے اخلاق میں اضافہ کیا، اس نے تجھے تصوف پر عمل پیرا کر دیا۔

حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تصوف نفس کو عبودیت کے سانچے میں ڈھالنے، اور اسے احکام ربوبیت کی طرف لے جانے کا نام ہے"۔

ابن عجیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف وہ علم ہے کہ جس کے ذریعہ بارگاہ خداوندی تک رسائی، باطن کی رزائل سے صفائی اور اس کو مختلف فضائل سے آراستہ کرنے کی کیفیت معلوم ہو۔ اس کی ابتداء علم، وسط علم اور انتہاء عنایت خداوندی ہے۔

صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں: یہ وہ علم ہے جس میں اہل کمال کی منازل سعادت میں ترقی کرنے کی کیفیت معلوم ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ علم تصوف وہ علم ہے جسے عقلمند اور صاحب حال ہی جان سکتا ہے، اسے وہی شخص جان سکتا ہے جسے اس کا مشاہدہ حاصل ہو۔ اور کورچشم سورج کی روشنی کا کیسے مشاہدہ کر سکتا ہے۔

شیخ زروق رحمۃ اللہ علیہ قواعد تصوف میں فرماتے ہیں کہ علم تصوف پر تقریباً دو ہزار تالیفات کی گئی ہیں اور ان تالیفات کا لب لباب صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا ہے اور اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

تصوف کا دار و مدار مادی آلائشوں سے دل کو صاف کرنے پر ہے اور اس کی بنیاد خالق حقیقی سے بندے کے تعلق قائم کرنے پر ہے۔ پس صوفی وہ ہے جس کا دل پاک اور اللہ تعالیٰ سے معاملہ صاف ہو، اور اس کی بارگاہ سے اسے خاص انعام و اکرام حاصل ہو۔

لفظ تصوف کی وجہ تسمیہ

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ماہرین علم روحانیت یا معرفت کو صوفی کیوں کہا گیا۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ چونکہ ان کا نصب العین صفائے باطن تھا وہ صوفی کہلانے لگے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ چونکہ انبیاء علیہم السلام اور بیشتر صحابہ کرامؓ کے عمل کے مطابق وہ حضرات اکثر صوف یعنی اون کا کپڑا پہنتے تھے۔ اس نسبت سے بھی وہ صوفی مشہور

ہو گئے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ان حضرات کا مسلک اصحاب صفہ کے مسلک کے مطابق تھا یعنی گوشہ نشینی اور ہمہ وقت یادِ خدا میں مشغول رہنا تھا اس نسبت سے بھی وہ صوفیاء کرام کے نام سے موسوم ہونے لگے۔

اصلِ تصوف

لیکن ان ظاہری وجوہات سے قطع نظر تصوف کی اصل احسان ہے جو اس حدیث پر مبنی ہے جس کو عرف عام میں حدیثِ جبریل کہا جاتا ہے۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعلیم کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام انسان کی صورت اختیار کر کے آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور اسلام، ایمان اور احسان کے مطالب دریافت کیے تو احسان کا مطلب آپ نے یوں بیان فرمایا: اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ. (یعنی تو خدا تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے کہ تو اسے دیکھتا ہے، اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا تو تحقیق وہ تجھ کو دیکھتا ہے) مختصر الفاظ میں صدق توجہ الی اللہ کا نام مرتبہ احسان ہے جو جملہ کمالات ظاہری و باطنی کی اصل ہے۔ دل کو ماسوائے اللہ سے پاک رکھنا اور محبوبِ حقیقی کے سوا کسی کا اپنے دل میں گزر نہ ہونے دینا سرمایہ احسان ہے جو تصوف کے نام سے موسوم ہوا۔ تصوف نام ہے مجموعہ شریعت، طریقت، حقیقت، اور معرفت کا۔ شریعت راستہ ہے، طریقت کا مطلب ہے، اس راستے پر چلنا اور جس مقام یا منزلِ مقصود کی طرف یہ راستہ راہنمائی کرتا ہے، وہ حقیقت کہلاتا ہے اور حقیقت کی روشنی میں جو علم سالکِ راہ طریقت کو حاصل ہوتا ہے اسے معرفت کہتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ تصوف اور شریعت میں کوئی مغایرت نہیں ہے، بلکہ شریعت پر عمل کرنے کا نام ہی طریقت یا تصوف ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مثنوی میں ایک حدیث نقل کی ہے جو یہ ہے: اَلشَّرِیْعَۃُ اَقْوَالِیْ وَالطَّرِیْقَۃُ اَفْعَالِیْ وَالْحَقِیْقَۃُ اَحْوَالِیْ وَالْمَعْرِفَۃُ

سِرِّیْ۔ (شریعت میرے اقوال کا نام ہے، طریقت میرے اعمال کا، حقیقت میری باطنی کیفیت کا اور معرفت میرا راز ہے)

نیز حضرت سید علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب کے چوتھے باب میں حدیثِ نبوی ﷺ نقل فرمائی ہے: مَنْ سَمِعَ صَوْتَ اَهْلِ تَصَوُّف فَلَا یُؤْمِنُ کُتِبَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْغَافِلِیْنَ. (یعنی جس نے اہل تصوف کی دعوت سنی اور قبول نہ کی تو اللہ کے نزدیک وہ غافلین میں لکھا جاتا ہے)۔

بعض حضرات اس قسم کی احادیث کو خبرِ واحد یا خبر احاد کا نام دے کر زیادہ معتبر قرار نہیں دیتے لیکن اہل اللہ کے نزدیک یہی وہ احادیث ہیں جو حقائق سے لبریز اور معرفت کی جان ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جن احادیث کے بہت راوی ہیں وہ زیادہ تر احکام طہارت، وضو، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، خرید و فروخت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور عوام الناس کے سامنے آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائیں۔ لیکن اسرار و رموز اور حقائق و معارف کی باتیں آپ نے چیدہ چیدہ اصحاب کے سامنے بیان فرمائیں اس لئے نہ ان کو تواتر نصیب ہوا نہ کثرتِ روایت۔ دراصل اہل معرفت کے نزدیک سب سے زیادہ قیمتی یہی احادیث ہیں جن کو اصول حدیث کی رو سے خبر واحد یا اخبار احاد کہا گیا ہے۔ ان دو احادیث کا بھی یہی حال ہے، روایت کے طور پر ضعیف اور معرفت کے نقطۂ نگاہ سے نہایت بلند۔ علاوہ ازیں کتبِ حدیث میں بے شمار ایسی احادیث موجود ہیں جن میں تصوف کا لفظ تو نہیں آیا لیکن ہیں تصوف اور معرفت کی جان۔ مثلاً ایک حدیث قدسی یہ ہے جو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کی ہے کہ جب میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں اور اس کے کان، آنکھ، ہاتھ پاؤں بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے سنتا ہے، مجھ سے دیکھتا ہے، مجھ سے ہر کام کرتا ہے اور مجھ سے چلتا ہے۔ اب

کوئی شخص جتنا زور لگائے اس حدیث کے باطنی معنی کو اس سے علیحدہ نہیں کر سکتا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ یہ حدیث بھی علم باطن یا باطنی بصیرت سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں پیچھے کی طرف بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح آگے کی طرف دیکھتا ہوں۔ یہ بھی نظرِ باطن پر دلالت کرتی ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نہ اپنے آسمانوں میں سما سکتا ہوں نہ اپنی زمین میں سما سکتا ہوں لیکن اپنے بندۂ مؤمن کے قلب میں سما سکتا ہوں۔ عبد مؤمن کے قلب کی یہ وسعت صرف اہل تصوف ہی جانتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں۔ علمائے ظاہر کے نزدیک اس کا کوئی مطلب نہیں نکلتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مؤمن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ اب علمائے ظاہر اس کا کیا مطلب نکال سکتے ہیں۔ ظاہر میں اس کا کوئی مطلب ہی نہیں نکل سکتا۔ یہ سب علم باطن سے تعلق رکھتے ہیں۔ (روحانیتِ اسلام، صفحہ ۲۷تا۲۸)

تصوف کا حصول فرضِ عین ہے

علم باطن اور علم تصوف کا حصول فرض عین ہے۔ تمام بڑے ائمہ کرامؒ اور صوفیاء کرامؒ اس علم کے حصول سے مشرف ہوئے۔ بہت سی احادیث مبارکہ سے بھی علم باطن ثابت ہے، اور اولیاء کرامؒ نے بھی اس کی صراحت کی ہے۔ علم تصوف نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ویعلمهم الكتب والحكمة ويزكيهم. (یعنی نبی اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ کو کتاب وسنت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کے باطن کا تزکیہ فرماتے ہیں)۔ وعلمناه من لدنا علما . الاية (ترجمہ: اور ہم نے خضرؑ کو علم لدنی عطا کیا تھا)۔

یہی عہد صحابہ میں احسان سے موسوم تھا۔ جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

عن عمرؓ قال: بينما نحن جلوس عند رسول اللهِ ﷺ ذات يوم اذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر لا يرىٰ عليه اثر السفر ولا يعرفه منا احد حتى جلس الى النبى ﷺ فاسند ركبتيه الى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه و قال يا محمد ﷺ، اخبرنى عن الاسلام، فقال رسول الله ﷺ الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وانّ محمداً رسول الله ﷺ وتقيم الصلوٰة وتؤتى الزكوٰة وتصوم رمضان وتحج البيت ان استطعت اليه سبيلا، قال: صدقت فعجبناله يسأله و يصدقه. قال فاخبرنى عن الايمان. قال: ان تؤمن بالله وملئكته و كتبه ورسله واليوم الأخر تؤمن بالقدر خيره وشره. قال صدقت. قال فاخبرنى عن الاحسان. قال: ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك .

(ذكره النوویؒ فى الاربعين برواية البخارى وابن ماجه)

ترجمہ: عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اچانک ایک نہایت سفید کپڑوں اور بالکل سیاہ بالوں والا آدمی نمودار ہوا کہ جس پر سفر کے اثرات معلوم نہیں ہوتے تھے اور ہم میں سے کوئی بھی اس کو نہیں پہچانتا تھا تو حضور ﷺ کے سامنے بیٹھا اور اپنے گھٹنوں کو نبی اکرم ﷺ کے گھٹنوں مبارک کے ساتھ کیا اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنے زانوں پر رکھ کر کہا کہ اے محمد ﷺ مجھے اسلام کے متعلق خبر دیجئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور تو نماز پڑھا کر اور زکوۃ دیا کر، رمضان میں روزہ رکھا کر اور زادراہ کی موجودگی میں حج بھی ادا کر تو اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے سچ کہا۔ تو ہم

نے تعجب کیا کہ ایک طرف سوال پوچھتا ہے اور دوسری طرف تصدیق کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے ایمان کے بارے میں بتایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں اور کتب خداوندی اور رسولوں پر اور یوم آخرت اور تقدیر خیر وشر پر یقین رکھے۔ پس اس نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔ پھر کہا: مجھے احسان کے بارے میں بتائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے گویا تم اسے دیکھتے ہو، اور اگر تم نہیں دیکھتے تو وہ تو تمہیں دیکھتا ہے۔ الحدیث (امام نوویؒ نے الاربعین میں مذکورہ حدیث بخاری اور ابن ماجہ سے روایت کی ہے)۔

قال العلامة البلخیؒ ومشکوٰة وغیره فی شرحه: الاحسان راجع الی اتقان العبادات ومراعاة حقوق الله و مراقبة واستحضار عظمته وجلالته حال العبادات. وهذا حال اولیاء الله العارفینؒ الصارفین اوقاتهم لافضل الاعمال واحسن الاحوال من محاسبة النفس و دوام ذکر الله و تصفیة القلب و مراقبت الاعمال ومکاشفة الحضور والاحوال.

ترجمہ: علامہ بلخیؒ نے حدیث مذکور کی شرح میں فرمایا ہے کہ احسان عبادات کے اتقان، حقوق اللہ کی مراعات مراقبۃ اللہ تعالیٰ، اللہ کی عظمت کا استحضار اور عبادات کے وقت اللہ تعالیٰ کی جلالیت کا استحضار کرنا ہے یعنی احسان ان مذکور اشیاء سے عبارت ہے۔ یہ مرتبہ احسان جو حدیث شریف میں ذکر ہوا اولیاء اللہ کا حال ہے جو عارفینؒ ہیں اور اپنے اوقات بہترین احوال واعمال کیلئے صرف کرتے ہیں۔ اپنے نفس کا محاسبہ کر کے اور ہر وقت اللہ کا ذکر کر کے اور اپنے دل کو (امراض باطنہ سے) صاف کرتے ہیں اور اعمال حسنہ کے منتظر رہتے ہیں۔

(الی ان قال بعد ذالک فی صفحة ۱۱) واما العلم اللدنی الذی

یسمون اهلها بالصوفیة الکرامؒ فهو فرض عین لان ثمراتها تصفیة القلب عن اشتغال بغیر الله تعالیٰ واتصافه بدوام الحضور وتزکیة النفس عن رزائل الاخلاق من العجب والکبر والحسد وحب الدنیا والکسل فی الطاعات وغیرها. (قال به القاضی ثناء الله الفانی فتیؒ فی تفسیر المظهری و ارشاد الطالبین وتصانیفه الاخریٰ قال به الغزالیؒ ایضا. وقال به المجددؒ والشیخ عبد الحقؒ ایضا.

ترجمہ: اس کے بعد صفحہ ۱۱ پر رقم طراز ہیں کہ علم لدنی جس کے حاملین صوفیہ کرامؒ کے نام سے موسوم ہوتے ہیں تو ہر مسلمان پر فرض عین ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں قلب ماسوی اللہ سے صاف ہو جاتا ہے اور دوام حضور سے متصف ہو جاتا ہے اور نفس اخلاق رذیلہ سے صاف ہوتا ہے جیسا کہ عجب تکبر، حسد، محبت دنیا، طاعات میں سستی وغیرہا۔ تصوف کی فرضیت پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پاتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری اور ارشاد الطالبین وغیرہما کتابوں میں تصریح فرمائی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر قول کیا ہے۔

وفی کفایة الاتقیاء صفحه ۲۲۱ ورکعة من عارفؒ افضل من الف رکعة من عالم غیر عارف ولا عبرة لانکار بعض المبتدعة لانهم شاهدوا فی انفسهم لم یجدوا احدامتصفا بالکرامة والخوارق والمواجید والاحوال لو قوعهم فی الزیغ والضلال فوقعوا فی انکار التصوف واهله ویحسبون انهم علی هدی من ربهم کما هو داب جمیع الفرق الضالة.

ترجمہ: کفایۃ الاتقیاء کے صفحہ ۲۲۱ پر مذکور ہے کہ عارفؒ کی ایک رکعت نماز غیر عارف عالم (عالم ظاہر) کی ایک ہزار رکعت سے بہتر ہے اور تصوف سے بعض مبتدعین

کے انکار کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ ان کے درمیان کوئی بھی کرامت، خوارق اور مواجید واحوال سے متصف نہیں ہے کیونکہ وہ مبتدعین کجروی اور گمراہی میں واقع ہوئے ہیں۔تو تصوف اور اہل تصوف کا انکار کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ہم اللہ کی جانب سے ہدایت پر ہیں۔جیسا تمام گمراہ کن فرقوں کے یہی اخلاق ہیں۔

واخذ التصوف كثير من الثقات كابى حنيفةؒ من جعفر الصادقؒ وفضيل بن عياضؒ و تصوف الشافعىؒ من هبيرة البصرىؒ والامام احمد بن حنبلؒ من بشر الحافىؒ والامام محمد بن الحسن الشيبانىؒ من داؤد طائىؒ والامام ابو يوسفؒ من حاتم الاصمؒ كذافى جواهر الغيبى ايضا صفحه ٢٣٢، واخذ التصوف الامام الغزالىؒ والجامىؒ والنابليسىؒ والشعرانىؒ والرافعىؒ والدمياطىؒ والسيد سند الجرجانىؒ والشيخ عبد الحق الدهلوىؒ والعلامة على القارى المكىؒ و خلائق اعلام لايحصون من زمن النبى ﷺ الى الأن بالتواتر الغير منقطع

(شرح اربعین للبلخیؒ صفحه ١٠، ١١، ١٢)

ترجمہ: اور علم تصوف بہت سے بزرگان دین نے اخذ کیا ہے جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے امام جعفر صادقؒ اور فضیل بن عیاضؒ سے طریقت اخذ کی ہے۔اور امام شافعیؒ نے ہبیرہ بصریؒ سے،امام احمد بن حنبلؒ نے بشر حافیؒ سے،امام شیبانیؒ نے داؤد طائیؒ سے،امام ابو یوسفؒ نے حاتم اصمؒ سے تصوف اخذ کیا ہے۔یہ مسئلہ جواہر غیبی صفحہ ۲۳۲ پر مذکور ہے۔نیز امام غزالیؒ مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ،علامہ شیخ عبدالغنی نابلیسیؒ،امام شعرانیؒ،امام رافعیؒ،علامہ دمیاطیؒ،سید سند جرجانیؒ،شیخ عبدالحق دہلویؒ اور علامہ ملا علی قاری مکیؒ اور دیگر اعلام اور دوسرے بے شمار لوگوں نے تصوف اخذ کیا ہے۔نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مقدسہ سے

لیکر آج تک یہ معاملہ تواتر غیر منقطع سے جاری ہے۔

اور یہی علم باطن نبی اکرم ﷺ کے سینہ مقدسہ سے صحابہ کرامؓ کو استعدادات کے موافق حاصل ہوتا تھا جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ ما صب الله شيئاً فى صدرى الا صببته فى صدر ابى بكر (الحاوى للسيوطىؒ)۔تو مذکورہ حدیث شریف سے تصرف باطنی،توجہ،سرایت فیض اور علوم باطنی کی تدریس ثابت ہے۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل حدیث سے بھی علم باطن صحابہ کرامؓ کے عہد میں ثابت ہوتا ہے۔ارشاد ہے:

عن ابى هريرةؓ حفظت من رسول الله ﷺ وعائين (اى من العلم) فاما احدهما فبثثته فيكم و اما الأخر فلو بثثته لقطع هذا البلعوم (اى الحلقوم). رواه البخارى. (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو اقسام کے علوم سیکھے۔ایک کو میں نے تم پر ظاہر کر دیا ہے۔اور دوسرے کو ظاہر کروں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے گا۔)

تو اس حدیث شریف میں بھی علم کی قسم ثانی سے مراد علم باطن اور علم اسرار ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ حدیث مذکور کی شرح میں اشعۃ اللمعات صفحہ ۱۷۷، ج ۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ”وگفته اند که مراد به اول علم احکام و اخلاق است که مشترک است میان خواص و عوام و ثانی علم اسرار که محفوظ و مصون است از اغیار از جهت باریکی و پوشیدگی آن و عدم وصول فهم ایشان بدان۔ ومخصوص است به خواص از علماء بالله از اهل عرفان“

اور بعض شارحینؒ نے قسم ثانی سے مراد اخبار فتن اور فساد دین وغیرہ مراد لیا ہے لیکن محدث موصوفؒ ان کے بارے میں ص ۱۷۷ پر کچھ آگے فرماتے ہیں: ”پوشیده نماند

کہ اگر مراد این قائل نفی علم باطن و وجود حقائق و اسرار است کہ فہم عوام بدان نرسد و افشائے آن مصلحت وقت نباشد و صلاح روزگار بعض مخاطبان در آن نبود بے شک در دائرہ علم ایں چنین علمہا است پس مکابرہ است۔ و اگر گوید علم حقائق و اسرار ثابت است واقع است لیکن در حدیث ابی ہریرہؓ اشارہ بچیزے دیگر است کہ گفتہ شد نہ بان علم۔ بوجود قرآئن کہ مذکور شد و نیز تخصیص ابی ہریرہؓ بدان باوجود دیگران از عظمائے صحابہؓ و عدم فہم ایشان آنرا و حکم کردن بقتل او خالی از بعدے نیست این سخن دیگر است۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۱۷۷، ج ۱)

تو معلوم ہوا کہ علم باطن احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اور صحابہؓ کے زمانے میں موجود تھا۔ اس کے علاوہ ملا علی قاریؒ بھی حدیث مذکور کی شرح میں مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۳ جلد ا پر رقمطراز ہیں کہ

فاما احدھما وھو علم الظاھر من الاحکام والاخلاق فبثثتہ ای اظھرتہ بالنقل فیکم واما الاخر وھو علم الباطن فلو بثثتہ (ای نشرتہ وذکرتہ لکم بالتفصیل) قطع ھذا لبلعوم بضم الباء ای الحلقوم لان اسرار حقیقۃ التوحید مما یعسر التعبیر عنہ علی وجہ المراد ولذا کل من نطق بہ و وقع فی توھم الحلول و الالحاد اذ فھم العوام قاصر عن ادراک المرام و من کلام الصوفیۃؒ: صدور الاحرار قبور الاسرار۔ (مرقات ص ۳۱۳، ج ۱)

ترجمہ: پس ان دونوں علوم (میں سے) ایک علم ظاہر ہے جو کہ احکام اور اخلاق کا علم ہے میں نے تمہارے درمیان شائع کیا یعنی نقل کے ذریعے تم پر ظاہر کیا اور دوسری قسم کا علم جو کہ علم باطن (اسرار اور دقائق) کا علم ہے اگر میں اسکو بھی شائع کر دوں یعنی اسے نشر کروں اور آپکو تفصیلاً بیان کروں تو میرا حلق کاٹ دیا جائیگا (بلعوم باء کی پیش سے حلقوم کو کہتے ہیں) کیونکہ حقیقت اسرار سے حقیقی مراد پر تعبیر کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے لہٰذا جس کسی

نے اس سے تعبیر کیا ہے تفصیلاً تو حلول اور الحاد کے توہم میں واقع ہوا ہے کیونکہ عوام کا فہم مقصود کے ادراک سے قاصر ہے۔ اس لئے صوفیہ کرامؒ نے فرمایا ہے کہ احرار (عارفینؒ) کے سینے اسرار خداوندی کیلئے قبور ہوتے ہیں۔

یعنی اسرار کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ اسماء و صفات کے متعلق علوم و معارف بیان کرتے ہیں اور اسرار کے بیان میں اجمال اور رمز و اشارہ سے کام لیتے ہیں) اگرچہ توجہ کے ذریعہ بطریق انعکاس ایک سینہ سے دوسرے سینہ کو منتقل کیا جاتا ہے۔

ایک اور حدیث شریف سے علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ علم باطن کے ثبوت اور تجلیات ربانیہ کے ورود پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: عن ابی ھریرۃؓ قال: جاء الناس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا نجد فی نفوسنا ما یتعاظم احدنا ان یتکلم بہ فقال: او قد وجدتموہ قالوا نعم قال فذالک من صریح الایمان انتھی وان سوالھم انما کان فی المعارف الالٰھیۃ والتجلیات الربانیہ التی یخاف من النطق بھا الوقوع فی الکفر کما اشار الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لھمؓ (ذالک من صریح الایمان) و ان سؤالھم لم یکن فی شیء من مبادی السلوک کاصلاح فرائضھم وسننھم لان ذالک لا یتعاظم فی نفس المؤمن. السؤال عنہ.

(انوار قدسیہ فی معرفۃ، قواعد الصوفیہ ص ۴۰، ۴۱ ج ۱)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے اندر ایسی چیزیں پاتے ہیں کہ ہم میں سے کسی ایک کو اس پر تکلم کرنا مشکل ہوتا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ نے یہ چیزیں پالیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں؛ پس فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور انکا سوال معارف الہیہ سے

متعلق تھا اور ان تجلیات ربانیہ کے متعلق تھا کہ اس پر تکلم کرنے سے کفر میں واقع ہونے کا ڈر ہوتا تھا جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے اس قول سے انکو اشارہ فرمایا اور انکا سوال مبادی سلوک کے متعلق نہیں تھا جیسا کہ فرائض وسنن کی اصلاح کرنا وغیرہ کیونکہ اس کے متعلق سوال کرنا مؤمن کے نفس میں مشکل نہیں ہوتا۔

اور بعض دیگر شارحینؒ نے اس سے مراد وسوسہ لیا ہے لیکن یہ بات نہایت ضعیف ہے کیونکہ وسوسہ نفسِ ایمان نہیں ہے تو صریح ایمان کس طرح ہو سکتا ہے جو کہ کامل اور صحیح ایمان ہے) اللھم الا کہ یہ توجیہ کی جائے کہ وسوسہ کو برا ماننا صریح ایمان ہے لیکن معنی اول پر حمل کرنا اولی ہے **کما حققه الامام الشعرانیؒ**۔

اس کے علاوہ علم باطن کے ثبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اشعۃ اللمعات ص ۱۵۱ ج ا کتاب العلم کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

مراد علم دین است که متعلق است بکتاب و سنت و آن دو قسم است (۱) مبادی و (۲) مقاصد. مبادی علومی که موقوف است معرفت کتاب و سنت بر آن مثل لغة و نحو، وصرف و جز آن از علوم عربیت و مقاصد آن چه متعلق است باعمال و اخلاق و عقائد. واین همه علم معامله است. و علم مکاشفه نوریست که بعد از سلوک طریق حق و صدق معاملت در دل افتد که بدان معرفت حقائق اشیاء چنانچه هست منکشف گردد. ومعرفت ذات و صفات و افعال حق سبحانه وتعالیٰ رونماید واین را علم حقیقت وعلم وراثت خوانند. بحکم حدیث (**من عمل بما علم ورثه الله علم مالم یعلم**) یعنی هر چه عمل کند بآنچه دانسته ونه خوانده است از علم ظاهر، روزی گرداند و بخشند او را خدا یتعالیٰ علم آنچه ندانسته و نه خوانده است و آیة کریمه (

واتقوا الله ويعلمكم الله) نیز ارشارت باین معنی است و علم ظاهر و باطن که گویند این معنی دارد و نسبت هر دو بیکدیگر نسبت تن وجان و پوست ومغز است و احادیث و آیات که در شان علم و فضیلت آن واقع شده شامل همه این اقسام مذکوره است بر تفاوت درجات آن (که مراتب و شرافت اصناف علوم مختلف است) "اشعة اللمعات".

اور علوم کی اقسام کے درمیان تفاوت درجات کو امام ربانیؒ نے رسالہ مبدأ و معاد صفحہ ۵۸ منہا ۳۸ میں بیان فرمایا ہے کہ:

"شرافت علم باندازۂ شرف و رتبه معلوم است معلوم هر چند شریف تر علم آن عالی تر پست علم باطن که صوفیهٔ بان ممتاز اند اشرف باشد از علم ظاهر که نصیب علماء ظواهر است بر قیاس شرافت علم ظاهر بر علم حیاکت و حجامت" (رسالہ مبدا معاد)

پس یہی علم باطن ہے کہ علم تصوف، طریقت، سلوک، تزکیہ وتصفیہ، احسان اور علم لدنی وغیرھا مختلف ناموں سے مختلف زمانوں میں موسوم کیا جاتا رہا ہے۔ جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے (مالابدمنہ) میں کتاب الاحسان سے موسوم کر کے مستقل باب باندھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

این همه که گفته شد (یعنی اقسام عبادات) صورت اسلام وایمان وشریعت است ومغز وحقیقت او در خدمت درویشانؒ باید جست وخیال نکرد که حقیقت خلاف شریعت است که این سخن جهل وکفر است بلکه همین شریعت است که در خدمت درویشانؒ چون قلب از تعلق علمی وجبی که بما سوی الله داشت پاک شود ورزائل نفس بر طرف گشته نفس مطمئن شود و اخلاص بهم ساند شریعت درحق او باز مغز شد و نماز او عندالله تعلق دیگر بهم ساند دو رکعت او

بھزارلکھ رکعت دیگران باشد وہمچنین صوم وصدقہ (ودیگر عبادات)۔

(مالابد منہ صفحہ ۱۳۶، کتاب الاحسان)

پس معلوم ہوا کہ علم باطن اشرف العلوم اور افضل العلوم ہے جیسا کہ یہ بات (مبدأومعاد) کی عبارت سے واضح ہے، پس علم باطن احادیث مبارکہ اور آیات قرآنیہ سے ثابت ہے اور عہد نبی ﷺ اور عہد صحابہؓ سے لیکر آج تک متواتر چلا آرہا ہے۔

اور علماء کرامؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ علم باطن اور کمالات ولایت کا طلب کرنا فرض عین ہے۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں: ومن ھھنا یظھر فرضیة اخذ الطریقة الصوفیة والتشبت باذیال الفقراءؒ کفرضیة قرأة کتاب اللّٰه تعالیٰ وتعلم احکامه. (ص ۴۴۳، ج تفسیر مظہری)

اسی طرح مذکور مصنفؒ نے اپنی تفسیر مذکور میں تحت قولہ تعالیٰ (فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین، الآیه) فرماتے ہیں کہ علم تصوف فرض علوم میں سے ہے۔ عبارت ملاحظہ کیجئے: واما العلم الدنی الذی یسمون اهلها بالصوفیة الکرامؒ فهو فرض عین لان ثمراتها تصفیة القلب عن اشتغال بغیر اللّٰه تعالیٰ واتصافه بدوام الحضور وتزکیة النفس عن رزائل الاخلاق من العجب والکبر والحسد، وحب الدنیا والکسل فی الطاعات وایثار الشهوات والریاء والسمعة وغیر ذالک وتحلیتها بکرام الاخلاق من التوبة والرضاء بالقضاء والشکر علی النعماء والصبر علی البلاء وغیر ذالک ولا شک ان هذه الامور وفرائض علیٰ کل بشر اشد تحریما من معاصی الجوارح واهم افتراضاً من فرائضها فالصلوٰة والصوم وشیءٍ من العبادات لایعبأ بشیء منها ما لم تقترن بالاخلاص والنیة قال رسول اللّٰه

ﷺ ان اللّٰه لا یقبل من العمل الا ما کان له خالصاً وابتغی به وجهه رواه النسائی عن ابی امامه وقال علیه الصلوٰة والسلام ان اللّٰه لا ینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم (رواه مسلم عن ابی هریرةؓ). وکل ما یترتب علیه من الفروض الاعیان فهو فرض عین واللّٰه اعلم.

(ترجمہ) اور علم لدنی جس کے حاملین صوفیہ کرامؒ سے مسمی ہیں، کا طلب کرنا فرض عین ہے کیونکہ اس علم کا ثمرہ یہ ہے کہ ماسویٰ اللہ تعالیٰ کے اشتغال سے دل صاف ہو جائے اور دوام حضور سے متصف ہو جائے اور نفس بھی اخلاق رذیلہ سے صاف ہو جائے، مثلاً عجب تکبر، حسد، محبت دنیا، طاعات میں سستی، شہوات نفسانی کو پسند کرنا، ریا کاری، سمعہ وغیرہا، نیز نفس اخلاق حمیدہ سے متصف ہو جائے مثلاً توبہ کرنا، نعمتوں پر شکر کرنا، مصائب پر صبر کرنا وغیرہ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ اخلاق رذیلہ ہر بشر مکلّف پر جوارح کے محرمات سے اشد محرمات ہیں اور مذکورہ فرائض ہر بشر مکلّف پر جوارح کے فرائض سے اشد ہیں کیونکہ نماز، روزہ اور دوسری عبادات اس وقت تک معتد بھا اور مقبول نہیں ہیں جب تک کہ اخلاص دل اور صدق نیت اس کے ساتھ شامل نہ ہو۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف وہ عمل قبول فرماتا ہے جو کہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضاء کے حصول کے لئے ہو اور اس عمل سے مقصود رضاء خداوندی کا طلب کرنا ہو۔ نیز نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

(مظہری ج ۴ سورۃ توبہ، ص ۳۲۴)

اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جس چیز پر فرض عین اشیاء مرتب ہوتی ہیں تو یہی مرتب علیہ بھی فرض عین ہے، اسی طرح تحصیل کمالات باطنیہ کی فرضیت اور وجوب کے بارے میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی کتاب ارشاد الطالبین ۱۳، ۱۴ میں فرماتے ہیں کہ:

"طلب طریقت وسعی کردن برائے تحصیل کمالات باطنی واجبست چرا کہ حق تعالیٰ میفرماید یا ایھاالذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ یعنی ای مسلمانوں پرہیز کنید از نامرضیات خدا کمال پرہیزگاری یعنی درظاہر وباطن چیزی خلاف مرضی خدا تعالیٰ نباشد از عقائد واخلاق بکمال تقویٰ وامر برائی وجوب میباشد وکمال تقویٰ بدون ولایت صورت نہ بندد چنانچہ ذکر کردہ شد رزائل نفس از حسد وحقد وکبر وریاء وسمعہ وعجب ومنت وغیر آن کہ حرمت آن از کتاب وسنت واجماع ثابت است تا کہ زائل نشود کمال تقویٰ چگونہ صورت بندد واین متعلق ست بہ فنای نفس وترک معاصی کہ تقویٰ عبارت ازان است ومعبر است بصلاح جسد کہ ثمرہ صلاح قلب است چنانچہ درحدیث مذکور شدہ اند وآنرا صوفیہؒ فنائے قلب گویند ولایت عبارت از فنائے نفس است صوفیانؒ گفتہ اند کہ راہی کہ ما درصدر آن یم ہمگی ہفت گام است یعنی فنائے لطائف خمسہ عالم امر قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ وفنائے نفس و تصفیۂ لطیفہ قالبیہ، کہ عبارت از صلاح جسد است تقویٰ بکثرت نوافل تعلق ندارد وتقویٰ عبارت است از اتیان واجبات، وپرہیز کردن از منہیات ادائے فرائض وواجبات بدون اخلاق ہیچ اعتبار ندارد قال اللہ تعالیٰ (فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین) وپرہیز از منہیات بدون فنائے نفس صورت نمی بندد۔

پس تحصیل کمالات ولایت از فرائض آمدہ۔ پس سعی در ترقی مقامات قرب و تحصیل تقویٰ دائما واجب گشتہ وطلب زیادۃ علم باطن از فرائض آمدہ قال اللہ تعالیٰ (وقل رب زدنی علما) یعنی بگوای محمد ﷺ کہ الٰہی علم من زیادہ کن وقناعت از مراتب قرب حرام است بر کامل چنانچہ حرام ست بر ناقص انتہی"

پس حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی عبارات انیقہ سے واضح ہوا کہ علم باطن فرض عین ہے اور اسکی طلب بھی ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اسکا عدم طلب حرام اور

موجب فسق ہے اور اسکا انکار کفر بواح ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ ولایت لطائف سبعہ کی فناء پر موقوف ہے اور اس سے لطائف خمسہ کے اسماء بھی ثابت ہو گئے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جب فناء قلب اور فناء نفس حاصل ہو جائیں تو ولایت محقق ہو جاتی ہے اور فنا اشتغال ماسوی اللہ کی نجات سے عبارت ہے اور ماسوی اللہ سے قلب کا تصفیہ اور خلو حیات قلبی بذکر اللہ پر موقوف ہے اور نفس کی ماسوی اللہ سے آزادی حیات نفس بذکر اللہ پر موقوف ہے۔ پس جب سالکؒ کے قلب اور دیگر لطائف مذکورہ ذکر اللہ سے زندہ ہو کر فنا فی اللہ ہو جائیں تو سالک ولی اللہ بن جاتا ہے اور لطائف سبعہ کی فناء کے بعد تلقین نفی اثبات کی جاتی ہے اور فیض کے متعدی ہونے کی وجہ سے خلافت سے سرفراز کیا جاتا ہے جیسا کہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں یہی معمول مشائخ کبارؒ ہے اور ہمارے طریقہ مجددیہ سیفیہ میں بھی یہی مذکور چیز بدیہی الوجود ہے۔

اس کے علاوہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اپنی تصانیف میں جگہ جگہ اس بات کی تصریح کی ہے کہ علم باطن فرض علوم میں داخل ہے۔

اسی طرح قدوۃ المحققینؒ محبوب سبحانی حضرت امام ربانیؒ مکتوبات شریف، جلد۱، مکتوب ۲۱۹ ص ۱۲۷، ۱۲۸ پر رقمطراز ہیں کہ علم باطن کے حکماء حاذقؒ (کامل مکمل مشائخ) کی صحبت میں برائے کسب کمالات باطنیہ حاضر ہونا فرض عین ہے۔

نیز امام مالکؒ فرماتے ہیں: من تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق

(مرقات شرح مشکوۃ ص ۳۱۳، ج۱)

ترجمہ: جس کسی نے علم ظاہری حاصل کیا اور علم تصوف حاصل نہ کیا تو یقیناً فاسق ہو گیا (کیونکہ عمداً فرض عین کا ترک فسق ہے)

اسی طرح امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ:

• لولا السنتان لهلک النعمانؒ

ترجمہ: اگر میرے دو سال تحصیل کمالات باطنیہ میں صرف نہ ہوتے تو نعمان بن ثابت کوفی ہلاک ہو جاتا۔

(کذا فی الحاوی، والحدیقه ورد المحتار، ص ۴۵، ج ۱، وکتاب قطب الارشاد)

پس ان دو سالوں سے مراد وہ دو سال ہیں جس میں امام اعظمؒ نے امام جعفر صادقؒ سے طریقہ صدیقیہؒ نقشبندیہ میں کمالات باطنیہ حاصل کئے اور طریقہ قادریہ علویہ میں حضرت فضیل بن عیاضؒ سے علم باطنی حاصل کیا۔ بعض لوگوں نے ان دو سالوں سے آپ کی عمر مبارک کے آخری دو سال مراد لئے ہیں لیکن یہ غلط محض ہے کیونکہ اس کی بناء پر مسائل اجتہادیہ غیر معتمد ہو جاتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ بلکہ محققین نے فرمایا ہے کہ ان دو سالوں سے مراد قبل الاجتہاد نوجوانی کے دو سال ہیں۔ کہ نور فراست اور کمالات باطنیہ اور علوم ظاہریہ کی تحصیل کے بعد اور مرتبہ اجتہاد مطلق پر فائز ہونے کے بعد حضرت الامامؒ نے استنباط مسائل اجتہادیہ شروع فرما کر ساری امت مسلمہ کیلئے چراغ روشن بن گئے۔ اور حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ اویسی فرمایا کرتے تھے کہ لو لا السنتان میں سین کی ضمہ سے پڑھنا راجح ہے یعنی مطلب یہ ہوا کہ اگر دو سنت یعنی ثابت بالسنۃ چیزیں نہ ہوتیں کہ ایک علم باطن ہے اور دوسرا علم ظاہر ہے تو حضرت نعمانؒ ہلاک ہو جاتے کیونکہ محرمات ظاہرہ اور باطنہ سے اجتناب اور فرائض ظاہرہ باطنہ پر امتثال ان دو علوم پر مبنی ہے اور ان دو علوم کے بغیر محرمات کا ارتکاب اور فرائض ترک کرنا لازم آتا ہے جو کہ ہلاکت ہے مذکورہ تمام دلائل سے واضح ہوا کہ علم باطن کا طلب فرض عین ہے اور عدم طلب فسق ہے اور انکار کفر ہے۔

لیکن علم ظاہر اور احکام شرعیہ کا علم فنون مدونہ پر موقوف نہیں بلکہ اگر فنون مدونہ کے ذریعہ حاصل ہو جائے یا صحبت علماء راسخین سے انکے اقوال سننے سے حاصل ہو جائے یا

مشائخ کبارؒ کے عمل سے فقہ اور علم اخذ کیا جائے تو ان تمام صورتوں میں علم ظاہر سے اتصاف صحیح ہے بلکہ موخر الذکر دو طریقے خیر القرون اور بالخصوص عہد نبوی ﷺ میں معمول تھے۔

ردالمحتار مشہور بفتاویٰ شامی (ص ۴۲ ج ۱) میں ہے:

قوله وعلم القلب ای علم الاخلاق وهو علم يعرف به انواع الفضائل وكيفية اجتنابها لما علمت من ان علم الاخلاص والعجب والحسد والرياء فرض عين: فيلزمه ان يتعلم منها ما يرىٰ نفسه محتاجا اليه وازالتها فرض عين: ولا يمكن الا بمعرفة حدودها واسبابها وعلاماتها وعلاجها فان من لم يعرف الشريقع فيه انتهى ملخصاً.

ترجمہ: اور علم قلب جسے علم الاخلاق باطنہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ ایسا علم ہے کہ جس کے توسط سے انواع فضائل اور رذائل اور کیفیت اکتساب اور اجتناب معلوم ہوتے ہیں۔ پس جب علم اخلاص اور عجب اور ریا کا جاننا فرض عین ہے تو لازم ہے ان کا حصول بقدر اندازہ، اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ جو صفات پہلے ذکر ہو چکی ہیں ان کا ازالہ کرنا فرض عین ہے۔ اور یہ ممکن نہیں ہے مگر اس کی معرفت ہونے اور اس کے حدود اور اسباب و علامات اور علاج جاننے کے بعد، اس لئے کہ جو شر نہیں جانتے ضرور شر میں واقع ہوں گے۔

علامہ سید احمد طحطاوی الحنفیؒ فرضیتِ علم تصوف کے بارے میں لکھتے ہیں:

وكذالک يفترض عليه علم احوال القلب من التوكل والانابة والخشية والرضىٰ فانه واقع فى جميع الاحوال وشرف هذا العلم لايخفى على احدٍ.

(حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار ص ۳۱، ج ۱)

ترجمہ: اوراسی طرح فرض ہے مسلمان پر علم قلب کے احوال کا جو کہ عبارت ہے توکل اور انابت اور خشیت اور قضا پہ رضا اسلئے کہ انسان تمام عمر اور تمام احوال میں انہی صفات قلبیہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اوراس علم کی شرافت کسی پر مخفی نہیں ہے۔

علامہ ملاعلی قاریؒ لکھتے ہیں:

فیجب علیکم ان تحکم احکام الشرع من الاصل والفرع فربما انت مقیم علی کفر و بدعة او علی غفلة مما یفسد علیک طهارتک او صلاتک او یخرجهما عن کونهما علی وفق السنة ثم مدار هذا الشان ایضاً علی العبادات الباطنة التی هی من فروض الاعیان من التوکل والتفویض والتسلیم والرضاء والتوبة والانابة والصبر والشکر والاخلاص فی النیة ونحوها. (شرح عین العلم، ص ۲۹، ج ۱)

ترجمہ: پس لازم ہے تم پر کہ حکم کو صادر کرلو جو کہ مطابق اور موافق ہو اصل اور فرع کے ساتھ۔ بہت سے اوقات میں تم کفر اور بدعت میں وقت گزارتے ہو، یا غفلت میں جو فاسد کردیتا ہے طہارت اور نماز اور باقی طرز و طریقہ مسنونہ اور شریعت کی اہمیت سے تجھے خارج کردیتا ہے۔ اور مدار اور اعتبار ان اعمال کا مربوط ہے کہ اوامر پر عمل کیا جائے، اور عبادات باطنیہ فرض عین کے جملوں سے شمار کیا جاتا ہے جو کہ عبارت ہے توکل اور تفویض، تسلیم اور قضا پہ رضا، توبہ و انابت، صبر و شکر اور اخلاص نیت اور اس کے مثل باقی اور صفات۔

وکذالک یفترض علیه علم احوال القلب من التوکل والانابة والخشیة والرضاء فانه واقع فی جمیع الاحوال انتهی لفظه.

(تعلیم المتعلم ص ۵، الطریقة المحمدیہ ص ۹۰)

ترجمہ: اوراسی طرح فرض ہے علم احوال قلب، جو کہ عبارت ہے توکل، انابت، خشیت، اور رضا پر، کیونکہ یہ واقع ہوتے ہیں انسان پر جمیع احوال میں۔

علامہ عبدالغنی النابلسی الحنفیؒ لکھتے ہیں:

وکذالک یفترض علیه ای علی المسلم علم احوال القلب وما یعتریه من الاخلاق الجمیلة التحرز عن ضدها بتعلیمهامن التوکل علی الله تعالیٰ والانابة ای الرجوع الیه سبحانه والخشیة منه سبحانه والرضاء عنه تعالیٰ فی کل افعاله واحکامه فانه ای ذالک المسلم واقع مدة عمره فی جمیع الاحوال القلبیة المذکورة وقال بعد اسطر فان الکبر والبخل والجبن والاسراف حرام بلا خلاف ولا یمکن التحرز عنها بطریق الاکتساب الا بعلمها وعلم ما یضاد ها انتهی بلفظه.

(الحدیقة الندیہ ص ۳۲۳، ج ۱)

ترجمہ: اوراسی طرح فرض ہے مسلمان پر علم احوال قلب، اور علم اس چیز کا جو شامل ہو قلب کی طرف اخلاق جمیلہ سے اور اپنے آپ کو بچانا اخلاق جمیلہ کے ضد سے اور ان سب کے حصول کا سبب توکل علی اللہ اور انابت اور رجوع الی اللہ اور خوف اور خشیت اور رضا اللہ جل شانہ سے تمام افعال و احکام میں اسلئے کہ مؤمن تمام عمر انہی احوال قلبیہ میں گرفتار ہوتا ہے۔ حدیقة الندیہ کے مؤلف چند سطور بعد لکھتے ہیں، کہ کبر اور بخل اور بزدلی اور اسراف علماء کے اتفاق سے حرام ہیں مگر اپنے آپ کو بچانا ان سب سے، کسب کے ذریعے ممکن نہیں، سوائے علم احوال قلب کے حصول کے۔

الوسیلة الاحمدیہ میں ہے:

یفترض علیه علم احوال القلب یعلم ذالک باعتبار حقائقها

وآفاتها ودوائها. (الوسیلة الاحمدیه شرح الطریقة المحمدیه ص۲۵۲، ج۱)

ترجمہ: فرض ہے مؤمن مسلمان پر احوال قلب کا علم، جو کہ پہچانا جاتا ہے حقائق کے اعتبار اور آفات اور ان کے علاج سے، جو کہ توکل اور انابت اور خشیت کے قبیل سے ہے۔

بریقۃ المحمودیہ میں ہے:

یفترض علم احوال القلب من التوکل وتفویض الامر الی الله والاعتماد علیه تعالیٰ قیل هو السکوت تحت اقدار الله تعالیٰ والانابة الرجوع الیه تعالیٰ والخشیة الخوف بسبب المعرفة قال ﷺ انی لاعرفکم بالله واشدکم له خشیة. (بریقۃ المحمودیہ ص۲۵۲، ج۱ اور ص۳۲۱، ج۱)

ترجمہ: فرض ہے مسلمان پر احوال قلب کا علم جو کہ عبارت ہے (۱) توکل سے، یعنی تمام امور کو سپرد کرنا اللہ جل شانہ کی طرف، اور اعتماد اللہ تعالیٰ پر کرنا اور بعض نے کہا ہے کہ توکل سکوت ہے زیر قدرت الٰہی سے (۲) مقام احوال میں سے انابت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا، (۳) مقام خشیت ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے حاصل ہوتی ہے، جیسے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں تم میں سب سے زیادہ اللہ جل شانہ کی معرفت رکھتا ہوں اور تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں''۔

سراج العارفین میں لکھا ہے: واما حکمه فهو الوجوب العینی علی کل مکلف وذالک لانه کما یجب علم مایصلح الظاهر کذالک یجب علم ما یصلح الباطن۔ (سراج العارفین شرح منهاج العابدین ص۱)

ترجمہ: شارع کی طرف سے تصوف کا حصول وجوب عینی ہے، جیسے کہ مکلف پر علم اصلاح ظاہر واجب ہے، اسی طرح علم اصلاح باطن بھی واجب ہے۔

سوال: اگر کوئی سوال کرے کہ پہلے صفحات میں آپ نے علم باطن کو فرض عین

کہا تھا اور اس عبارت میں وجوب کا درجہ دے رہے ہیں، تو دونوں عبارات میں تضاد آگیا۔

جواب: یہ بات فقہ کی عام کتابوں میں اور اصول فقہ کی کتابوں میں اور اصول کلامیوں میں مشہور ہے کہ وجوب عینی کو فرض عین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اسی عبارت میں لفظ اصلاح باطن آیا ہے، اور اصلاح باطن جو پہلے صفحات میں گزر چکا ہے، وہ عبارت ہے خوف اور خشیت اور انابت اور تفویض اور توکل سے، جن کا حصول فرض عین تھا۔ تو معلوم ہوا کہ وجوب عینی کو فرض عین سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

ایقاظ الهمم میں ہے:

وحکم شارع فیه فقال الغزالیؒ انه فرض عین اذلا یخلو احد من عیب او مرض الاالانبیاء علیهم السلام قال الشاذلی من لم یتشغل فی علمنا هذا مات مصراً علی الکبائر وهو لایشعر وحیث کان فرض عین یجب السفر الی من یأخذه عنه. اذا عرف بالتربیة واشتهر الدواء علی یده. (الفتوحات الالهیه، شرح مباحث اصلیه مشهور به ایقاظ الهمم ص۱۲۶، ج۲)

ترجمہ: شارع کا حکم امام غزالیؒ کی تحقیق سے فرض عین ہے، اس لئے کہ کوئی بھی فرد انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ عیوب و امراض باطنیہ سے خالی نہیں ہے۔ اور پہلی عبارات سے صراحتاً معلوم ہوا کہ باطنی امراض کا علم علماء کے اتفاق سے تصوف اور عرفان ہے۔ امام شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ جو ہمارے علم میں کوشش نہ کرے البتہ وہ باطنی امراض اور گناہوں پہ اصرار اور استمرار رکھے اور بغیر توبہ کے دنیا سے چلا جائے گا، تو یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ اور اسے خبر بھی نہیں ہوگی۔ پس جب علم تصوف فرض عین ہوا تو اس کے حصول کے لئے کوشش کرنا انسان پر واجب ہے۔ اور سفر اس شیخ کی طرف واجب ہے جو کہ تربیت میں اور امراض باطن کے دفع کرنے میں مشہور ہو۔

اور اسی صفحہ پر دوسری عبارت ہے:

ان اخذ علم التصوف فرض عين انتهى بلفظه.

ترجمہ: علم تصوف کا اخذ کرنا ہر مسلمان مکلف پر فرض عین ہے۔

الحاج فقیر اللہ صاحب نے قطب الارشاد میں لکھا ہے:

ولا شک ان علم عيوب النفس وازالتها الداخل فی علم الاخلاق والتصوف فرض عين فيكون اهم. (قطب الارشاد، ص ۲۱۷)

ترجمہ: اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نفس کے عیوب پر علم رکھنا اور اسے دور کرنا، یہ داخل ہے علم الاخلاق اور تصوف میں جو کہ فرض عین ہے اور یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔

اور اسی طرح علامہ سید مرتضی زبیدی شارح احیاء علوم فرماتے ہیں:

واعلم ان الفرض بعد التوحيد نوعان احد هما ما يكون فرضاً على العبد بحكم الاسلام وهو علم المعاملة القلبية واصلاح الباطن لازدياد انوار النفسية وازالة الاخلاق الردية واثبات الشمائل المرضية وثانيهما فيهما ماهو فرض عليه عند تجدد الحادثة كدخول وقت الصلوة والصوم والحج والزكوة وغيرها واما العبد اذا اسلم فی وقت لم تجب عليه فيه هذه الاشياء فليس عليه ان يعلمها بفرض ادراک لانه لم يدرک وقتها وانما يكون. الفرض عليه حينئذ علم المعاملات القلبية فلو وجد برهة اى وقتاً من الزمان بعد الاسلام وفراغاً ولم يشتغل فی تحصيل علم المعاملة القلبية كان تاركاً للفرض مسئولاً عنه يوم القيامة.

(اتحاف السادة المتقين بشرح احیاء علوم الدین ص ۱۳۵، جلد ۱)

ترجمہ: آگاہ ہو جاؤ، توحید کے بعد فرض دو قسم کے ہیں۔ پہلا فرض مؤمن پر اسلام کے

بعد جو فرض ہے وہ عبارت ہے علم معاملات قلبی . اصلاح باطن سے تاکہ انوار نفسانی زیادہ ہو جائیں اور اخلاق ردیہ دور ہو جائیں اور شمائل مرضیہ حاصل ہو جائیں۔ دوسرا فرض وہ ہے جو وقت کے تجدد کے ساتھ انسان کے اوپر فرض ہو جاتا ہے، مثلاً نماز کے وقت کا داخل ہونا، رمضان المبارک کے مہینے کا داخل ہونا، یا حج کے مہینوں کا داخل ہونا، وغیرہ۔ اگر ایک شخص ایسے وقت اسلام سے مشرف ہوا اور اس کے اوپر یہ چیزیں واجب نہیں تھیں تو اس پر لازم نہیں ہے کہ اس فرض کو حاصل کرلے اس لئے کہ اس نے اس وقت کو پایا نہیں، لیکن اس پر اس وقت فرض یہ ہے کہ یہ علم معاملاتِ قلبی حاصل کرلے۔ اگر اس کو وقت ملا تھوڑا سا اسلام لانے کے بعد اور یہ فارغ تھا اور یہ مشغول نہیں ہوا اور اس نے اپنے آپ کو مشغول نہ رکھا حصول علمِ معاملاتِ قلبی (تصوف) میں، تو یہ آدمی فرض کا تارک ہوا اور روزِ قیامت اس سے پوچھا جائے گا۔

تو اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ علم تصوف کا حاصل کرنا فرض عین ہے۔

علامہ شیخ اسمٰعیل حقی فرماتے ہیں:

والنوع الثانی علم السروهو مايتعلق بالقلب ومساعيه فيفترض على المؤمن علم احوال القلب من التوكل والانابت والخشية والرضى فانه واقع فی جميع الاحوال واجتناب الحرص والغضب والكبر والحسد والعجب والرياء وغير ذالک.

(تفسير روح البيان، ص ۵۳۶، ج ۳، تفسير سورة توبه آية ۲۲)

ترجمہ: علم کی دوسری قسم کو علم سر کہا جاتا ہے جو کہ قلب اور اس کے احوال کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اور یہ علم فرض ہے ہر مؤمن مسلمان پر، جو کہ عبارت ہے توکل، انابت، خشیت، رضا قضا پر، اور اپنے آپ کو بچانا ہے حرص، غصہ، تکبر، حسد، عجب اور ریاکاری وغیرہ سے۔

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی علمِ تصوف کے بارے میں (حدیثِ احسان)
کے تحت لکھتے ہیں: واعلم أن لفظ الاحسان شامل لجميع أنواع البر من الأذكار، والاشغال وغيرها والأذكار تقال للأوراد المسنونة، وما ذكره المشائخ من الضربات والكيفيات يقال لها الأشغال. والنسبة فى اصطلاحهم ربط خاص سوى ربط الخالقية والمخلوقية، فمن حصل له ربط سوى الربط العام يقال له صاحب النسبة. والطرق المشهورة فى التصوف أربعة السهروردية والقادرية، والچشتية، والنقشبندية، والسلسلة السهرودية قد تسلسلت فى أجدادنا من عشرة متصلة ثم ما نقل الينا من الأوامر والنواهى والوعد والوعيد سمى شريعة. والتخلق بها يسمى طريقة، و حينئذ تنصبغ الأعمال بصبغ الايمان كما كان فى السلف، أما اليوم فعلم بلا عمل و ايمان بلا تصديق من الجوارح، رب تال للقرآن والقرآن يلعنه، ثم الفوز بالمقصد الأسنى والنيل بالمأرب الأعلى يسمى حقيقة. ومن ههنا ظهر أن الطريقة والشريعة لاتتغايران كما زعمه العوام. (فيض البارى على صحيح البخارى، ص ۱۴۹، ۱۵۰، ج ۱)

ترجمہ: احسان کا لفظ تمام نیکیوں پر مشتمل ہے، خواہ اذکار ہوں یا اشتغال صوفیہ، اذکار کا اطلاق اورادِ مسنونہ پر ہوتا ہے۔ اور مشائخ صوفیہ نے جو ضربوں اور کیفیتوں کا ذکر کیا ہے انہیں اشتغال کہتے ہیں اور نسبت اصطلاح صوفیہ میں ایک خاص قسم کے ربط کو کہا جاتا ہے جو خالقیت اور مخلوقیت سے جدا ہے اور جسے یہ ربط خاص حاصل ہو جائے اس کو صاحب نسبت کہتے ہیں اور تصوف میں چار مشہور سلسلے ہیں۔ سہروردی، قادری، چشتی اور نقشبندی، اور سلسلہ سہروردی ہمارے خاندان میں دس پشتوں سے متصل چلا آرہا ہے۔ پھر

جو اوامر و نواہی وعدے اور وعید نقل ہو کر ہم تک پہنچے ہیں اسے شریعت کہتے ہیں۔ اور ان پر عمل پیرا ہونا اور اس رنگ میں رنگا جانا طریقت کہلاتا ہے۔ اس وقت تمام اعمال، ایمان کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ سلف صالحین کی یہی حالت تھی، مگر آج کل علم ہے عمل نہیں، ایمان ہے مگر اعضاء و جوارح سے اس کی تصدیق نہیں، بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کر رہا ہوتا ہے۔ پھر اعلیٰ مقصد کو حاصل کرنا، اعلیٰ نصب العین تک پہنچنا اصل کامیابی ہے۔ اس کا نام حقیقت ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ شریعت اور طریقت دو مختلف چیزیں نہیں جیسا کہ عوام میں مشہور ہے۔

الفاظ اور معنی کا تعلق واضح کرتے ہوئے اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

وانى لست ممن يأخذون الدين من الالفاظ بل أولى الأمور عندى توارث الأمة واختيار الأئمة فانهم هداة الدين وأعلامه ولم يصل الدين الينا الا منهم فعليهم الاعتماد فى هذا الباب فلا نسىء بهم الظن.

(فيض البارى على صحيح البخارى، ص ۳۰۴، ج ۱)

ترجمہ: میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو دین کو صرف الفاظ سے اخذ کرتے ہیں۔ بلکہ میرے نزدیک الفاظ کے حقیقی معنی امت کا توارث اور وہ صورت جو ائمہ نے اختیار کی ہے کیونکہ وہی دین کے ہادی اور نشان ہیں۔ ہمیں دین تو ان ہی کے ذریعے پہنچا ہے، ہم اس بارے میں انہی پر اعتماد کرتے ہیں۔ ہم ان کے متعلق سوءِ ظن سے بچتے ہیں۔

ان تمام عبارات اور حوالہ جات سے بلا شک و شبہ ثابت ہوا کہ تصوف یعنی علم طریقت کا حاصل کرنا ہر مؤمن مسلمان پر فرض عین ہے، اور اس سے انکار کرنا کفر ہے۔ (العلماء ورثة الانبياء) جو کہ حدیث مبارک ہے، ان میں وہ علماء شامل ہیں، کہ جن کے دل علم ظاہر اور علم باطن سے منور ہو چکے ہوں، کیونکہ شریعت اور طریقت دونوں لازم اور

ملزوم ہیں اوران دونوں کی مثال پرندے کے دو پروں کی طرح ہے۔ جو شخص علم ظاہر رکھتا ہو اور علم باطن نہ رکھتا ہو وہ کامل ہو ہی نہیں سکتا، کیونکہ علم طریقت فرض عین ہے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلب طریقت اور سعی کرنا واسطے تحصیل کمالات باطنی کے واجب ہے۔ اس واسطے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ (اے مومنو! پرہیز کرو نامرضیاتِ خدا سے کمال پرہیزگاری) یعنی علم ظاہر و باطن میں کوئی چیز خلاف مرضی اللہ تعالیٰ کے نہ ہو عقائد و اخلاق سے ساتھ کمال تقویٰ کے، اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے اور کمال تقویٰ بغیر ولایت کے حاصل نہیں ہوتا چنانچہ ذکر کیا گیا، رزائل نفس حسد، وحقد و کبر وریا وسمعہ وعجب ومنت اور سوائے اس کے کہ حرمت اس کی کتاب وسنت واجماع سے ثابت ہے جب تک زائل نہ ہو کمال تقویٰ کا کیونکر درست ہو، اور یہ متعلق ہے ساتھ فنائے نفس اور ترک معاصی کے، تقویٰ عبارت اس سے ہے اور معتبر ہے ساتھ اصلاح جسم کے کہ پھر اصلاح دل کا ہے جیسے کہ حدیث شریف میں ذکر ہوا کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ صالح ہو تو تمام بدن صالح ہو اور اگر وہ خراب ہو تو تمام بدن خراب ہو اور وہ دل ہے اور اس کو صوفی فنائے قلب کہتے ہیں۔ ولایت عبارت فنائے نفس سے ہے، صوفیا کہتے ہیں، ''راہے کہ مادر صدر آنیم ہمگی ہفت گام سے یعنی فنائے لطائف خمسہ عالم امر قلب، روح، سر، خفی، اخفی و فنائے نفس، تصفیہ لطیفہ قالب کہ عبارت صلاحیت بدن سے ہے۔ تقویٰ کثرت نوافل کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا ہے اور تقویٰ عبارت ہے عامل ہونا واجبات کا اور پرہیز کرنا منہیات سے، ادا کرنا فرائض و واجبات کا بغیر خلوص کے اعتبار نہیں رکھتا۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی، فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ (ترجمہ: پس خدا کی عبادت کر اس کو شرک سے خالص کر کے)

''پس تحصیل کمالات ولایت از فرائض آمدہ'' (پس کمالات ولایت کا حاصل کرنا فرض ہوا) چونکہ حاصل کرنا ولایت کا ایک امر ہے وہبی مقدور نہیں ہے یعنی انسان کے قابو اور طاقت سے باہر ہے اور تکلیف بقدر طاقت ہے، اسی واسطے حق تعالیٰ فرماتا ہے فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (پرہیز کرو تم نارضامندی خدا سے جس قدر کر سکو) پس حکم کیا گیا، جان تو کہ بذل (یعنی کوشش کرنا) و تبلیغ (یعنی دست دراز کرنا) اس کی تحصیل میں واجب ہے، دوسرے یہ کہ ولایت کے مرتبے بے انتہا ہیں۔ جیسے کہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں	بمیر د تشنہ مستسقے و دریا ہمچناں باقی
نہ اس کے حسن کی انتہا ہے اور نہ سعدی کی بات کا ٹھکانا	مریض استسقا پیاسا مر جائے لیکن دریا باقی رہتا ہے

اسی طرح تقویٰ بھی بے نہایت مرتبہ رکھتا ہے، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اَعْلَمَکُمْ وَاَتْقٰکُمْ بِاللّٰہِ اَنَا (تحقیق میں تم سب سے زیادہ عالم و متقی ہوں) جس قدر انسان مراتب قرب حق میں ترقی کرتا ہے خوف و خشیت اس پر غالب ہوتی ہے اور متقی زیادہ ہوتا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (تم میں سے زیادہ متقی اللہ کے نزدیک زیادہ معزز ہے) جب تقویٰ کی نہایت نہیں تو سعی ترقی مقامات قرب و تحصیل تقویٰ میں ہمیشہ واجب ہوئی اور طلب زیادتی علم باطن فرض ہوئی۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی، وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْماً (فرمائیے (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم)! اے خدا میرے علم میں اضافہ فرما) اور قناعت کرنا مراتب قرب میں حرام ہے کامل پر، جیسے کہ حرام ہے ناقص پر، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

در راہِ خدا جملہ ادب باید بود	تا جان باقی ست در طلب باید بود
اللہ کی راہ میں تمام آداب پورے کرنے چاہئیں	جب تک جان میں جان ہے طلب میں رہنا چاہئے
دریا دریا اگر بکامت ریزند	کم باید کرد و خشک لب باید بود
اگر کئی دریا سے تجھے سیراب کریں	تب بھی، تو کم سمجھ اور خشک ہونٹ رکھ

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے برادر بے نہایت در گہیست   زرچہ بروے می رسی بروے مائیست
اے بھائی بے انتہا درگاہیں ہیں   کسی درگاہ پر پہنچنے کو نہایت مت سمجھ اور آگے ترقی کر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

لَا اَبۡرَحُ حَتّٰی اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَیۡنِ اَوۡ اَمۡضِیَ حُقُبًا (ہمیشہ رہوں گا میں سفر میں تا کہ پہنچوں میں اس جگہ جہاں دریا کھارا اور میٹھا جمع ہوتے ہیں کہ وہ مکان حضرت خضر علیہ السلام بہ تعلیم الٰہی معلوم ہوا تھا)۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے ملے تو فرمایا: هَلۡ اَتَّبِعُکَ عَلٰۤی اَنۡ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمۡتَ رُشۡدًا (کہ متابعت کروں میں تیری اس واسطے کہ سکھائے تو مجھ کو وہ علم کہ خدا نے تجھ کو دیا ہے) تمام ہوا کلام قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا۔

جو کچھ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بے شک درست ہے، کیونکہ ہر چیز میں دو جزو ہیں، ایک ظاہر اور ایک باطن، جسم ظاہر کا علاج شریعت اور باطن کا طریقت ہے۔ لیکن علاج باطن کی نہایت ضرورت ہے کیونکہ جیسے کسی کو فساد خون ہو اور فساد خون کی وجہ سے پھوڑے پھنسی وغیرہ جسم پر اٹھیں تو زخم کے واسطے مرہم پٹی کی جائے تو یہ فائدہ سے تو خالی نہیں مگر کافی نہ ہوگی بلکہ فساد خون کے واسطہ مسہل اور ادویہ مصفیات کارآمد ہوں گی تا کہ مادۂ فاسد اندرونی کو دفع کریں اور پھر ظاہر جسم پر کوئی پھوڑا پھنسی نہ اٹھے، اسی طرح باطن کی خرابیوں کا علاج علم باطن ہے تا کہ پھر ظاہر اعضاء آنکھ، کان، زبان، ہاتھ پاؤں وغیرہ میں مادۂ فاسد معصیت کا نہ پھوٹے اور جان اور جسم دونوں پاک ہو جائیں۔

اے عزیز اس جہاں میں ہر چیز کا ظہور پرتو ہے اسماء وصفات الٰہی کا چنانچہ هُوَ الظَّاهِرُ سے جسم ہے هُوَ الْبَاطِنُ سے قلب وروح هُوَ الْبَاطِنُ سے لا الہ الا اللہ، هُوَ الظَّاهِرُ

سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، هُوَ الظَّاهِرُ سے شکل دوا ہے، هُوَ الْبَاطِنُ سے اثر و شفا، هُوَ الظَّاهِرُ سے ظہور انبیاء علیہم السلام هُوَ الْبَاطِنُ سے ملائکہ کرام تو جس دوا میں شفا نہیں وہ کس کام کی اور جس جسم میں روح نہیں وہ جسم کس کام کا؟ اور جس دل میں نور تصدیق نہیں وہ دل کس کام کا؟ چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چوں نہ دارد نور دل دل نیست آں   چوں نباشد روح جزو کل نیست آں
جو دل نور باطن سے منور نہ ہو وہ دل نہیں ہے   اور جب روح ہی جسم میں نہیں تو وہ نہ جزو ہے نہ کل
آں زجاجہ کہ نہ دارد نورِ جاں   بولِ قارورہ ست قندیلش مخواں
جس شیشہ میں نور و روشنی نہ ہو   وہ قارورہ کی شیشی ہے اس کو قندیل نہ سمجھو

اور جس علم ظاہر کے ساتھ علم باطن نہ ہو تو وہ علم خلوص سے معریٰ ہوتا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، عالم خشک کی صحبت سے بھاگو، عالم خشک سے وہی علماء مراد ہیں جو علم باطن سے بے بہرہ ہیں اسی واسطے قاضی صاحب نے فرمایا علم باطن فرض ہے اور طلب طریقت واجب ہے اور بیعت ہونا سنت ہے۔

تلاشِ مرشد

اے عزیز جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ علم باطن فرض ہے تو تلاش اس علم کے عالم کی تجھ پر ضروری ہوئی۔ لہٰذا اب میں کامل مرشد کی کیفیت بیان کرتا ہوں تا کہ تو اس کو پہچان کر اس سے فائدہ حاصل کرے۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب طلب کمالات باطنی واجبات سے ہے، پس تلاش پیر کامل مکمل بھی ضروریات سے ہے کہ وصول بخدا بے توسط پیر کامل مکمل بس قلیل ہے اور بہت نادر۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نفس را نہ کشد بغیر از ظل پیر   دامن آں نفس کش محکم بگیر
نفس کو بغیر پیر کے سایہ، نہیں مار سکتا   اس نفس کے مارنے والے کا دامن مضبوط پکڑ

اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نیست ممکن در رہ عشق اے پسر   راہ بردن بے دلیل راہ بر

نہیں ہے چارہ راستہ محبت خدا میں اے عزیز   راستہ چلنا بلا راہبر کے (یعنی پیر کے)

اور دوسری جگہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مقالہ الدریہ فی النصیحۃ والوصیۃ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیئے کہ ہمیشہ طلب علم لدنی اور تلاش نسبت صوفیاء میں کہ غنیمت ہے، رہے اور تلاش میں رہے اہل دل اور شیخ کامل مکمل کی۔ حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر کامل کا مل جانا محض بخشش رب کی ہے، چنانچہ حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وحضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، و حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مرزا جانجاناں شہید وشاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب بزرگوار اور علاوہ ان کے ہزار ہا اولیائے امت پیدائشی محبت حق ونور اجتباء (یعنی پیدائشی کشش ربانی بلا تعلیم ان کے دل میں خدا نے ودیعت فرمائی تھی) سے مشرف تھے کہ جن کے حالات میں کتابیں بھری ہیں، اور یہ بزرگوار سب عالم اجل ہوئے ہیں، مگر باوجود تکمیل علم ظاہر کے کسی نے ایک، کسی نے دو کسی نے تین، کسی نے چار مرشد کئے ہیں اور جس طرح سلسلہ علم حدیث کا خاتم النبیین ﷺ تک اپنے استادوں کا پہنچایا ہے، اسی طرح استادان (مرشدان) طریقت کا سلسلہ بھی یکے بعد دیگرے رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا ہے جو ان کی کتابوں میں مفصل درج ہے، اسی واسطے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہیچ چیزے خود بخود پیدا نہ شد   ہیچ آہن خود بہ خود تیغ نہ شد

کوئی چیز اپنے آپ پیدا نہیں ہوئی   اور نہ کوئی لوہا خود سے تلوار بنا

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم   تا غلام شمس تبریز نہ شد

مولوی ہرگز مولائے روم نہیں بنا   جب تک کہ حضرت شمس تبریزؒ کا غلام نہ ہوا

لہذا طالب کو چاہیئے کہ اب اس بات کو تلاش کرے کہ جس خدا کے ولی کو ہم ڈھونڈھ کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، اس کا رب العالمین نے کیا کیا پتہ دیا ہے اور رسول خدا ﷺ نے اس کی کیا کیا نشانیاں فرمائی ہیں اور جن لوگوں سے ہم بچنا چاہتے ہیں ان کی علامت قرآن وحدیث اور آئمہ شریعت وطریقت نے کیا بیان فرمائی ہے، اللہ پاک اپنے کلام مجید وفرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے، اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (نہیں ہیں اس کے دوست مگر تقویٰ والے) دوسری جگہ ارشاد ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (تم میں سے زیادہ متقی اللہ کے نزدیک زیادہ معزز ہے)، تیسری جگہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (بیشک اللہ متقیوں کو دوست رکھتا ہے) چوتھی جگہ بشارت ہے وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ (اور جنت متقیوں کے لئے آراستہ کی گئی ہے اور قریب ہے)۔ علاوہ اس کے اور بہت سی جگہ اللہ پاک نے متقیوں کو اپنا دوست فرمایا ہے اور متقی اس کو کہتے ہیں کہ جس کام کے کرنے کا حکم دیا گیا ہو اس پر خلوص سے قائم ہو اور جس چیز سے منع کیا گیا ہو اس چیز کو چھوڑنے والا ہو، جو تبع سنت ظاہر و باطن میں ہے وہی متقی ہے اور وہی خدا کا ولی ہے اور جو باوجود ہوش وتمیز ہونے کے پیروی چھوڑے ہوئے ہے ہرگز خدا کا ولی نہیں ہوسکتا، چنانچہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خلاف پیمبرؐ کسے رہ گزید   کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جس نے پیغمبرؐ کے علاوہ راستہ اختیار کیا   وہ ہرگز منزل مقصود کو نہیں پہنچے گا

اس زمانہ میں اکثر پیر اپنی وضع وقطع خلاف شریعت رکھتے ہیں، جیسے نماز نہ پڑھنا یا گاہے گاہے پڑھنا، داڑھی چڑھانا یا منڈوانا یا کتروانا، مونچھوں کا بڑھالینا، پائچے ٹخنوں

سے نیچے رکھنا وغیرہ وغیرہ۔ شریعت پاک میں چاروں آئمہ شریعت و آئمہ طریقت کے
نزدیک ایسا شخص فاسق ہے۔ امام طریقہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب
فیوض یزدانی میں فرماتے ہیں کہ جو شخص جناب رسول اللہ ﷺ کا اتباع نہ کرے اور اپنے
ایک ہاتھ میں آپ ﷺ کی شریعت کو اور دوسرے ہاتھ میں آپ ﷺ کی کتاب قرآن پاک
کو جو آپ پر نازل ہوئی تھی، نہ تھامے اور آپ ﷺ کے چلے ہوئے راستہ میں حق تعالیٰ کی
طرف نہ چلے وہ ہلاک ہوا اور پھر ہو، اور گمراہ ہوا اور پھر ہو، یہی دونوں قرآن و شریعت حق
تعالیٰ کی طرف راستہ چلانے والے ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے کہ فاسق کی تعریف
کرنے سے عرش معلی کانپتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی
الْقَومَ الْفَاسِقِینَ (بے شک اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں کرتا) لیکن جاہل ایسے لوگوں کو
خدا کا ولی جانتے ہیں اور وہ فاسق پیر اپنی ولایت کا اثبات جاہلوں کی زبان سے سن کر
خاموش بیٹھے رہتے ہیں، جاہل یہ کہتے ہیں کہ میاں صاحب نماز پنجگانہ مکہ شریف میں
پڑھتے ہیں، یہاں ان کو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں اور اپنے لباس ملامت سے اپنے آپ کو
چھپاتے ہیں میاں صاحب سے کوئی کچھ پوچھتا ہے تو کچھ مدہوش کچھ باہوش بن کر یہ مصرعہ
فرمادیا کرتے ہیں: "نماز عاشقاں ترک وجود است" اللہ تعالیٰ ایسے گمراہ پیروں سے
مسلمانوں کو بچائے اور ان کے ماننے والوں کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرمائے
(آمین)۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ عبادتِ الٰہی سے کسی کو چارہ نہیں۔ کیا انبیاء علیہم
السلام، کیا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کیا ائمہ طریقت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، کوئی بھی ہو
یہاں تک کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے ہیں "اگر ہوتے عیسیٰ و موسیٰ" میرے زمانہ
میں تو بلا میری پیروی کے ان کو چارہ نہ ہوتا۔ اب وہ ہر شخص پیر فاسق اور فاسق پیر کے ماننے
والے سمجھ لیں کہ جب انبیائے اولوالعزم کو بغیر اتباع حبیب خدا ﷺ کے چارہ نہ ہوتا تو بھلا

ان بے چارہ فاسق پیروں کو کیسے چارہ ہوسکتا ہے؟ یہ عجب بے سمجھی اور بے عقلی ہے کہ جن
متقیوں کو خدا اپنا دوست فرمائے ان کی طرف بدظنی ہو اور جن فاسقوں کو خدا اپنی ہدایت سے
بے بہرہ ہونا فرمائے ان کو خدا کا دوست بنایا جائے۔ خدا ایسے لوگوں کی پیروی سے منع
فرمائے اور جاہل بے سمجھ ان کی پیروی کریں، اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا: لَا تُطِعْ مِنْھُمْ
اٰثِماً اَوْ کَفُوراً (پیروی مت کرو گنہ گار اور کافر کی)۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے مَا اٰتٰکُمُ
الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (جو کچھ میرا رسول تمہارے پاس لائے تم اس
کو اختیار کرلو اور لے لو اور جس بات سے منع کرے اس سے باز رہو) اس ارشاد رب العباد
کے خلاف، جس چیز کو رسول اللہ ﷺ منع فرماتے ہیں اس کو اختیار کرتے ہیں اور جس چیز
کے کرنے کا حکم دیا ہے اس کو چھوڑتے ہیں، لیکن دعویٰ ولایت اور مبدا ہدایت اپنے آپ
کو جانتے ہیں۔ رَبَّنَا اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، رَبَّنَا لَا تُؤاخِذْنَا اِنْ نَّسِینَا اَوْ
اَخْطَاْنَا۔ جن لوگوں کی طبیعت میں احکام شریعت کی وقعت نہیں، مگر جاہلوں میں ان کی
وقعت ہے، بعض لوگ اس پر جمے ہوئے ہیں کہ فلاں گدی میں ہمارے خاندان کے لوگ
مرید ہوتے آئے ہیں ہم بھی اسی جگہ مرید ہوں گے اور اکثر جگہ پیروں کا طریقہ بھی یہی ہے
کہ باپ مرا اور ان کا بیٹا ان کی جگہ قائم ہوا اور دستار ان کے سر پر باندھ دی گئی، اور وہ فوراً پیر
بن بیٹھے، نہ اس نے سلوک کا طریقہ طے کیا ہے اور نہ اس کو اجازت باضابطہ طریقت کی ملی
ہے نہ وہ اتباع شریعت پر قائم ہوا ہے۔ مگر مریدوں اور گھر والوں نے اس کو پیر ضرور ہی بنا
دیا۔ یہ طریقہ بلا سلوک طے کئے ہوئے اور بلا اجازت پیر بن کر گدی پر بیٹھ جانا، ایسے لوگوں
سے بیعت ہونا یا ایسے پیروں کا لوگوں کو مرید کرنا بالکل غلط اور سراسر عقل کے خلاف ہے۔
بزرگ کے انتقال کے بعد اس بزرگ کی اولاد میں سے یا اس کے مریدوں میں سے جس کسی
نے سلوک طے کیا ہو اور اس کو اجازت بیعت کرنے کی مل چکی ہو اور ان میں بھی جو سب

سے اچھا اور لائق موافق تحقیقات علمائے طریقت کے ہو اس کے سر پر دستار باندھنی چاہئے۔ ولایت کسی کے باپ کی جاگیر نہیں ہے ایک نعمت خداوندی ہے چاہے غلام کو عطا فرمائے یا آقا کو۔ جس کو عنایت فرمادے اس کی اتباع سب کو کرنی چاہئے اور یہ مریدی کسی کے گھر کی غلامی بھی نہیں ہے بلکہ صراط المستقیم پر چلنے اور خلوص حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، یہ اور بات ہے کہ کسی بزرگ کے انتقال کے بعد اس کے سلسلہ کے لوگ اس بزرگ کے اہل وعیال کی ہر قسم کی خدمت کریں، یہ اچھی بات ہے اور ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَان کی تعمیل ہے۔ پس اے عزیز! ایسے لوگوں سے کہ جو فاسق ہوں اور خدا ان کو اپنا دوست نہ فرمائے، ان سے بیعت نہ ہونا چاہئے اور ان کی صحبت سے بچنا چاہئے کیونکہ فائدہ مفقود اور نقصان ظاہر ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دست ناقص دست شیطانست ودیو — زانکہ اندر دام و تکلیف ست ریو
ناقص کا ہاتھ شیطان کا ہاتھ ہے — کیونکہ اس میں سراسر مکاری اور تکلیف ہے

اور صحبت میں ان کے نہ بیٹھنا چاہئے، اگرچہ ان سے عجیب عجیب باتیں ظاہر ہوں کہ شریعت میں اس کو استدراج کہتے ہیں، جیسے دلوں کا حال بیان کرنا، دلوں پر اثر ڈالنا، غائب چیزوں کا بتادینا، خود غائب ہوجانا، شیر کی شکل بن جانا، ہوا پر اڑنا، یہ سب صفات شیطان لعین وجوگیان اور برہمان ہند اور فلاسفران یونان میں بھی ہوتی ہیں، اگر انہی چیزوں کا نام ولایت ہے تو شیطان کفار کو بھی ولی کہنا لازم آئے گا۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ولایت کو پورا نہ مانا جائے گا کیونکہ کشف اور خرق عادات ان سے بہت کم ظہور میں آئے۔ مگر عقائد اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذات مبارک تو کجا تابعین کے مرتبہ کو کوئی ولی یا امام وقت اگرچہ اس سے کتنی ہی کرامتیں اور تصرفات ظاہر ہوئی ہوں نہیں پہنچ سکتا، ولایت قرب حق اور یقین کامل اور کثرت محبت خدا ورسول واتباع حبیب خدا ﷺ

کا نام ہے، چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دریافت کرنے پر ان کے شیخ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کامل کے کمال کی شناخت ایک جملہ میں فرمادی "یقین تر کامل تر" اور حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صاف شناخت ناقص اور کامل کی فرمائی ہے:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نباید داد دست
بہت سے شیطان آدمی کی شکل میں ہیں — پس ہر ایک کے ہاتھ میں بغیر تحقیق ہاتھ نہ دینا چاہئے
ہر کہ او از کشف خود گوید سخن — کشف اورا کفش کن برسر بزن
جو کچھ وہ اپنے کشف سے بات کہے — تو اس کے کشف کی جوتی اس کے منہ پر ماردے
ما برائے استقامت آمدیم — نے پئے کشف و کرامت آمدیم
ہم شریعت کے احکام پر مضبوط رہنے کو آئے ہیں — نہ کہ کشف و کرامت کے واسطے آئے ہیں

عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحبت ناجنس مخالف سے بچ اور بدعتی کی صحبت سے بھاگ اور جو مسند شیخی پر بیٹھا ہے اور عمل اس کے سنت کے خلاف ہوں زنہار الف زنہار اس سے دور ہو، بلکہ اس شہر میں مت رہ شاید کبھی تیرا رجحان اس کی طرف ہوجائے اور تیرے عقائد میں فرق آجائے وہ پیر چور ہے چھپا ہوا اور جال ہے شیطان کا اگرچہ اس سے خرق عادات طرح طرح کے دیکھے تو اور دنیا سے بے تعلق اس کو پائے، تو بھاگ اس کی صحبت سے جیسے کہ بھاگتے ہیں شیر سے مقصد شریعت طریقت حقیقت معرفت سب کا یہ ہے کہ بندۂ خاکی کی بخشش ہوجائے اور اس کا پہلا ذریعہ شریعت کی اتباع ہے اور اعمال شریعت میں خلوص پیدا ہوجانا یہ طریقت ہے، کسی کے حال وقال کشف و کرامت پر انحصار بخشش نہیں ہے جو حال یا کشف خرق عادات متقی سے ظاہر ہو وہ نور ہے، اور اس کو کرامت اور برکت کہیں گے اور جو خلاف شرع لوگوں سے ایسی باتیں ظاہر ہوں اس کو استدراج کہیں گے۔ اب میں ان لوگوں کے حالات بیان کرتا ہوں جن پر ولایت

کے آثار پیدا ہوں اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور العلماء ورثۃ الانبیاء کے وہ مصداق ہیں اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر سینہ کو نور باطن سے منور کیا جائے اور ہاتھ ان کا گویا ہاتھ خدا کا ہو، جیسے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چوں یدُاللہ فوق اَیدِیھم بود	دست اورا دست خود فرمود احد
جب اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہو	ایسے لوگوں کے ہاتھ کو خدا نے اپنا ہاتھ فرمایا
چوں قبول حق بود آں مرد راست	دست او درکار ہا دست خداست
جس بندہ کو خدا اپنا مقبول کرلے	اس کا ہاتھ تمام کاموں میں گویا خدا کا ہاتھ ہے

ظاہر میں متبع سنت ہو، اس کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ اس کی صحبت میں بیٹھنے سے محبت دنیا سرد ہو اور محبت خدا اور رسول ﷺ غالب ہو، وساوس شیطانی و خطرات نفسانی کم ہوں، وہ خدا کی عبادت میں اکثر مشغول رہتا ہو، اپنی تعریف نہ کرتا ہو، طامع نہ ہو قانع ہو، ضروریات کو لے کر فضولیات کو چھوڑنے والا ہو اس کی صحبت میں دنیا کی باتیں کم ہوتی ہوں، اکثر ذکر خیر ہوتا ہو اس کے مرید اکثر نیک ہوں اور خدا اور رسول ﷺ کی محبت کا جذبہ رکھتے ہوں، جب یہ باتیں اس میں موجود ہوں تو اس سے قصدِ بیعت کرنا چاہئے لیکن قبل از بیعت استخارہ کرنا سنت ہے اور پیران عظام کا یہی طریقہ رہا ہے اگر استخارہ میں بھی اس بزرگ کی خوبی معلوم ہو تو ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ہو جائے، انشاء اللہ تعالیٰ اس سے ضرور فائدہ پہنچے گا، اگر مقدر سے بوجہ شامت اعمال باطنی فائدہ نہ بھی پہنچا تو نقصان بھی نہ ہوگا، اس کی محبت اور پیروی بخشش کے واسطے کافی ہوگی۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پیر راہگزیں کہ بے پیر ایں سفر	ہست رہ پر آفت و خوف و خطر
اپنے لئے مرشد بنا کیونکہ بغیر پیر یہ سفر	نہایت پر آشوب اور خطرناک ہے
	یعنی شیطان اور نفس کو انہیں بہت دھوکہ دینے کا موقع ملتا ہے
دامن او گیر زود تر بیگماں	تا رہی از آفت آخر زماں

بلاشک اس بندہ خاص کا دامن جلد پکڑ	تاکہ تو اس آخری زمانہ کی آفتوں سے بچے

اثباتِ بیعت

اے عزیز! جب تجھ کو شیخ ان صفات کا مل جائے کہ جس کی شناخت فصل تلاش مرشد میں بیان کی جاچکی ہے تو تجھ کو اس سے بیعت ہو جانا چاہئے کیونکہ بیعت ہونا سنت ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل میں ایک فصل مفصل دربارۂ استدلال بیعت تحریر فرماتے ہیں کہ جو قرآن و حدیث سے استنباط کیا گیا ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ بیعت ہونا سنت ہے اور اس میں تحقیق شاہ عبد الرحیم صاحب، شاہ ولی اللہ صاحب، شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی ہے اور رسالہ ارشاد الطالبین میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم باطن فرض ہے اور طلب طریقت واجب ہے اور بیعت ہونا سنت ہے۔ اور اکثر ہزارہا علماء و صلحاء نے سلسلہ طریقت میں بیعت کی ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی، جو کہ ہندوستان میں علم حدیث کے مرکز ہیں، علم طریقت میں بیعت ہیں اور علم طریقت میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں اور جس طرح علم شریعت کی سند یکے بعد دیگرے رسول اللہ ﷺ تک پہنچائی ہے اسی طریقہ سے علم طریقت کی سند بھی عن فلاں عن فلاں تا آنجناب نبی کریم ﷺ پہنچاتے ہیں۔

حقوق پیر و آداب مرید

اے عزیز جب تجھ کو یہ معلوم ہوگیا کہ بیعت ہونا سنت ہے اور علم باطن کا حاصل کرنا فرض ہے تو بیعت ہو کر کچھ عرصہ تک اپنے پیرؒ کی خدمت میں باادب رہ، کیونکہ پیر حقیقی نائب پیغمبر ہے، تاکہ تجھ کو فائدہ پہنچے اور نقصان سے بچے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

بے ادب فضل حق سے محروم رہتا ہے اور فرمایا ہے حضورﷺ نے جس چھوٹے نے بڑے کا ادب نہیں کیا وہ نہیں ہے مجھ سے۔ انسان علم وادب سے بزرگی حاصل کرتا ہے کسی شاعر نے عربی میں کہا ہے:

شَرَفُ الْاِنْسَانِ بِالْعِلْمِ وَالْاَدَبْ　　وَلَا بِالْمَالِ وَلَا بِالنَّسَبْ

انسان کی بزرگی علم و ادب سے ہے　　نہ کہ مال اور حسب و نسب سے

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

ادب تاجیست از فضل الٰہی　　بنہ برسر برو ہر جا کہ خواہی

ادب خدا کے فضل کا ایک تاج ہے　　ادب کا تاج سر پر رکھ اور جہاں چاہے جا

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ:

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں　　بے ادب خدا کے فضل سے محروم رہتا ہے

اب میں اس معاملہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کا ترجمہ لکھتا ہوں۔ آپ رسالہ مبدء و معاد میں فرماتے ہیں حقوق پیر کے تمام اہل حقوق سے بالاتر ہیں بلکہ نسبت نہیں رکھتے ہیں، حقوق پیر کے دوسروں کے حقوق کے ساتھ بعد انعامات حضرت حق سبحانہ واحسانات نبی کریمﷺ کے بلکہ پیر حقیقی ہمہ رسول ہے۔ پیدائش ظاہری اگرچہ والدین سے ہے مگر پیدائش باطنی متعلق ساتھ پیر کے ہے، پیدائش ظاہری کی زندگی چندروزہ ہے اور پیدائش باطنی کی زندگی ہمیشہ کی ہے، پیر اپنے قلب وروح کی توجہ سے مرید کی باطنی ناپاکی کو صاف اور پاک کرتا ہے اور توجہات کے دوران بعض طالبان سے جو نسبت پیدا ہوتی ہے تو ان کے معدہ کو طہارت بخشتا ہے۔ اور جب یہ محسوس کرتا ہے کہ باطن کی صفائی کرنے میں مرید کی آلودگی صاحب توجہ کی طرف آتی ہے۔ اور جب تک تیرگی رہتی ہے تو یہ پیر ہی ہے جس کے وسیلہ سے وہ خدا عزوجل تک پہنچتے

ہیں۔ جس کو جملہ دنیوی اور اخروی سعادتوں پر فوقیت حاصل ہے۔ یہ پیر ہی ہے کہ جس کے وسیلہ سے نفس امارہ، جو ذاتی طور پر کمینہ ہے، پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ اور سرکشی چھوڑ کر اطمینان حاصل کر لیتا ہے۔ اور ذاتی کفر سے (تائب ہو کر) حقیقی اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔

"گر بگویم شرح آن بیحد شود"

پس مرید کو اپنی سعادت پیر کی قبولیت میں جاننا چاہئے اور اپنی شقاوت اس کے رد میں نَعُوْذُ بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ مِنْ ذَالِکَ حق سُبْحَانَہٗ کی خوشنودی پیر کے پردہ کے پیچھے رکھی ہے، جب تک کہ مرید پیر کی مرضی میں اپنے کو گم نہ کر دے گا اللہ سبحانہ کی مرضی تک نہ پہنچے گا۔ پیر کے آزار میں مرید کی آفت ہے جو لغزش اس کے بعد ہو اس کا تدارک ممکن ہے لیکن پیر کے آزار کی کوئی چیز تدارک نہیں ہے۔ پیر کا آزار خاص مرید کے لئے شقاوت کی جڑ ہے عِیَاذُ بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ مِنْ ذَالِکَ اور معتقدات اسلامیہ میں خلل اور احکام شرعیہ کے بجالانے میں فتور یہ اس کے نتیجے اور پھل ہیں اچھے حالات کہ جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں ان کا کیا کہنا؟ اور اگر باوجود آزار پیر کے کوئی اثر باقی رہے تو اس کو استدراج خیال کرنا چاہئے کیونکہ وہ آخر خرابی کی طرف کھینچے گا اور سوائے نقصان کے کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ انتہی اور نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اسی رسالہ مبدء و معاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ اعتقاد مرید کا ساتھ افضلیت نہ دے کہ جن کی فضیلت شرع میں درج ہے کہ باعث ہے افراط محبت کا اور ایسی محبت مذموم ہے۔ شیعہ افراط محبت اہلبیت میں خراب ہوئے اور نصاریٰ فرط محبت عیسیٰ علیہ السلام میں کہ انہوں نے اللہ کا بیٹا کہا اور خسارہ ابدی میں پڑے لیکن اگر سوائے ان کے فضیلت دے تو جائز ہے بلکہ طریقت میں واجب اور یہ فضیلت دینا مرید کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ مرید مستعد میں بے اختیار یہ اعتقاد پیدا ہوتا ہے اور اس وسیلہ کے ساتھ کمالات پیر کو اخذ کرتا ہے اور اگر فضیلت دینا مرید کا اس کے اختیار میں ہے

اور ساتھ تکلف کے پیدا کرتا ہے یہ جائز نہیں ہے اور نہ اس کا کچھ ثمرہ ہے اور اس کو طریق صوفیہ سے زیادہ حصہ ملتا ہے کہ جس کی فطرت میں تقلید و پیروی زیادہ ہوتی ہے پس دار و مدار اس جگہ تقلید پر ہے اور حصر امر کا اس جگہ پیروی تقلید انبیاء علیہم السلام پر ہے ان کی تقلید اعلیٰ درجوں پر پہنچاتی ہے اور پیروی اصفیاء کی بلندی مرتبہ پر پہنچاتی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو فطرتاً تقلید زیادہ رکھتے تھے اپنی سعادت سے تصدیق نبوت بہت جلدی فرمائی اور اسی وجہ سے صدیقوں کے سردار ہوئے اور ابو جہل لعین استعداد تقلید اور اتباع کی کم رکھتا تھا اس لئے اس سعادت سے فائدہ نہ اٹھایا اور وہ پیشوا ملعونوں کا ہوا، مرید جو خوبی اپنے میں پاتا ہے وہ پیر کی تقلید سے پاتا ہے، خطائے پیر صواب مرید سے بہتر ہے اس واسطے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سہو پیغمبر ﷺ کی آرزو رکھتے تھے یا لیتنی سہو محمد ﷺ حضرت پیغمبر خدا ﷺ نے شان بلال رضی اللہ عنہ میں فرمایا کہ سین بلال رضی اللہ عنہ عند اللہ شین ہے کیونکہ بلال رضی اللہ عنہ عجمی تھے اور اذان میں اشهد کی جگہ اسهد کہتے تھے پس خطاء بلال رضی اللہ عنہ کی اوروں کے صواب سے بہتر ہے۔ بر اشهد تو خندہ زند اسهد بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیئے کہ روئے دل تمام باتوں سے پاک کر کے پیر کی طرف متوجہ رہے اور شیخ کی موجودگی میں بے حکم اس کے نوافل اور ذکر میں مشغول نہ ہو اور اس کے حضور میں کسی اور کی طرف مخاطب نہ ہو اور ہمہ تن پیر کی طرف متوجہ رہے مگر جو حکم دے اس کی تعمیل کرے اور سوائے نماز فرض واجب سنت اس کے سامنے نہ پڑھے اور ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ سایہ مرید کا پیر کے جسم پر یا اس کے کپڑے پر پڑے اور اس کے مصلے پر پیر نہ رکھے اور پیر کے وضو کی جگہ طہارت نہ کرے اور اس کے خاص برتن استعمال کو اپنے کام میں نہ لائے اس کے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پئے اور نہ کسی سے بات کرے اس کی غیر موجودگی میں اس کی خاص جگہ میں پیر نہ پھیلائے اور تھوک اس کی

طرف کو نہ ڈالے اور اس کے کاموں پر اعتراض نہ کرے کہ سوائے افسوس اور بد نصیبی کے کچھ حاصل نہیں اور پیر کے تمام اعمال لباس، کھانے پینے عبادت کرنے نماز پڑھنے میں پیروی کرے۔ کشف و کرامات اس سے نہ چاہے کیونکہ معجزات طلب کرنے والے انبیاء علیہم السلام سے کفار تھے اگر کوئی شبہہ ہو تو بے توقف اس کو عرض کرے اگر شبہہ حل نہ ہو تو اس کو اپنی بے سمجھی پر محمول کرے اور جو واقعات مرید کو پیش آئیں اس کو پیر سے نہ چھپائے کیونکہ مرید حق و باطل میں پوری تمیز نہیں رکھتا ہے اور آواز اپنی پیر کی آواز پر بلند نہ کرے، اور بات پکار کر نہ کرے کہ بے ادبی ہے اور مرید کو جو فیض و فتوح ہو اس کو بواسطہ پیر جانے۔ اگر کسی دیگر بزرگ کی شکل میں فیض یا فائدہ پہنچے تو وہ فیض خاص پیر ہی کا ہے لطائف پیر کے مناسب استعداد طالب ظاہر ہوئے ہیں دوسرے بزرگ کا سمجھنا نہایت غلطی ہے۔ سچ ہے کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچتا۔ تمام ہوا کلام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ جو کچھ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آداب مرید و حقوق پیر فرمائے ہیں یہ سب بجا اور درست ہیں بلکہ میں نے فی الجملہ اس میں اختصار کیا ہے لیکن یہ حقوق اور آداب ان پیروں کو سزاوار ہیں کہ جن کی صفت فصل تلاش مرشد میں لکھی گئی ہے اگر کوئی پیر ان صفات کے خلاف ہو تو وہ نہ مرشدی کے قابل ہے اور نہ ادائے آداب کا سزاوار اور اتباع پیر کی اور پیر کے اعمال کی گرفت نہ کرنا، حضرت مجدد صاحب کی مراد اس سے اتباع معاملہ طریقت میں ہے کہ جس کو سلوک کہتے ہیں اگر کوئی پیر خود نماز نہ پڑھے یا داڑھی منڈائے یا کترائے یا عورتوں سے پردہ کو اپنے لئے ٹھیک نہ جانے اور جو فعل شریعت میں حرام ہے اس کا مرتکب ہے تو ہرگز ہرگز ایسا پیر نہ پیری کے لائق ہے نہ اس کی پیروی کی ضرورت ہے جب مرید ہوں رضامندی خدا و اتباع حبیب خدا ﷺ کے واسطے اور وہ پیر خود خدا سے دور ہو اور دوسروں کو بھی دور کرنے والا ہو تو ایسے پیر کو خلیفہ شیطان سمجھنا چاہیئے۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں:

دست ناقص دست شیطانست ودیو — زانکہ اندر دام تکلیف ست ریو

ناقص کا ہاتھ شیطان کا ہاتھ ہے — اس لئے اس جال اور مصیبت سے بچ

مزید تحقیق کے لئے سالک کو تربیت السالکین کا مطالعہ کرنا چاہئے، اسی طرح اثبات البیعت (حضرت باباجی سراج الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا بھی مطالعہ کرے۔

باوجود حیات پیر اول دوسرا پیر کرسکتا ہے

فی زمانہ بعض پیر اپنی طمع نفسانی و کسر شان ہونے کی وجہ سے اپنے مریدوں کو غلط مسئلہ طریقت کا بتلاتے ہیں کہ اب سوائے ہمارے کسی طرف رجوع نہ کرنا تمہارا فرض ہے تم ہمارے جھنڈے کے نیچے آچکے، اب دوسری جگہ بیعت نہیں ہو سکتے۔ اگر ہوئے تو ہم تمہارا نام مریدوں کے دفتر میں سے کاٹ دیں گے تمہاری شفاعت نہ کریں گے۔ غرض کہ ایسی بہت سی فضول باتیں جاہلوں کو سمجھاتے ہیں یہ سب باتیں بے اصل ہیں اور حقیقتاً شرارت نفس ہے۔ بے شک خدا کے مقبول بندے گنہ گار لوگوں کی شفاعت کریں گے اور ان کا وجود خلق کے واسطے باعث رحمت ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سب مریدوں سے فرمایا کہ خدا نے ایک سے ایک زیادہ پیدا کیا ہے تم مجھ سے ... تلاش کرلو اکثر مرید آپ کے یہ عرض کرنے لگے کہ آپ کو چھوڑ کر ہم کہیں نہیں جائیں گے مگر بعض اشخاص گئے تھے مگر بعد تلاش پھر واپس آگئے اور عرض کیا کہ آپ جیسا بزرگ نہ ملا۔ یہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کمال بے نفسی اور کمال کا ثبوت ہے کہ جن کی ایک توجہ سے نانبائی آپ کا ہم شکل بن جائے اور قرب حق میں بھی اسی کمال کو پہنچ جائے اور جن کے حضرت مجدد الف ثانی جیسے خلیفہ ہوں ان کا ایسا فرمانا بے نفسی کی بین دلیل ہے۔ اسی واسطے آپ کو خواجہ بے نفس بھی کہتے ہیں۔ اکثر اکابرین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، کسی نے چار کسی نے

تین کسی نے دو، کسی نے ایک ہی پر قناعت کی ہے۔ حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کبرائے دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے کئی کئی پیر کئے ہیں لیکن ایسا کب کیا ہے کہ پیر کا انتقال ہوگیا، پیر سے ایک سلسلہ کا سلوک ختم ہوگیا یا جہاں تک پیر کی ترقی تھی وہاں تک کر چکا، یا پیر سے ہمیشہ کے لئے دور ہوگیا یا جو کچھ پیر نے ذکر و فکر بتلایا، اس پر مواقع ارشاد پیر کے دو تین برس شب و روز مخاطب رہا، پھر بھی فائدہ قرب حق میں کم پایا یا نہ پایا، یا ان کے عقائد یا معاملہ کو خراب پایا، ان سب صورتوں میں دوسرا پیر کرسکتا ہے بلکہ طالب حق کو دوسرا پیر کرنا نہایت ضروری ہے لیکن جو شخص اس واسطے کسی بزرگ سے بیعت ہوا ہو کہ میں اس بزرگ کے ہاتھ پر توبہ کرکے آئندہ گناہ سے اجتناب کروں یا اس لئے بیعت ہوا کہ اس بزرگ کی ذات دنیا اور آخرت میں میرا وسیلہ بنے اس بیعت اول کو بیعت توبہ کہتے ہیں اور دوسری بیعت کو بیعت توسل کہتے ہیں ان دونوں بیعت کرنے والوں کو کسی اور جگہ بیعت ہونے کی ضرورت نہیں اور وقت بیعت طالب کی نگاہ میں یہ بزرگ سب سے اپنے زمانہ میں اور اس طالب کی تحقیق میں جب اچھا ثابت ہو چکا ہے تو اب پھر اس کے خلاف سابقہ پیر کی برائی اور دوسرے پیر کی بھلائی کرنے کا طالب کے پاس کون سا معیار اور کون سی ترازو ہے اس لئے اس کو دوسرا پیر کرنے کی ضرورت نہیں اور جس شخص طالب حق کو شیخ سے باطنی فائدہ پہنچ رہا ہے اس کا بھی بلاوجہ ادھر ادھر شیخ کی تلاش کرنا اور جگہ جگہ مرید ہوتے پھرنا بوالہوسی اور نہایت خراب بات ہے ایسے آدمی کو ہرجائی کہتے ہیں جو نہایت مذموم ہے۔

آگاہی: بیعت شریعت میں بہت قسم کی ہے لیکن طریقت میں رواج تین قسم کی بیعت کا ہے۔ بیعت توبہ، بیعت توسل، بیعت کسب سلوک واسطے قرب حق اور تزکیہ نفس

کے جو تیسری بیعت کسب سلوک کی ہے اس کے طالب کے واسطے اوپر لکھا گیا ہے کہ صورت ہائے مذکورہ بالا میں وہ دوسری جگہ بیعت کرے اور اس کر بیعت ہو کر قرب حق حاصل کرنا چاہئے لیکن بیعت توبہ اور بیعت توسل میں تکرار بیعت کی ضرورت نہیں۔ اب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا ترجمہ کرتا ہوں۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ باوجود حیات پیر اگر طلب حق کے واسطے کسی دوسرے پیر کے پاس جائے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے اس کا جواب یہ تحریر فرمایا کہ مقصود حق تعالیٰ ہے اور پیر وسیلہ ہے طرف قرب حق کے، اگر طالب خدا اپنی ہدایت کا راستہ دوسرے پیر کے پاس دیکھے اور اپنے دل کو اس کی صحبت میں اور خدا کی محبت میں یکسو پائے تو جائز ہے کہ زندگانی پیر میں بغیر اس کی اجازت کے دوسرے پیر کے پاس چلا جائے اور طلب ہدایت اس سے چاہے، مگر چاہئے کہ پیر اول سے انکار نہ کرے اور سوائے نیکی کے اس کو یاد نہ کرے۔ عام طور پر پیری اور مریدی اس وقت کی سوائے رسم و عادات کے نہیں رہی ہے اکثر پیر اس وقت کے اپنے سے ہی خبر نہیں رکھتے ہیں اور ایمان کو کفر سے جدا نہیں کر سکتے۔ کسی شاعر نے حسب موقع کہا ہے:

آ کہ از خویشتن چوں نیست چنیں   چہ خبردار از چنان و چنیں

جب اپنے حال سے ہی آگاہ نہیں   تو دوسروں کے حالات سے کیا واقف ہوگا

افسوس اس مرید پر کہ اس طرح اعتقاد پیر کے ساتھ کر کے بیٹھا رہے اور دوسرے شیخ کے پاس نہ جائے اور راستہ خداوند جل شانہ کا تلاش نہ کرے، یہ خطرات شیطانی ہیں کہ پیر ناقص کی زندگانی سے طالب کو حق تعالیٰ سے جدا کرتے ہیں جس جگہ راستہ ہدایت کا کھلا ہوا پائے بے توقف رجوع کرے اور وسوسہ شیطانی سے پناہ مانگے۔ امام الطریقہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا فتویٰ علمائے بخارا سے لیا ہے کہ اگر ایک پیر سے خرقہ ارادت لیا اور دوسرے سے تعلیم اور تیسرے کی صحبت سے فائدہ اٹھایا یہ تینوں دولتیں

اگر ایک جگہ مل جائیں تو نعمت اور جائز ہے کہ تعلیم اور صحبت میں کئی پیروں سے فائدہ اٹھائے اور حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مثل میرے پیروں کے پیر رکھتا ہوا اس کو دوسرے پیر کے پاس نہ جانا چاہئے مگر پیر ناقص سے ضرور علیحدہ ہو کر دوسرے پیر کی طرف رجوع کرنا چاہئے کیونکہ وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھا جائے بلکہ ایسے پیر کی صحبت میں بیٹھنا اپنی استعداد کو ضائع کرنا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب القول الجمیل میں فرماتے ہیں کہ تکرار بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے اور اسی طرح حضرات صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے حضرت خواجہ عزیزان علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

با ہر کہ نشستی و نہ شد جمع دلت   وز تو نہ رمید صحبت آب و گلت

جس کسی کے ساتھ تو بیٹھے اور تجھے اطمینان نہ ہو   اور تیرے دل سے دنیا کی محبت دور نہ ہو

زنہار ز صحبتش گریزاں می باش   ورنہ نہ کند روح عزیزاں بحلت

قطعاً ایسے لوگوں کی صحبت سے بھاگ   ورنہ روح نیک بندوں کی تجھ سے خوش نہ ہوگی

طریقہ نقشبندیہ کی فضیلت اور شان

یہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ اول حضرت نبی کریم ﷺ سے جاری ہے جن کا ایمان تمام امت کے ایمان سے بھاری اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمام عمر کی نیکیوں سے ان کی ایک نیکی جناب رسول اللہ ﷺ نے بہتر فرمائی۔ غرضیکہ امت میں بالاتفاق بعد انبیائے کرام علیہم السلام کے آپ کا مرتبہ ہے کہ جمعہ کے روز ہر ملک میں ہر خطیب منبر پر یہ پڑھتا ہے خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ. اور حدیث مبارک میں ہے: "ما صب اللہ شیئاً فی صدری الا صببتہ

فی صدر ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ"، یعنی جو کچھ (انوار وتجلیات وفیوضات و برکات) میرے سینے (مبارکہ) میں اللہ تعالیٰ نے انڈیلے ہیں وہ میں نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینۂ (مبارکہ) میں انڈیل دیئے ہیں (توجہ اور انعکاس سے)۔ جس طرح ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے افضل ہیں، اسی طرح ان سے منسوب سلسلہ عالیہ صدیقیہ نقشبندیہ بھی دیگر سلاسل سے اسی وجہ سے افضل ہے۔ کما حققہ سیدنا الامام الربانی رضی اللہ عنہ۔ حضرت مفتی اہل سنت مفتی محمد عبداللہ نعیمیؒ اپنے فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ کے ص ۳۵۹، ج ۱ پر سلسلہ کی فضیلت کے بارے میں استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں کہ: "سلسلہ قادریہ کی ابتداء سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے ہے اور سلسلہ نقشبندیہ کی ابتداء حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ افضل ہے اس لئے کہ اس میں اتباع شریعت کی بہت تاکید ہے اور قادریہ سلسلہ کی انتہا نقشبندیہ کی ابتدا ہے۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیت اپنے ہم عصر اولیاء کرام رحمہم اللہ پر ہے، نہ کہ کل پر"۔ اسی طرح تحقیق سیدنا امام ربانی رضی اللہ عنہ نے مکتوبات شریفہ میں اور علامہ عبدالنبی شامی رحمۃ اللہ علیہ نے مجموعۃ الاسرار میں بھی فرمایا ہے۔

التزامِ سنت واجتناب بدعت: افضلیتِ نقشبندیہ کی ایک وجہ التزامِ سنت النبوی ﷺ اور اجتناب بدعت ہے۔ اس سلسلہ عالیہ کے بزرگ حتی الامکان رخصت سے اجتناب کرتے ہیں اور عزیمت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ ان بزرگوں نے احوال و مواجید کو احکام شرعیہ کے تابع کیا ہے اور اذواق و معارف کو شرع شریف کا خادم تصور کیا ہے۔ اگر سنت کی تابعداری کی دولت انہیں حاصل ہو اور احوال وکشف وغیرہا کچھ حاصل نہ ہو تو خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر باوجود احوال (باطنی کیفیات) کے متابعت (شریعت) میں قصور و کمی معلوم ہو تو انہیں احوال پسند نہیں۔ حضرت خواجہ سیدنا عبداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ اگر تمام مواجید واحوال ہمیں دے دیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت والجماعت کے اعتقاد سے نہ نوازیں تو سوائے خرابی کے کچھ نہیں جانتے اور اگر اعتقاد اہل سنت والجماعت ہمیں دے دیں اور احوال وکرامات وغیرہ کچھ نہ دیں تو پھر بھی کچھ غم نہیں۔ (مکتوبات شریف ج ۱) اور بدعتِ حسنہ (جب وجوب کے درجہ میں نہ ہو اور شعارِ اہلسنت بھی نہ ہو) سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ اور خصوصاً جب کہ وہ رافع سنت بھی ہو کیونکہ اس میں نور نہیں پاتے اور ۱۰۰۰ھ کے بعد بدعتِ حسنہ کی گنجائش بھی کم رہ گئی ہے کیونکہ یہ دور فتن ہے اور اہل سنت کے خلاف بعض فتنے بھی بدعت حسنہ کے نام پر اٹھیں گے تو اسلئے بھی گریز کرتے ہیں۔ ریاضت شاقہ (جس میں شہرت وآفت زیادہ ہوتی ہے) جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اختیار نہیں کئے تھے، کی بجائے التزامِ سنت (خواہ موکدہ ہو یا زائدہ) کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں۔

(کما صرح بہ الامام الربانی رضی اللہ عنہ فی المکتوبات الشریفہ)

ابتداء کا انتہاء میں مندرج ہونا: اس سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی ابتدا میں دیگر سلاسل کی انتہاء (یعنی صورتِ انتہاء) مندرج ہے۔ چونکہ یہ سلسلہ بعینہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرز پر ہے اور جس طرح صحابۂ کرامؓ کو ایک صحبتِ نبوی ﷺ میں جو کمالات حاصل ہوتے تھے وہ اولیاء امت کو انتہاء میں بھی شاید بہت کم میسر ہوں۔ اسی طرح اس سلسلۂ عالیہ کے حضرات ابتدا میں ہی وہ کچھ پالیتے ہیں جو دیگر سلاسل کے حضرات کو انتہا میں حاصل ہوتا ہے۔ "فهي طريق اندراج النهاية في البداية بطريق الانعكاس والتوجه والمحبة كما حققه الامام الرباني مراداً" بشرط یہ کہ پیر کامل مکمل حقیقی نقشبندی ہو کیونکہ موصل (پہنچانے والا) پیر ہے۔ نہ کہ صرف سلسلہ تو امام ربانیؒ کے بیان کردہ اصول پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے۔

اقرب وایسر: یہ سلسلہ عالیہ صدیقیہ نقشبندیہ تمام سلاسل کی نسبت اقرب یعنی وصول الی اللہ میں سب سے زیادہ قریب ہے کیونکہ نقشبندی اکابر کی ایک توجہ سو چلوں کا کام دیتی ہے اور سالک بہت جلد واصل الی اللہ ہو جاتا ہے۔ اور عمل کرنے اور اس کی شرائط پوری کرنے میں سب سے زیادہ آسان بھی ہے۔ کیونکہ اس کی بنیادی شرائط دو ہی ہیں۔

(۱) صحبتِ شیخ مع الآداب، اور (۲) التزامِ سنتِ نبوی ﷺ۔

حضرت خواجہ خواجگان سیدنا محمد بہاء الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''ہمارا طریقہ سب طریقوں سے اقرب ہے'' کیونکہ اس میں جذب، سلوک پر مقدم ہے اور جذب میں اجتباء (چن لینا اور منتخب کر لینا) ہے کما قال اللہ سبحانہ ''اللہ یجتبی الیہ من یشآ و یھدی الیہ من ینیب'' اور اجتباء معبود و مقصود حقیقی کا فضل ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم۔

اس سلسلۂ عالیہ کی ابتداء ذکر قلبی سے ہوتی ہے بلکہ اس میں ذکر قلبی (خفی) ہی ہوتا ہے۔ اور ذکر قلبی (خفی) ذکر لسانی سے ستّر (۷۰) درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ کما فی الحدیث: الذکر الخفی الذی لا یسمعہ الحفظۃ سبعون ضعفا (رواہ الامام السیوطی رحمۃ اللہ علیہ فی الحاوی للفتاوی). یعنی ذکر خفی جسے حفظہ فرشتے بھی نہیں سن سکتے وہ ستّر (۷۰) درجہ فضیلت رکھتا ہے۔ ذکر قلبی (خفی) سے جذبِ الٰہی پیدا ہوتا ہے، جس سے عروج و ترقی جلدی سے ہو جاتی ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند　　که برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ راہ

اور ذکر قلبی ریاء سے بھی دور ہے اور حضور دائم بھی ذکر قلبی میں متصور ہے کیونکہ اس میں فتور و انقطاع نہیں ہوتا کما حققہ العلامۃ المظہری ؒ فی تفسیرہ اور اس سلسلہ میں لسانی ذکر داخل کرنا بدعت فی الطریقت ہے۔ (کمافی المظہری والمکتوبات الشریفۃ) مگر یہ کہ کوئی

ولی اللہ دیگر سلاسل کی مناسبت سے خفیہ یا جہراً کریں تو ٹھیک ہے جب دیگر سلاسل کا بھی جامع ہو۔ جب ذکر قلبی (خفی) کمال تک پہنچ جاتا ہے، تو وہ ذاکر اس آیت کریمہ کا مصداق بن جاتا ہے کہ: رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ... الخ الآیۃ کما حققہ العلامۃ الامام محمود الآلوسی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیرہ روح المعانی ذیل ھذہ الآیۃ الکریمۃ فلیراجع.

اس سلسلۂ عالیہ کے بزرگوں کو (فناء و بقاء کے بعد) تجلی ذاتی دائمی نصیب ہوتی ہے جبکہ دیگر بزرگوں کی تجلی ذاتی برقی ہوتی ہے یعنی بجلی کی طرح نمودار ہو کر پھر غائب ہو جاتی ہے اور عارضی شے پر دائمی شے کو فضیلت و فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ ''قیاس کن زگلستان من بہار مرا'' یعنی ''میرے گلستان سے میرا بہار کا اندازہ کر لو''۔ اور دیگر سلاسل کے بعض اکابر کو جو تجلی ذاتی دائمی حاصل ہوئی ہے وہ بھی نسبتِ صدیقی ؓ سے بطور اقتباس ہے، جس طرح حضرت ابو سعید خزار ؒ کو جبہ مبارکہ سیدنا صدیق اکبر ؓ کے وصول کی وجہ سے تجلی ذاتی دائمی نصیب ہوئی تھی اور دائمی حضور، و رپاداشت کے مقام سے سرفراز ہوئے تھے۔

(مکتوبات شریف، جلد ۱)

ایک وجہ فضیلتِ نقشبندیہ یہ ہے کہ یہ نسبت بعینہ صحابہ کرام ؓ کے طریقہ پر صحبت، محبت، آداب، انقیاد، اور اتباع سنت پر مبنی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار خواجہ شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ تمام سلاسل (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ) کا خلاصہ سلسلہ نقشبندیہ ہے، اور ہم بھی اب خود اسی نسبت پر قائم ہیں۔'' (زبدۃ المقامات)۔ اور مقدمہ مکتوبات شریفہ اردو از قاضی عالم الدین نقشبندی ؒ میں ہے کہ سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی ؓ کا نقشبندی مجددی نسبت میں حضور اکرم ﷺ کے ایک روحانی فیصلہ سے چاروں سلاسل کا فیض مندرج ہو چکا ہے پس جو اس نسبت سے بہرہ ور

ہوتا ہے اور اس کو چلاتا ہے اس کو چاروں سلاسل کا فیض اور چاروں سلاسل کے اکابر کی روحانی خوشحالی مل جاتی ہے۔ مزید یہ کہ اس سلسلہ عالیہ کی ایک توجہ سوچلوں کا کام دیتی ہے (قالہ الامام الربانیؒ) یعنی جو ترقی عروج دیگر حضرات سوچلوں میں شاید حاصل کر سکیں، وہ ترقی وعروج حقیقی نقشبندی حضرات شیخ کامل مکمل کی ایک توجہ شریف سے حاصل کر لیتے ہیں۔ جس طرح حنفی مذہب دیگر مذاہب سے افضل اور زیادہ اوفق بالکتاب والسنۃ اور ادق واکمل ہے اسی طرح نقشبندی نسبت باقی نسبتوں سے کئی وجوہات کے اعتبار سے اعلیٰ، افضل، ادق، اقرب، ایسر، اکمل، اول، اسبق، اجل، اقدم، اور اشرف ہے۔

(کما حققہ الامام الربانیؒ فی مکتوباتہ)

اور اس زمانہ میں حضرت خواجۂ خواجگان، قطب ارشاد، قیوم زماں، مجدد عصر رواں، جامع طرق اربعہ مجمع البحرین علامہ خواجہ سیف الرحمٰن نور اللہ مرقدہ، جو متابعت نبوی علی التحیۃ والصلوٰۃ والثناء کے درجات سبعہ سے متصف ہیں اور کامل وحقیقی وارث النبی ﷺ ہیں) نے اپنی اجتہادی اور تجدیدی کاوشوں سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو صحیح طرز پر قائم و دائم فرمایا ہے اور فیض نقشبندی ومجددی کو اپنی آب وتاب کے ساتھ باکمال طریقہ سے مشرق ومغرب اور شمال وجنوب میں پھیلا دیا ہے۔ اس لئے اس زمانے میں یہ سلسلہ صدیقیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ سے مشہور ہو گیا ہے۔

اور نام سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جاری ہوا کیونکہ آپ امام طریقہ ہیں۔ اس جگہ صرف طریقہ نقشبندیہ کے اصول اور خوبیاں اور آسانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ طریقہ عالیہ سلسلہ قادریہ کے امام قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور طریقہ چشتیہ کے امام خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور طریقہ سہروردیہ کے امام شیخ

الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جب خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ علم طریقت میں مرتبہ اجتہاد کو پہنچے اور زمانہ آپؒ کے ارشاد کا آیا اور آپ کے مرشد حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اجازت طریقہ عنایت فرمائی آپ کو اللہ تعالیٰ نے روز اول سے امت کے لئے آسانی کرنے والا پیدا فرمایا تھا۔ جب آپ نے طریق صوفیہ میں طلبہ حق کو دیکھا اور سنا کہ کسی نے سالہا سال سے سونا ترک کر دیا ہے اور کسی نے شب کو جاگنا اور دن کو روزہ رکھنا اختیار کیا ہے اور کسی نے دو ختم کلام اللہ روز پڑھنا مقرر کیا ہے اور کسی نے پانچسد رکعتیں روز پڑھنا اپنا معمول کر لیا ہے۔ کسی نے ایک کمبل میں تیس تیس چالیس چالیس برس گزارے ہیں، کسی نے اسی برس تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا، کسی نے پیر پھیلانا موقوف کر دیا کوئی بوجہ ضعف پیری یا بیماری کی وجہ سے اذکار طریقہ مبارکہ حضرات صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ادا کرنے میں مجبور ومعذور ہے اور وقت اس کا غفلت میں گزرتا ہے اور ارشاد حق جل وعلا فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَاماً وَّ قُعُوداً وَّ عَلٰى جُنُوبِكُمْ (اللہ کا ذکر کرو کھڑے بیٹھے لیٹے) کی تعمیل میں قاصر رہے اور وقت بے کار جاتا ہے۔ تو کل امر مرھون باوقاتھا نے ظہور پکڑا۔ نوشتہ روز اول نے سینہ مبارک حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ میں جوش پیدا کیا اور آپ سربسجود ہو کر خدا کی جناب میں عرض کرنے لگے الٰہی امت کے قویٰ ضعیف ہو گئے اب ان میں قوت وہمت سختی کھینچنے کی نہ رہی، زمانہ خیر و برکت نبوت کا ان سے دور ہوتا جاتا ہے۔ اپنے فضل سے مجھ کو ایسا طریق عنایت فرما جو کہ آسان ہو، اور تجھ تک جلد پہنچنے والا ہو۔ پندرہ روز تک آپ سجدہ میں گریہ وزاری کرتے رہے، صرف نماز باجماعت اور حوائج ضروری کو حجرہ سے باہر تشریف لاتے۔ پندرھویں روز ریائے رحمت الٰہی موجزن ہو کر الہام ہوا کہ ''اے محمد بہاؤالدین! ہم تجھ کو وہ طریق عنایت ماتے ہیں کہ جو ہمارے حبیب ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تھا، یعنی وقوف

قلبی اور اتباع سنت نبوی ﷺ آپ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور سر سجدہ سے اٹھایا اور اس طریق جدید کو رواج دیا۔ بفضلہ تعالیٰ اس طریق نے ایسی ترقی کی کہ اب کروڑوں آدمی اس سلسلہ مبارک میں ہیں اور بوجہ قبولیت مثل آفتاب کی روشنی کے تمام روئے زمین پر پھیل گیا، ملک روم شام کردستان عرب بخارا ترکستان کابل چین ہندوستان سب جگہ خلفاء وطلبہ نقشبندیہ بکثرت ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور زیادہ کرے آپ سے لوگ دریافت کرتے کہ آپؒ کے اس سلسلہ جدید کا کیا فائدہ ہے؟ تو حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ طرق سب مبارک اور نور علی نور ہیں اور سب خدا تک پہنچتے ہیں لیکن جو طریق خدائے پاک نے مجھ کو عنایت فرمایا ہے اس میں آسانی بہت ہے اور اس سے بہت جلد خدا تک پہنچتا ہے۔ ذکر قلبی میں جذب ربانی ہے اور ذکر زبانی میں سلوک، اسی واسطے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ما مرادانیم، ما فضلیانیم یعنی ہم مطلوبوں میں سے ہیں ہم فضل والوں میں سے ہیں۔

آگاہی: طلبہ حق میں ایک مراد ہوتے ہیں ایک مرید۔ مراد وہ لوگ ہیں جن کو خدا خود اپنی طرف کھینچے اور مرید وہ لوگ ہیں جو خود سعی کر کے خدا کی طرف چلیں، غرضیکہ جس قدر عبادات زبانی وجسمانی اور مالی ہیں یہ سب سلوک میں داخل ہیں اور ذکر قلبی اور فکر قلبی میں جذب ربانی ہے۔ جذب اور سلوک میں بہت بڑا فرق ہے، ایک کو خود خدا اپنی طرف کھینچے اور ایک اپنی کوشش سے خدا کی طرف جائے۔ مثال اس کی ایسی ہے کہ ایک شخص پیدل سفر کرے اور ایک شخص کو ریل یا جہاز یا موٹر یا کوئی سواری خود لے جائے۔ جس طرح اس میں آسانی اور جلدی ہے اسی طرح ذکر قلبی میں آسانی ہے۔ علاوہ اس کے حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ جسم کے اندر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ صالح ہوجائے تو تمام جسم صالح ہے اور اگر وہ فاسد ہے تو تمام جسم فاسد ہے، وہ کیا ہے؟ دل ہے۔ جب دل میں ذکر و فکر خدا

ہوگا اور اس کی اصلاح ہوگی تو تمام جسم آپ ہی درست ہوجائے گا۔ ذکر قلبی ریا وغیرہ خرابی سے پاک رہتا ہے نہ کوئی واقف ہوتا ہے اور نہ کوئی تعریف کرتا ہے۔ خدا جانے اور بندہ جانے، اور رہبرانِ طریقہ نقشبندیہ اپنے طلبہ کو کعبہ مقصود کی طرف نہایت پوشیدہ طور پر لے جاتے ہیں اسی واسطے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند — کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را
حضرات نقشبندیہ عجب قافلہ کے سردار ہیں — کہ پوشیدہ طور پر اپنے طلبہ کو حرم میں لیجاتے ہیں
از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شاں — می برد وسوسہ خلوت و فکر چلہ را
سالک کے دل سے ان کی صحبت کی کشش — خلوت کے خیال اور چلہ کی فکر کو مٹا دیتی ہے

اور ایک دوسری جگہ یہ فرماتے ہیں:

تو نقش بنداں را چہ دانی — تو شکل پیکر جاں راچہ دانی
تو نقش بند کو کیا جانے — تو جان کے جسم کی شکل کو کیا جانے
گیاہ سبز داند قدر باراں — تو خشکی قدرِ باراں راچہ دانی
سبز گھانس بارش کی قدر جانتی ہے — تو خشک ہے بارش کی قدر کیا جانے
ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست — حقائقہائے ایمان راچہ دانی
ابھی تجھے کفر و ایمان کی ہی خبر نہیں ہے — تو کمالات ایمان کو کیا جانے

ذکر زبانی میں اکثر ریا پیدا ہوجاتی ہے کہ لوگ اس کو اچھا کہنے لگتے ہیں۔ اگر فضل خدا نہ ہو تو تمام کیا کرایا غارت ہوجاتا ہے اور ریا سے فعل کا پاک رہنا صدیقوں کا کام ہے علاوہ اس کے فضیلت ذکر خفی کی قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْيَه (اپنے رب کو آہستہ دلوں میں پکارو) ارشاد رب العباد ہے اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ذکر خفی (یعنی ذکر قلبی) زبانی ذکر سے ستر حصہ افضل ہے سخت بیماری کے وقت یا آخیر عمر ضعیفی میں طاب ضربیں ذکر کی نہیں لگا سکتا اور وقت مرنے کے اکثر زبان بند ہوجاتی

ہے اور اکثر مرنے کے وقت آدمی ناپاک رہتا ہے، ایسی حالت میں ذکر زبانی کیسے ہوسکتا
ہے اور بحالت سونے کھانے پینے بات کرنے ان سب حالتوں میں ذکر زبانی کرنے سے
مجبور ہے اور تعمیل حکم فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَاماً وَّ قُعُوْداً وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ اور ارشاد وَاعْبُدْ
رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (اپنے رب کی عبادت کریہاں تک کہ تجھے یقین یعنی
موت آجائے) پر کیسے عامل ہوسکتا ہے؟ مگر ہاں ذکر قلبی ہر حالت میں جاری رہ سکتا ہے۔
حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر قلبی سلامتی ایمان کا اچھا
ذریعہ ہے اور نماز با اطمینان ہوتی ہے اور جو شخص ذکر لسانی (زبانی) کو ذکر خفی پر ترجیح دے وہ
منکر قرآن وحدیث ہے، وقت جانکنی میں سخت پریشانی بیماری کی شدت دنیا کے چھوٹنے کا
غم، عزیز واقارب سے فراق، قبر کی اندھیری اور تنگی اور بے بسی اور تنہائی کی فکر ایسی حالت
میں کو، ینہ دنہیں رہتی، مگر وہ یاد رہتا ہے جس کو وہ بہت دوست رکھتا ہے یا ہر وقت اس کا
خیال دل میں رہتا ہے:

راست فرمود آں سپہدار بشر — کہ ہر آں کہ کرد از دنیا گذر
سچ فرمایا سردار بشر علیہ السلام نے — کہ جو دنیا سے جاتا ہے
نیستش درد و دریغ عین موت — بلکہ ہستش صد دریغ از بہر فوت
اس کو صرف تکلیف اور موت ہی کا افسوس نہیں ہوتا — بلکہ اس کو اپنے دنیا سے خالی ہاتھ جانے کا بہت افسوس ہوتا ہے

دل مثال کیمرہ اور گراموفون کے ہوتا ہے جو کچھ دم آخر میں اس میں عکس پڑ جاتا ہے،
وہی بولتا اور پیش کرتا ہے یعنی قبر وحشر میں بولے گا اور پیش کرے گا بموجب حدیث شریف کما
تعیشون تموتون و کما تموتون تبعثون (تم جس طرح زندگی گذاروگے اسی طرح مرو
گے اور جس حالت میں مروگے اسی حالت میں قبر سے حشر کے دن اٹھوگے) اور اللہ تعالیٰ نے بھی
قرآن پاک میں فرمایا ہے "اَلْيَوْمَ لَا تَنْفَعُ مَالٌ" وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ
(قیامت کے دن نہ مال کچھ فائدہ دے گا اور نہ اولاد مگر جو شخص اللہ کے پاس قلب سلیم لایا ہو) اور

دیگر طرق مبارکہ میں ذکر قلبی آخر میں بتلاتے ہیں، اور طریق نقشبندیہ میں اول اور طرق مبارک
میں اخذ فیض اور ذکر اکثر اسماء وصفات الٰہی سے طالب کو مستفیض کرکے ذات باری تعالیٰ کی طرف
مخاطب کرتے ہیں لیکن طریق نقشبندیہ میں اکثر ذکر اسم ذات اور ہمت طالب کی ذات بحت کی
طرف مخاطب کرتے ہیں، اسی واسطے امام طریقہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اول ما آخر ہر منتہی — آخر ما جیب تمنا تہی
ہماری ابتدا اوروں کی انتہا ہے اور ہماری انتہا دامن آرزو خالی کردیتی ہے

اور اس طریقہ نقشبندیہ میں پیروی سنت زیادہ ہے اور ترقی کا انحصار زیادہ تر اتباع
سنت پر رکھا ہے، بموجب ارشاد باری تعالیٰ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اے رسول کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ
تعالیٰ تم کو اپنا دوست کرلے گا) جو طریق سنت کی پیروی نہ کرے گا ترقی سے محروم رہے گا،
لہٰذا حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: در طریقہ ما محرومی نیست ہر کہ از
طریقہ ما روگرداند خطرہ دین دارد چرا کہ ایں طریقہ بعینہ طریقہ صحابہ کبار ست
(ہمارے طریقہ میں کسی کو محرومی نہیں ہے، جو کوئی ہمارے طریقہ سے منہ پھیرلے اس کے
دین میں خطرہ ہے کیونکہ یہ طریقہ بالکل صحابہ کبار کے مطابق ہے)۔
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کسی طالب کو
ہمارے یہاں سے علم باطن سے حصہ نہ ملے تو وہ بددل نہ ہو کیونکہ مقصد بخشش ہے اور بخشش کا
حصر اتباع سنت پر ہے اور اتباع سنت ہمارے یہاں لازمی ہے اور یہی حضرت جگہ جگہ اپنے
خلفاء کو تحریر فرماتے ہیں کہ جو طالب حق جس طریقہ مبارکہ میں بیعت ہونا چاہے بعد ایصال
ثواب فاتحہ انہی بزرگوں کے توسل سے تم اپنے اور طالب کے واسطے فتوحات جناب باری
عزاسمہ سے چاہو اور اسی سلسلہ میں بیعت کرو، مگر ذکر طریقہ نقشبندیہ تعلیم کرو، کیونکہ یہ

آسان ہے اور اس سے طالب خدا تک جلد پہنچتا ہے۔

تنبیہ: بیان مذکور الصدر سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھ لیں کہ ذکر جہر کی نفی کی ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں ہے بلکہ افضلیت اور اولیت ذکر خفی کی بیان کی ہے بمقابلہ ذکر زبانی کے، جیسے مذہب حنفیہ میں اثنائے نماز میں آمین بالخفی افضل ہے آمین بالجہر سے یا جیسے ولایت صحابہ کی افضل ہے ولایت اولیاء سے۔

آگاہی: کوئی صاحب یہ بھی خیال نہ کریں کہ امام الطریقہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو اور مجتہدین سلسلہ پر ترجیح دی ہے۔ یہ بھی ہرگز نہیں ہے یہ سب امام طریقہ ابر رحمت ہیں ان کی بڑائی اور کمی کا علم خدا کو ہے، ہمارے معیار علم سے ان کا قرب ان کا مرتبہ بہت دور اور بالاتر ہے۔ ہمارے سب پیشوا ہیں اور ہر گل را رنگ و بوئے دیگر ست کا مضمون ہیں، چونکہ قرآن وحدیث سے ان بزرگوں میں سے کسی کی زیادتی مرتبہ اور قرب وغیرہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا، لہٰذا سپرد بعلم حق اور سکوت کرنا انصاف اور عین ادب ہے اور سوائے اس کے افراط وتفریط ہے۔ جس جس مجتہد کو جو جو طریقہ خدا کی طرف سے عنایت ہوا اس پر خلق کو چلایا جب لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَھَا (اللہ کسی کو اس کی بساط سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہے) کا وقت آیا تو طریقہ زیادہ آسان اور جلد پہنچنے والا اللہ کی طرف سے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمایا۔ طریقہ نقشبندیہ کی اصل اصول چار چیزیں ہیں۔

(۱) دوام حضور، (۲) بے خطرگی، (۳) جذبات، (۴) واردات۔

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ

طریقہ نقشبندیہ میں بہت بڑے رکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ لفظ نقشبندیہ کے ساتھ مجددیہ کا لفظ آپ ہی کی ذات شریف کی وجہ سے بولا جاتا ہے، ان حضرت کے حالات عجیب وغریب ہیں، مقامات عالیہ قرب حق کے جو آپ نے

فرمائے ہیں، ان کی فہمید اور ادراک میں بڑے بڑے عرفاء حیران ہیں، آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ انشاء اللہ تعالیٰ آئیندہ اس کتاب میں مختصراً لکھوں گا، اس جگہ لفظ مجدد کی وجہ اور ضروری باتیں جو آپ کی معرفت سے طلبہ واقف ہوئے ہیں لکھتا ہوں۔ آپ نے علم سلوک میں خوب تشریح کی ہے اور راہ طریقت کو مثل آئینہ کر کے دکھایا ہے اور رہروانِ حق کو اپنی مشعل علم اور معرفت سے صاف اور سیدھا راستہ بتایا ہے اور اغلاط اور مشتبہات راستوں سے بچایا ہے، آپ کے زمانہ سے پیشتر جو اولیاء اللہ گزرے ہیں، ان سے وہ کلمات اور مقامات ثابت نہیں، جو آپ نے جدید فرمائے ہیں اسی واسطے آپ کو مجدد کہتے ہیں، صوفیائے سابقین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے صرف لطائف قلب وروح کی خبر دی اور بعض نے لطیفہ سر کی بھی، لیکن آپ نے قلب روح، سر، خفی، اخفی، یہ پانچ لطیفے سینہ انسان میں قرار دیئے اور جگہ اور رنگ انوار ان کے مقرر کیئے، اس کی تشریح کے واسطے ایک مکتوب خواجہ عبدالاحدؒ کا کافی ہے، جو حضرت مجدد صاحبؒ کے پوتے ہیں اور یہ مکتوب شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں درج فرمایا ہے، وہ مکتوب یہ ہے:

الحمد للہ علی کل حال، ہمشیرہ عزیزہ خدا پرست نے لطائف انسانی پوچھے تھے، سو معلوم کریں، پانچ لطائف انسانی کہ قلب، روح، سر، خفی، اخفی ہیں یہ عالم امر سے ہیں ان کا مکان فوق العرش ہے جسے لامکان کہتے ہیں اور عالم ارواح بھی اسے کہتے ہیں۔ حق جل وعلا نے کمال قدرت سے اپنے ان لطائف کو بدن انسان سے تعشق اور تعلق دے کر وہاں سے نیچے اتار کر ہر ایک کو ایک خاص جگہ میں انسان کے بدن میں جو اس کے مناسب تھی جگہ دی ہے، قلب کو سینہ کے بائیں طرف پستان میں جادی ہے، روح کو جو قلب سے زیادہ لطیف ہے اس کے مقابل دائیں جانب، اخفی کہ لطیف اور احسن لطائف ہے، درمیان حقیقی سینہ کے، سر کو درمیان قلب اور اخفی کے، خفی کو درمیان روح اور اخفی کے اور ولایت اس میں

سے ہر ایک لطیفہ کی زیر قدم ایک اولوالعزم پیغمبر کے ہے، چنانچہ قلب کی ولایت حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور روح کی ولایت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور سر کی ولایت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور خفی کی ولایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور اخفیٰ کی ولایت حضرت خاتم الانبیا ﷺ کے زیر قدم ہے۔ جاننا چاہئے کہ اولیاء کے قدموں کا تفاوت انہی لطیفوں کی راہ سے ہے تو جو زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام کے ہے اس کی ولایت قلب ہے تو وہ صاحب استعداد ولایت کے ایک درجہ کے ہے، پانچ درجوں میں سے اور جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہے اس کی ولایت ولایت روحی ہے اور اس کو دو درجوں کی ولایت کی استعداد ہے، پانچ درجوں میں سے اور جو زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہے، اس کی ولایت ولایتِ سر ہے اور وہ ولایت کے تین درجوں کی استعداد رکھتا ہے درجات خمسہ سے اور جو زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہے، اس کی ولایت ولایتِ خفی ہے اور وہ چار درجے ولایت کی استعداد رکھتا ہے پانچ میں سے، اور جو سرور عالم ﷺ کے زیر قدم ہے اس کی ولایت ولایتِ اخفیٰ ہے۔ اعظم واعلیٰ اور احسن ہے سب درجوں کی اور اس ولایت کے صاحب کو قابلیت پانچوں درجوں کی ولایت کی ہے اور جاننا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کے قدموں کا تفاوت ان کے آپس میں اس راہ سے نہیں ہے، بلکہ نبوت کی راہ سے ہے پس جو ان بزرگواروں میں سے اس راہ میں پیش قدم ہوگا وہی دوسروں سے افضل ہوگا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مقام نبوت میں پیش قدم ہیں اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں، اگرچہ مقام ولایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے غالب ہیں جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ دوسرا یہ امر جاننا چاہئے کہ اگر مرشد و مربی طالب کا صادق المشرب ہوگا تو اس سے ہوسکتا ہے کہ جس راستہ سے آپ نے

منازل قطع کی ہیں اسی راہ طالب کو بھی چلائیں اور ولایت محمدی ﷺ کے کمالات کو پہنچائے اور وہ مرید اگرچہ خود اپنی استعداد کمتر رکھتا ہو، یہاں سخن بہت طول وعرض رکھتا ہے کہ حد سے زیادہ ہے معذور رکھیں اور پھر کسی وقت پر موقوف فرمائیں اور انوار ولطائف کے رنگ پوچھے تھے سو معلوم کریں کہ ہر شخص نے اپنے کشف اور نظر کے موافق کچھ کہا اور لکھا ہے اور اس کے اوپر بنائے تعبیر وقائع اور تفسیر معاملات کی رکھی ہے مگر میں نے اب جو حضرت عالی درجہ سے سمجھا ہے لکھتا ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے اور خفی کا نور سیاہ ہے اور اخفیٰ کا نور سبز ہے اور حقیقت وماہیت نفس کی جو دریافت کی تھی آپ کو معلوم ہو کہ نفس خبیثہ ہے، عالم خلق سے ہے اور اس کا محل دماغ ہے بالذات شرارت و خباثت سے متصف ہے اور پانے تئیں لطائف کی طرح لطیفہ نفسیہ ظاہر کیا ہے اور ریاست و دانائی کا دعویٰ کر کے تمام اجزاء ولطائف پر تصرفات فاسد کر کے شیطان علیہ اللعن کے بہکانے سے تمام لطائف واجزاء کو اپنے لطائف ذمیمہ سے متصف کر دیا ہے اور درگاہ پاک خداوندی کی طرف متوجہ ہونے سے محروم رکھ کر نقصان ابدی کو پہنچایا ہے، عنایت ازلی نے جس کی دستگیری ورہنمائی کی اس نے اس کی شرارت وخباثت پر اطلاع پائی اور اس کے فریبوں اور مفسدوں سے منہ پھیر کر متوجہ اس درگاہ پاک کا ہوا اور سعادت ابدی کو پہنچا اور جب نفس پاک ومطہر ہوجاتا ہے اور اپنے سب وصف رزائل بالکل چھوڑ دیتا ہے البتہ اللہ سبحانہ کے کرم سے بڑے مرتبہ سے ولایت کے اور قرب اور مشاہدہ اور مقام رضا سے مشرف ہوتا ہے اور سب لطائف انسانی سے بالادست ہوجاتا ہے اور اس کی سیر سب سے بلند ہوتی ہے، اس کو حصول کمال کے بعد تخت صدر پر بٹھاتے ہیں اور ریاست وکیاست سب لطائف کی اس کو ملتی ہے، عجب بھید ہے کہ جو خبیث سب سے زیادہ ہے بعد پاک اور منور ہونے کے اشرف سب سے ہوجاتا ہے اولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات فرمایا ہے

رسول اللہ ﷺ نے خیار کم فی الجاھلیة خیار کم فی الاسلام اذا فقھوا۔
والسلام من اتبع الھدیٰ۔

اطلاع: پانچ لطائف عالم امر کے ہیں۔قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ۔عالم امر اس کو کہتے ہیں کہ لفظ کن کے فرماتے ہی اپنی جگہ پر قائم ہو گئے اور پانچ ہی لطیفے آپ نے عالم خلق کے فرمائے ہیں۔آب، خاک، ہوا، آتش، ان سب کا لب لباب لطیفہ نفس ہے،لطیفہ نفس کا مقام پیشانی قرار دی ہے اور نور اس کا سفید قدرے نیلگوں فرمایا ہے اور لطائف عالم خلق اس کو کہتے ہیں جو بتدریج پیدا ہوئے ہیں۔چنانچہ طلبہ حق نے جیسا حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ویسا ہی دیکھا ہے اور سلوک میں پیش آیا ہے۔سر موفرق نہ پایا۔علاوہ اس کے مقاماتِ ولایت میں اکثر صوفیاء سے مقام نہایت جس کو اصطلاح صوفیہ میں وحدت الوجود کہتے ہیں ثابت ہوا ہے۔حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام کے حال کی تصدیق فرما کر علاوہ اس کے بہت سے مقامات ترقی فرمائے ہیں کہ صوفیہ سابقین سے کہیں ثابت نہیں۔یہ خاص معرفت حضرت کی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مقام سے دوسرے مقام میں اس قدر فرق ہے جیسے دریا اور قطرہ میں،قطرہ اور دریا کا مضمون یوں سمجھ میں آجائے گا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آدھ سیر جو بہتر ہیں ہر ایک امتی کے خواہ ولی ہو یا عامی پہاڑ احد کے برابر چاندی سونا راہ خدا میں خرچ کرنے سے،اسی طرح تمام ولیوں کی ولایت کی قوت ایک صحابی کی ولایت کے برابر نہیں ہو سکتی اور جس طرح تمام امت کے ایمان سے ایک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان بھاری ہے یہی ثبوت فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ارشاد رب العباد ہے اور بفضل خدا ہزاروں علماء وصلحاء اور لاکھوں طلبہ نے ان مقامات کو طے کیا ہے اور سر موفرق ارشاد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ میں نہ پایا۔
چنانچہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب طریق حضرت شیخ

رضی اللہ عنہ میں کچھ شبہ نہیں۔کیونکہ ہزاروں صلحاء ان مقامات پر پہنچے اور تصدیق کی۔

کلمات نقشبندیہ

حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنے طریق کی بنا گیارہ کلمات پر رکھی ہے کہ وہ اصطلاحی ہیں اور اشغال واعمال کی طرف اشارہ ہیں وہ یہ ہیں: (۱) ہوش در دم، (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) بازگشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت۔یہ آٹھ کلمات خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان کے بعد تین اصطلاحیں خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں:

(۱) وقوف زمانی، (۲) وقوف قلبی، (۳) وقوف عددی۔

اب میں ان کلمات کی اپنی حیثیت کے موافق شرح کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھ کو اور سب مسلمانوں کو ان پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے کیونکہ مقصود علم سے عمل ہے۔

(۱) ہوش در دم سے مراد ہے کہ ہمیشہ ہوشیار رہے اور تلاش میں رہے کہ کوئی سانس غفلت یا معصیت میں تو نہ گزرا، اگر معلوم ہو جائے تو استغفار کرے اور مبتدی کے واسطے بہت ضروری ہے کہ کوئی سانس اس کا غفلت میں نہ گزرے، یہاں تک سنبھال رکھے کہ حضور دائمی کو پہنچ جائے اور وقوف زمانی بھی یہی معنی رکھتا ہے۔اتنا فرق ہے کہ ہوش در دم مبتدی کے واسطے ہر وقت ہر لحظہ ہر لمحہ کی سنبھال ہے اور وقوف زمانی توسط کے واسطے مناسب ہے کہ کچھ کچھ دیر بعد سنبھال کرے اور وقوف زمانی کو صوفیہ محاسبہ بھی کہتے ہیں اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو ڈرایا اور مابعد موت کے واسطے عمل کیا۔اور امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا کہ اپنی حالتوں کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے اور ان کا وزن کرو قبل

اس کے کہ وزن کئے جائیں اور مستعد ہو جاؤ عرض اکبر کے واسطے یعنی خدا کا سامنا جو
قیامت میں ہوگا اس دن تم سامنے کئے جاؤ گے، تمہاری کوئی چیز نہ چھپ سکے گی اور اللہ تعالیٰ
نے کلام پاک میں فرمایا ہے وَاَنِیبُوا اِلٰی رَبِّکُم وَاَسلِمُوا لَهُ مِن قَبلِ اَن یَّاتِیَکُمُ
العَذَابُ (اے بندو! اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے لئے اسلام لاؤ اس
سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے) اور نیز قول اللہ تعالیٰ کا اَلیَومَ نَختِمُ عَلٰی اَفوَاهِهِم
وَتُکَلِّمُنَا اَیدِیهِم وَتَشهَدُ اَرجُلُهُم بِمَا کَانُوا یَکسِبُونَ (قیامت کے دن ہم ان
کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور گواہی دیں گے ان
کے پاؤں اس بات کی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے) اسی مطلب میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں:

روز محشر ہر نہاں پیدا شود   خود بخود ہر مجرمے رسوا شود
قیامت کے دن ہر چھپی چیز ظاہر ہو جائے گی   اور خود بخود ہر ملزم اپنی خطاؤں کی وجہ سے ذلیل ہوگا

(۲) نظر بر قدم یعنی اپنی نگاہ پیروں کی طرف رکھنا۔ یہ ایک کلمہ ہے لیکن بہت سی
خوبیوں سے پُر ہے، سب سے افضل بات یہ ہے کہ نیچی نظر رکھنا سنت ہے، سالک کو چاہئے
کہ اپنی نظر پاؤں کی طرف رکھے تا کہ نامحرم عورتوں پر نظر نہ پڑے۔ حدیث شریف میں وارد
ہوا ہے کہ عورت نامحرم پر نظر پڑنا ایک تیر ہے زہر آلود کہ بغیر ہلاکت کے چارہ نہیں۔ ہلاکت
سے مراد نقصان ایمان اور رسوائی اور تباہی دارین ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ مکان دکان
وغیرہ وغیرہ کے رنگ برنگ اشیاء پر نظر پڑنے سے خیال منتشر ہوتا ہے اور یکسوئی جو خدا کی
طرف طالب کی ہوتی ہے اس میں فرق آتا ہے۔ تیسرا اس سے مراد یہ ہے کہ برائی اور نیکی
کے قدم کو دیکھے کہ کون سا قدم غالب ہے۔ اگر برائی میں قدم آگے پیچھے دیکھے تو اس کو پیچھے
ہٹائے اور نیکی کے قدم کو آگے بڑھائے، چوتھی مراد یہ ہے کہ اپنے قرب کو دیکھے کہ ترقی کا

قدم کس جگہ ہے۔ پانچویں مراد یہ ہے کہ اپنی ولایت کو دیکھے کہ کس نبی کے قدم کے نیچے ہے
کہ جس کی تشریح فصل طریقہ مجددیہ میں درج ہے۔

وقت رفتن برقدم باید نظر   ہست سنت حضرت خیر البشر
چلتے وقت پاؤں پر نظر ہونی چاہئے   کیونکہ یہ حضرت خیر البشر کی سنت ہے
اندریں حکمت بس ست و بیشمار   دیدہ خواہد طالب حق آشکار
اس میں بہت سی حکمتیں ہیں   کہ جس کو طالب خدا صاف دیکھے گا
اتباع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ   میر ساند نزد حق جل و علا
نبی کریم ﷺ کی پیروی   اللہ تعالیٰ تک پہنچاتی ہے

(۳) سفر در وطن، اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی صفات بشریہ کو چھوڑ کر صفات
ملکیہ کو حاصل کرے یعنی طلب جاہ و مال، عجب، حسد، بغض، کینہ، تکبر سے دل کو پاک کرے
جب تک یہ خصائل رزائل دل میں بھرے ہوں گے تو نور خدا کا گزر کیونکر ہو سکتا ہے، اسی
واسطے حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صد تمنا در دلا داری فضول   کے کند نور خدا در دل نزول
سینکڑوں آرزوئیں لغو تو دل میں تو رکھتا ہے   کب خدا کا نور تیرے دل میں نازل ہوگا

اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں   ایں خیال ست و محال ست و جنوں
تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور ذلیل دنیا کو بھی   یہ محض خیال اور جنون اور محال بات ہے

جس چیز کی محبت سوائے خدا کے ہے یہی اس کا بت ہے جب تک بت خانہ کو توڑ
کر خانہ خدا نہ بنائے گا عند اللہ بت پرست کہلائے گا اسی معنی میں حضرت بوعلی شاہ قلندر
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بت پرستی می کنی ہم بت گری   شد دلت رشک بتان آذری

تو بت پرستی کرتا ہے اور بت بناتا ہے   کہ تیرا دل آذر کے بتوں کے لئے باعث رشک ہے

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفر در وطن سے مراد یہ ہے کہ سیر آفاقی کو چھوڑ کر سیر انفسی کی طرف سفر کر۔ حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ لہٰذا جس دل میں خیال غیر خدا کا ہے وہ دل بھی مستحق نزول رحمت نہیں ہوتا۔ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ کی محبت کا خالص مزا چکھا تو اس نے اسکو طلب دنیا سے باز رکھا اور سب لوگوں سے وحشت زدہ کر دیا۔

کینہ و بغض و حسد حقد و ریا!   خود سری خود بینی و مکر و دغا
کینہ، بغض، حسد، حقد، اور ریا   خود سری خود بینی اور مکر و دغا
ایں خصائل ناقصہ را دور کن   قلب خود از یاد حق معمور کن
یہ بری عادتیں چھوڑ دے   اور اپنے دل کو یاد خدا سے آباد کر
تاشود قلب سیہ نور و ضیا   تاشود خانہ ولت خانہ خدا
تا کہ تیرا سیاہ دل منور و روشن ہوجائے   اور تیرا دل خانہ خدا بن جائے

(۴) خلوت در انجمن کا مطلب یہ ہے کہ دل ایسا خدا کے ساتھ مشغول رہے اپنے تمام حالات میں یعنی کھانے، پینے، بات کرنے، پڑھنے، پڑھانے، چلنے پھرنے بیٹھنے اور سونے وغیرہ میں، چاہے حالت اس کی پاکی کی ہو یا ناپاکی کی، یہاں تک مشغول رہے کہ توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف راسخہ یعنی خوب پختہ ہو جائے، اسی واسطے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اور اشارہ ہے حق تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف رِجَالٌ" لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ" وَلَا بَيْعٌ" عَنْ ذِكْرِ اللهِ (میرے بندے وہ لوگ ہیں کہ جن کو سوداگری اور لین دین میرے ذکر سے غافل نہیں کرتے) اور دل بیار دست بکار اسی آیت شریف کا ترجمہ ہے، اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفر در وطن خلوت در انجمن کا

مطلب حاصل ہو جاتا ہے، خلوت در انجمن سے یہ مراد ہے کہ آدمیوں میں اس کا جسم موجود رہے اور دل میں سوائے خدا کے کسی کا خیال نہ ہو اور یہ بات ساتھ بے تکلفی کے ہو، تو پھر یہ لباس فقراء نشان مند ہونا اور ہمیشہ متعلق بہ ذکر خدا رہنا اس طرح پر کہ لوگوں پر مخفی نہ رہے، اس میں اکثر دکھانے اور سنانے کا گمان ہوتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ وضع اور لباس ایسا ہونا چاہئے کہ جیسے خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ نہ میں لباس عالموں کا سا پہنتا ہوں کہ لوگ مجھ کو عالم کہیں اور نہ درویشوں کا سا پہنتا ہوں کہ لوگ مجھ کو درویش کہیں اور نہ لباس ملامت کا پہنتا ہوں جس سے عاقبت میں مواخذہ ہو، بلکہ عام لوگوں کا سا لباس پہنتا ہوں کہ جس میں ان تمام باتوں سے بچا رہوں جس طرح خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی طریقہ تھا کہ مثل عام لوگوں کے رہتے تھے اور کوئی شان درویشی وغیرہ کی ظاہر نہ کرتے تھے اور یہی طریق حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا ہے اور یہی مضمون حدیث قدسی کا ہے جس کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما بروں را ننگریم و قال را   ما دروں را بنگریم و حال را
ہم کسی کی ظاہری حالت نہیں دیکھتے   ہم باطنی حالت کو دیکھتے ہیں

یعنی میں تمہاری صورتوں اور لباس و اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہوں، اسی واسطے حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جس چیز کو خدا دیکھتا ہے، اس کی تکمیل میں زیادہ کوشش کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ جب خدا کی نظر کپڑوں اور صورتوں پر نہیں ہے تو پھر شکل فقیروں کی بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ زمانہ سابقہ میں درویش بوجہ ناداری ایک تہ بند ایک چادر، اور ایک دوپٹہ ہونے کے سبب بعض مٹیا اور سیاہ کپڑے رنگ لیا کرتے تھے تا کہ جلد میلے نہ ہوں اور دھلائی کا صرفہ نہ ہو اور اس کے دھونے میں وقت ضائع نہ جائے

کیونکہ وہ اپنے ہر وقت کو آخری وقت اور ہر سانس کو آخری سانس جانتے تھے، اب لوگ ان کے سیاہ کپڑوں کی نقل تو کرتے ہیں لیکن ان کی یاد خدا اور ترک دنیا کی نقل نہیں کرتے بلکہ اس کے خلاف صورت فقیروں کی اور گھر امیروں کی طرح رکھتے ہیں اسی طرح ان کے ظاہر سے باطن کا معاملہ برعکس ہے۔ بقول حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ:

ہمچو ایں خاماں باطبل و علم — کہ الغ خانیم در فقر و عدم
ان ڈھول ڈھمکے والے ناکارہ لوگوں کی طرح — کہ جو فقر و فنا میں اپنے آپ کو الغ خان کہتے ہیں
لاف شیخی در جہاں انداختہ — خویشتن را بایزید ے ساختہ
اپنی بزرگی کی بڑائیاں دنیا کے سامنے کرتے ہیں — اور اپنے کو بایزید بسطامی بنا رکھا ہے
ہم زخود واصل شد و سالک شدہ — محفلے واکردہ در دعوت کدہ
اپنے وجود سے خود ہی واصل ہیں اور خود ہی سالک — دعوتیں اور جلسے ہو رہے ہیں
چند دزدی حرف مردان خدا — تا فروشی و ستانی مرحبا
اے ظاہر پرست کب تک مردان خدا کی — نقل کرتا رہے گا تا کہ دنیا میں غلط سودا کرے
ایں نہ مرد انند وایں ہا صورت اند — مردہ مانند کشتہ شہوت اند
یہ حقیقتاً مرد نہیں ہیں بلکہ صورت سے مرد ہیں — اور یہ خواہش کے بندے اور مردے ہیں

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے:

دلت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع — خود راز عملہائے نکوہیدہ بری دار
تیری گدڑی اور تسبیح و مرقع کس کام آئے گا — اپنے آپ کو برے کاموں سے بچائے رکھ
حاجت بکلاہ بر کی داشتنت نیست — درویش صفت باش کلاہ تتری دار
تجھے فقیروں کی سی ٹوپی اوڑھنے کی ضرورت نہیں — صفت فقیروں کی سی رکھ پھر چاہے عمدہ ٹوپی پہن

ہاں اگر کوئی درویشی جتانے اور دنیا کمانے کے واسطے ایسا کرتا ہے تو اس حدیث شریف کا مصداق بنتا ہے الدنیا زور لا یحصلھا الا بزور (دنیا مکر ہے اور مکر ہی سے حاصل ہوتی ہے) حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فقر خود را پیش کس پیدا مکن — محنت امروز را فردا مکن
اپنے فقر کو کسی پر ظاہر مت کر — آج کا کام کل پر مت ڈال

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے درونت برہنہ از تقوے — وز بروں جامہ ریا داری
اے شخص تیرا باطن پرہیزگاری سے ننگا ہے — اور تیرا ظاہر لباس ریا سے آراستہ ہے
پردہ ہفت رنگ را بگذار — تو کہ در خانہ بوریا داری
اس پچرنگے پردہ کو چھوڑ دے — کیونکہ تیرے گھر میں چٹائی ہے

یعنی تیرا ظاہر اچھا اور باطن خراب ہے اس واسطے اصلاح کی طرف متوجہ ہو۔

ہر شخص اپنی دولت کا پتہ کسی کو نہیں دیتا، ہر شخص اپنے محبوب کی محبت کا اظہار کسی عمل سے اغیار کو نہیں ہونے دیتا تو پھر محبت الٰہی کا اظہار اپنے لباس سے کرنا یہ ہرگز عقل میں نہیں آسکتا اسی واسطے خواجہ عزیزان علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

از دروں شو آشنا وز بروں بیگانہ وش — ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں
دل میں خدا کی یاد رکھ اور ظاہر میں بیگانہ بنا رہ — یہ عمدہ روش دنیا میں بہت کم ہے

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں:

از بروں درمیان بازارم — وز دروں خلوتے ست با یارم
ظاہر جسم تو میرا بازار میں ہے — اور میرا باطن یعنی دل خدا کے ساتھ ہے

سوال: بعض اولیاء اللہ نے لباس سے اظہار ولایت نہیں کیا ہے، تو ان کے کلمات سے اظہار ولایت ہوا ہے اور اظہار لباس سے ہو یا کلام سے دونوں کی ایک صورت ہے۔

جواب: بعض اولیاء اللہ کو ظلی طور پر کمالات نبوت میں سے حصہ دیا جاتا ہے اور بعض کو صرف ولایت میں سے دیا جاتا ہے۔ فیضان نبوت قابل اظہار ہوتا ہے اور فیضان ولایت قابل استتار، لہٰذا جن اولیاء اللہ کو کمالات نبوت سے حصہ دیا گیا ہے انہوں نے

بموجب ارشاد وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ اظہار ولایت کیا ہے اور اس اظہار کی دو منشاء ہیں۔ ایک شکریہ نعماء الٰہی کا دوسرے خلق ناقص کو خدا کی طرف بلانے کا اور جن اولیاء کو صرف ولایت میں سے حصہ دیا گیا ہے اور ان سے اظہار کرامات یا اظہار حالات باطنی ہوئے ہیں وہ صرف خدا نے اس واسطے ظاہر کرائے ہیں کہ کفار فجار راہ ہدایت پر آئیں، اور طالب خدا کی طرف بڑھیں اور ان بزرگوں کا کلام طلبہ حق کے واسطے راہ طریقت کا قانون بنے اور شیطان کے دھوکے سے بچیں ورنہ اولیاء اللہ نے اپنا اظہار فقر غیر کے واسطے نہیں کیا جو کچھ الہام ہوا کہہ دیا جیسے فرمایا مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے:

دو دہاں داریم گویا ہمچو نے — یک دہاں پنہاں است در لبہائے وے
بانسری کی طرح دو منہ رکھتا ہوں — ایک منہ خدا کے ہونٹوں میں ہے

یعنی جو کچھ الہام خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں وہی کہہ دیتا ہوں۔ مولف عرض کرتا ہے:

عبد خالق پیشوائے عارفاں — ایں چنیں فرمود بہر طالباں
حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ نے — اس طرح فرمایا ہے، طالبان حق کے لئے
ایں نصیحت بشنوید از گوش دل — کار نے آید دریں۔ خاگوش گل
اس نصیحت کو دل لگا کر سنو — یہاں مٹی کے کان کام نہیں آئیں گے
بندگاں باید کہ در وقت سخن — قلب باحق قالب در انجمن
بندوں کو چاہئے کہ بات چیت کرتے وقت — دل خدا کے ساتھ ہو اور جسم محفل میں

(۵) یاد کرد سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرے، ذکر اسم ذات کا یا نفی اثبات کا۔ یعنی کلمہ شریف کا کہ جو مرشد سے پہنچا ہو، اور ذکر اس قدر کرے کہ حق تعالیٰ کی حضوری حاصل ہو جائے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مقصود ذکر سے یہ ہے کہ دل ہمیشہ حضرت حق کے ساتھ حاضر رہے بوصف محبت اور تعظیم کے اس واسطے کہ ذکر یعنی یاد دفع غفلت کا نام ہے حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

باش دائم اے پسر در یاد حق — گر خبرداری زعدل و داد حق
اے عزیز! ہمیشہ یاد حق میں رہا کر — اگر تجھے خدا کے انعامات کی خبر ہے

(۶) بازگشت یعنی رجوع کرنا پھرنا، اس سے مراد ہے کہ تھوڑے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے کیونکہ یہ دعا حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ہے الٰہی مقصود من توئی و رضائے تو، محبت و معرفت خود بدہ یعنی اے اللہ میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری خوشنودی، اپنی محبت اور معرفت عطا فرما۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دعا کو بار بار پڑھنا شرط عظیم فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ طالب کو لازم ہے کہ اس سے غافل نہ رہے اس واسطے کہ جو ہم نے پایا ہے اس ہی کی برکت سے پایا ہے، مقصد اس دعا کا یہ ہے کہ جو ذکر و فکر سے سرور یا کوئی نور یا کوئی چیز عالم غیب کی نظر آئے تو طالب اس پر مغرور نہ ہو اور اس کو اپنا مقصد نہ سمجھ لے کیونکہ ذات خدا تو کجا اسماء و صفات الٰہی میں سے ایک صفت میں اگر لاکھوں برس سیر سالک رہے جب بھی ختم نہ ہو لہٰذا یہ دعا سب کو قطع کر کے ذات حق سے قریب کرتی ہے۔ اسی وجہ سے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: ؎ چہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شد آں ہمہ غیر است بحقیقت کلمہ لا نفی آں باید کرد (ترجمہ: جو کچھ دیکھا جائے اور سنا جائے اور جانا جائے وہ سب غیر خدا ہے کلمہ طیبہ کے لا سے سب کی نفی کر دینی چاہئے)

اسی مطلب میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے برادر بے نہایت در گہیست — ہر کہ بروئے می رسی بروئے مایست
اے بھائی خدا کی بے انتہا درگاہیں ہیں — جب تو کسی درگاہ پر پہنچ جائے اس کو نہایت جان کر مت ٹھہر

(۷) نگہداشت سے مراد ہے کہ ذاکر حق خطرات اور احادیث نفس کو ہانکے اور

دور کرے، یعنی جو خیالات اور وسوسے دل میں غیر خدا کے آئیں تو سالک ان کو نہ آنے دے اسی واسطے خواجہ بزرگوار محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالک کو لائق ہے کہ خطرہ کو اس کے ابتدائے ظہور میں روک دے اس واسطے کہ جب ظاہر ہو چکے گا تو نفس اس کی طرف مائل ہو جائے گا اور وہ نفس میں اثر کرے گا، پھر اس کا دور کرنا مشکل ہوگا۔ یہ نگہداشت طریقہ ہے حاصل کرنے ملکہ خلوتختہ ذہن کا خطرات و وساوس کے خطور کرنے سے یعنی دنیا کے خیالات دل پر نہ جمیں اور دل مثل آئینہ کے صاف رہے اور جو فیضان باطن آئے اس کا عکس دل میں پڑے، اور جب آئینہ دل خالی نہیں ہے تو اس میں ظہور انوار و برکات الٰہی کہاں ہو سکتا ہے چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پنبہ وسواس بیروں کن زگوش   تا بگوشت آید از گردوں خروش
وسوسوں کی روئی کان سے باہر نکال   تا کہ تیرے کان میں آسمان سے آوازیں آئیں
تا کنی فہم آن معمہ ہاش را   تا کنی ادراک امر فاش را
تا کہ تو ان اسرار کو سمجھ سکے   تا کہ تو راز کی باتوں کو جان سکے

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خطرہ کو دل میں ساعت بھی نہ رکھنا چاہئے، بزرگوں کے نزدیک یہ امر اہم ہے اور اولیائے کاملین کو یہ دولت تا زماں حاصل رہتی ہے، یعنی عرصہ تک۔

عبد خالق پیشوائے اولیاء   برگزیدہ رہنمائے اتقیا
حضرت عبدالخالق علیہ رحمۃ جو اولیاء کے پیشوا ہیں   مقبول بندہ خدا کے اور متقیوں کے راہنما ہیں
ایں چنیں فرمود بہر مومناں   از خدا غافل مشو تو یک زماں
انہوں نے اس طرح فرمایا ہے مومنوں کے لئے   کہ خدا سے تھوڑی دیر بھی غافل نہ رہے
گوش تا دردل نیاید فکر غیر   نے دور فکر دل طالب بغیر
اس بات کی کوشش کر کہ دل میں غیر کا خیال نہ آئے   نہ طالب کے دل کا خیال سوائے خدا کسی طرف جائے

(۸) یادداشت: یادداشت سے مطلب یہ ہے کہ توجہ صرف جو خالی ہے الفاظ اور معنی سے واجب الوجود کی حقیقت کی طرف منتقل ہو جانا اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنے والد بزرگ شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے کہ حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا بالاستقامت حاصل نہیں ہوتا مگر بعد فنائے تام اور بقائے کامل کے انشاء اللہ تعالیٰ فنائے تام اور بقائے کامل کی شرح فصل ولایت صغریٰ میں کی جائے گی، اگر ضرورت ہو تو اس جگہ دیکھ لینا چاہئے۔

سوال: یاد کرد نگہداشت اور یادداشت میں کیا فرق ہے؟

جواب: یاد کرد، نگہداشت میں طالب اپنی کوشش سے رب کی طرف مخاطب ہوتا ہے اور یادداشت میں بلا کوشش خود بخود قلب خدا کی طرف مشغول و مخاطب رہتا ہے۔

یادداشت حاصل شود بعد از فنا   بلکہ حاصل می شود بعد از بقا
یادداشت فنائے تام کے بعد حاصل ہوتی ہے   بلکہ بعد بقائے کامل کے
بعد ازیں غافل نہ باشد یک زماں   خواہ باشد فرح و غم سود و زیاں
اس کے بعد تھوڑی دیر بھی خدا سے غافل نہ رہے   خواہ اسے خوشی ہو یا رنج فائدہ ہو یا نقصان
در جماعت اولیاء داخل شود   نزد جملہ طرق او واصل شود
وہ شخص جو فنا و بقا سے مشرف ہو چکا ہو وہ ولی ہے   اور متفقہ طور پر وہ واصل بحق ہے

(۹) وقوف زمانی کی شرح ہوش دردم میں ہو چکی ہے ہوش دردم اور وقوف زمانی یہ قریب قریب ایک ہی مطلب پر ہیں۔

(۱۰) وقوف عددی وقوف عددی سے مراد ہے واقف رہنا سالک کا اثنائے ذکر میں۔ جب ذکر حق کرے تو طاق یعنی وتر کرے جیسے ۳، ۵، ۷، ۹، ۱۱ وغیرہ اس میں مناسبت ہے ذات حق کے ساتھ کیونکہ ارشاد ہے اللّٰہ وتر ویحب الوتر (خدا طاق ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے)۔

(۱۱) وقوف قلبی سے مراد ہے کہ سالک ہر وقت ہر آن ہر لحظہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے تاکہ سب طرف کی توجہ ٹوٹ کر معبود حقیقی کی طرف توجہ رہ جائے اور وسوسے دل میں داخل نہ ہوں۔ خصوصاً وقت ذکر کے اس کا پورا پورا خیال رکھے، اسی واسطے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے حبس دم اور رعایت عدد کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا بلکہ فوائد میں داخل فرمایا ہے اور وقوف قلبی تو حضرت خواجہؒ کے نزدیک بہت ضروری اور رکن عظیم ہے اور دار و مدار طریقہ نقشبندیہ کا اسی پر ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے:

علیٰ بیض قلبک کن کانک طائر	فمن ذلک الاحوال فیک تولد
اپنے دل کے انڈے پر پرندے کی طرح ہوجا	پس اسی طریقہ سے جس طرح انڈے سے بچہ پیدا ہوتا ہے

آگاہی: جو کلمات نقشبندیہ کی تشریح کی گئی ہے یہ مختصر ہے لیکن اگر کوئی چاہے کہ میں صرف اس کتاب کو دیکھ کر ذکر فکر کروں اور میری تکمیل ہوجائے تو یہ بات نادرات سے ہے۔ بلا شیخ کے راستہ طریقت میں پاؤں رکھنا اپنے کو خطرہ میں ڈالنا ہے اور شرح اس کی فصل تلاش مرشد میں دیکھنا چاہیے۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کار بے استاد خواہی ساختن	جاہلانہ جاں بخواہی باختن
بغیر استاد کے تو اگر کام بنانا چاہے گا تو کامیابی ممکن	نہیں بلکہ جاہلوں کی طرح جان پر کھیلنا پڑے گا۔

مرید ہونے کے آداب

مرید ہونے کے لئے اولاً دو باتیں لازمی ہیں۔

۱) عقیدہ میں فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے مطابق ہو۔

۲) فقہاء کرام اور آئمہ مجتہدین کے اقوال کے مطابق عمل کرنا یعنی احکام فقہ کا علم اور

اس کے مطابق عمل۔

یہ دونوں باتیں گویا دو پروں کی حیثیت رکھتی ہیں جب یہ دونوں باتیں ہوں گی تب مرید مشائخ کی طرف سے فیض اخذ کرنے، منازل سلوک طے کرنے اور مراتب قرب حاصل کرنے کے قابل ہوگا۔ یعنی عقیدہ ایک پر اور دائرہ تقلید کے اندر ہونا اور اس کے مطابق عمل کرنا دوسرا پر۔ اب دونوں پروں کے ذریعے اُڑنے کے قابل ہوگا اور اُڑنے کا راستہ تصوف ہے۔

تصوف میں آنے اور کامل و مکمل مرشد سے مرید ہونے سے پہلے استخارہ کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ:

اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل نماز استخارہ پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ کافرون (قل یا ایھا الکافرون) اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد "یا علیم" تینتیس (۳۳) بار پڑھے اور آخری بار "یا علیم" کے ساتھ "علمنی" پڑھے۔ اسی طرح تینتیس بار "یا خبیر" پڑھے اور آخری بار "اخبرنی" ساتھ ملائے اور اسی طرح تینتیس بار "یا رشید" پڑھے اور آخری بار "ارشدنی" ساتھ ملائے۔ "عَلِّمْنِی"، "اَخْبِرْنِی" اور "اَرْشِدْنِی" پڑھتے وقت اپنا مقصد اور نیت دل میں یاد رکھے اور اس کے بارے میں اپنے رب تعالیٰ سے دعا کرے کہ خواب یا جاگتے میں اس سے اللہ تعالیٰ مجھے باخبر کردے اور اس کے بعد دعاءِ مسنونہ مندرجہ ذیل پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ. اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ (یہاں پر اپنا مقصد زبان سے

کہے یا دل میں یاد رکھے) خیر" لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ (اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اٰجِلِهٖ) فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (یہاں بھی اپنا مقصد زبان سے کہے یا دل میں یاد رکھے) شَرٌّ" لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ (اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اٰجِلِهٖ) فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ۔

یہ دعا پڑھ کر دائیں کروٹ پاک جگہ قبلہ رو ہو کر سو جائے۔ اگر مراد پوری ہو خواب میں یا جاگتے میں تو مرشد یا تعبیر جاننے والے کو بتائے۔ اگر ہاں میں اشارہ مل جائے تو عمل کرلے ورنہ پانچ یا سات بار استخارہ کرے یا جب تک جواب نہ ملے کرتا رہے۔

بیعت کا طریقہ

حضرت شیخنا فی الطریقة و مسندنا فی الشریعة کامل العصر و مکمل الدهر موصلنا و وسیلتنا الی الله فداه قلبی و روحی و جسمی اخندزاده **سیف الرحمن** صاحب مبارک دامت برکاتهم و فیوضاتهم کے طریقہ کے مطابق اولاً سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھ کر (یعنی یہ اس وقت فرماتے ہیں جب کسی کو مرید بناتے ہیں اور تلقینِ ذکر کرتے ہیں) ثواب سلسلہ کے تمام مشائخ کو بطورِ دعا ہدیہ کرتے ہیں پھر مرید ہونے والے کے دونوں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں بصورتِ مصافحہ پکڑتے ہیں۔ پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھتے ہیں پھر کلمہ طیبہ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ) خود پڑھتے ہیں اور مرید کو بھی پڑھاتے ہیں، اس کے بعد کلمہ شہادت (اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ)، اور اس کے بعد کلمہ تمجید (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ

اَکْبَرُ) پھر (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ) پھر کلمہ توحید (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) پھر اس کے بعد استغفار (اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ) یہ استغفار ۳ بار پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد ایمان مفصل (اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِکَتِهٖ وَ کُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ) پھر ایمان مجمل (اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَ صِفَاتِهٖ وَ قَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِهٖ اِقْرَارٌ" بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌ"م بِالْقَلْبِ) پھر رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیًّا وَّ رَسُوْلًا۔ پس اگر بیعت سلسلہ نقشبندیہ میں ہو تو اپنے سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کو سوائے انگوٹھے کے مرید کے لطیفہ قلب پر (جس کا مقام بائیں پستان سے تقریباً دو انگل نیچے ہے) رکھتے ہیں اور پہلے زبان سے تین بار "اللہ، اللہ، اللہ" پڑھتے ہیں اور مرید بھی پڑھتا ہے، پھر زبان بند کرکے دل سے ذکر شروع کرتے ہیں اور پھر اپنے طریقے سے توجہ فرماتے ہیں۔

اور اگر بیعت و تلقین طریقہ قادریہ یا چشتیہ یا سہروردیہ میں ہو تو زبانی تلقین فرماتے ہیں حضور قلبی کے ساتھ ساتھ اسباق و اذکار لسانی کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کے طریقہ اور لوازمات کی تعلیم دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا کلمات اس مرید کو پڑھاتے ہیں جو کہ پہلی بار مرید ہونے والا ہو اور اگر اس سے قبل کسی سلسلے میں مرید ہو چکا ہے اور اب دوسرے سلسلے میں مرید ہونا چاہتا ہے تو یہ کلمات پڑھانے کی ضرورت نہیں۔ مثلاً کوئی شخص پہلے طریقہ نقشبندیہ میں مرید ہو چکا ہے اس کی تکمیل کے بعد اب دوسرے سلسلہ کے اذکار کی تلقین چاہتا ہے تو اب دوبارہ یہ کلمات پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ سورۃ فاتحہ و سورۃ اخلاص پڑھ کر ثواب مشائخ کی ارواح کو

ہدیہ کرنا معمول عند المشائخ ہے اور اگر کلمات مذکورہ دوبارہ بھی پڑھ لے تو تجدید بیعت ہو جائے گی جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر پہلے کسی اور پیر سے مرید تھا اب دوسرے سے مرید ہونا چاہتا ہے تو دوبارہ مرید ہوتے وقت کلماتِ مذکورہ کو پڑھنا چاہئے۔ اب رہا یہ کہ ایک پیر کے ہوتے ہوئے یا اس کے انتقال کے بعد دوسرے پیر سے مرید ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ تو مکتوبات شریف دفتر دوم صفحہ ۷۵ المکتوب ۶۳ میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جان لو کہ مقصود اصلی سلاسل سے اللہ تعالیٰ ہے اور شیخ وصول الی اللہ کا ایک وسیلہ ہے۔ اگر کوئی شخص ایک مرشد سے مرید ہے مگر اپنی کامیابی کسی دوسرے پیر سے دیکھتا ہے کہ جب اس کی صحبت میں جاتا ہے تو اس کا قلب جاری و ذاکر ہوتا ہے تو اس کے لئے بالکل جائز ہے کہ اس پیر سے مرید ہوجائے اور اپنے پیر کی اجازت کے بغیر ہوجائے اگرچہ وہ پیر حیات ہو البتہ مرشد اول کا انکار نہ کرے اور بے ادبی سے پرہیز کرے۔ یہ تو اس صورت میں ہے کہ مرشدِ اول حیات ہو اور اگر مرشد فوت ہوجائے تو اب کسی دوسرے کامل و مکمل سے بیعت لازمی ہے، اور بہت ضروری ہے تاکہ تربیت حاصل کرسکے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے پیر تو صرف پردے میں ہیں باقی سب کچھ انہیں معلوم ہے لہٰذا ہمیں کسی اور کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے حالانکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ حضور ﷺ بھی تو ہم سے صرف پردے میں ہیں انہیں بھی تو تمام امت کے حالات کا علم ہے اور تھا تو صحابہ کرام کو خلفاء راشدین کے ہاتھوں پہ بیعت کی کیا ضرورت تھی حالانکہ آج تک تمام صحابہء کرام اور اولیاء کرام ایک دوسرے سے بیعت ہوتے چلے آئے ہیں۔

یہی قول شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''القول الجمیل'' میں فرمایا۔ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''ارشاد الطالبین'' میں اسی طرح ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص

اپنے پیر پر حسنِ اعتقاد اور اس کے دیئے ہوئے طریقہ ذکر کے باوجود کچھ فائدہ باطنی یا ظاہری محسوس نہ کرے یا اس کا کامل مرشد فوت ہوجائے یا اپنے مرشد میں کوئی عیب وخلل دیکھے جو کہ محرومیتِ فیض کا سبب بنے تو بلاشک وشبہ دوسرے سے بیعت کرسکتے ہیں اور اگر وہ ویسے ہی رہا اور دوسرے سے مرید نہ ہوا تو یہ حق پرستی نہیں بلکہ پیر پرستی ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

طریقہ اسباق سلسلہ نقشبندیہ سیفیہ

پہلا ذکر قلبی: **خواجہ خواجگان سلطان الاولیاء یکتائے زمانہ حضرت علامہ مجمع البحرین اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتھم و فیوضاتھم** مریدین کو پہلا ذکر ''قلبی'' دیتے ہیں۔ اس لطیفہ کا رنگ زرد ہے اور یہ حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ ذکر اس طرح دیا جاتا ہے کہ شہادت والی انگلی مقامِ قلب پر (جو کہ بائیں پستان کے دو انگل نیچے ہے) رکھتے ہوئے زبان سے تین بار اسم ذات ''اللّٰہ'' تلقین کرتے ہیں، پھر زبان بند کرواتے ہیں۔ سالک ذکر میں مشغول رہتا ہے اور شیخ کامل مکمل اس کو توجہ کرتا ہے (توجہ کہتے ہیں اپنی قلبی طاقت کو دوسرے کے قلب پر ڈالنا) یہاں تک کہ اس کا لطیفہ قلب ذاکر ہوجاتا ہے۔ اس دورانیہ میں صفات فعلیہ سے تجلی ہوتی ہے اور ستر ہزار حجابات جو کہ اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان نور و ظلمت کے ہیں، ان میں سے دس ہزار حجابات رفع ہوجاتے ہیں۔ سالک قرب بلاکیف سے اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ یہ لطیفہ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے، تو سالک ان کی ولایت سے حصہ پاتا ہے اور لطیفہ قلب میں صفائی پیدا ہونے کے بعد ایک دوسرا لطیفہ نظر آجاتا ہے جو کہ لطیفہ روح (اصل الاصل) ہے۔ ماسوا اللہ تعالیٰ کے نسیان اور ذات حق کے ساتھ

محویت لطیفہ قلب کے ذاکر ہونے کی تاثیر ہے۔ لطیفہ قلب کا حرکت کرنا دافع غفلت اور دافع شہوت ہے۔

دوسرا ذکر روحی: یہ ذکر قلبی کے جاری ہونے کے بعد دیتے ہیں۔ لطیفہ روح کا رنگ سرخ ہے اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ اس کا مقام سینہ انسان میں دائیں پستان کے دو انگل نیچے کی جانب مائل بہ پہلو ہے اس کا ذکر بھی ''اللّٰہ'' ہے۔ سالک اس لطیفہ میں بھی ذکر کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر حالت میں مشغول رہتا ہے اور شیخ مبارک اس کو توجہ دیتا ہے یہاں تک کہ یہ لطیفہ بھی ذاکر ہو جاتا ہے اور سالک پر صفاتِ ثمانیہ ثبوتیہ ذاتیہ حقیقیہ سے تجلی ہوتی ہے اور ستر ہزار حجابات میں سے دس ہزار حجابات مزید رفع ہو جاتے ہیں۔ اور سالک قرب بلا کیف سے قریب ہوتا جاتا ہے۔ یہاں سالک حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے ولایت سے حصہ لیتا ہے۔ اور جب یہ لطیفہ ذاکر ہو جائے اور اس میں صفائی پیدا ہو جائے تو اس میں تیسرا لطیفہ نظر آجاتا ہے جو کہ لطیفہ سر ہے جو کہ اصل اصل الاصل ہے۔ ذکر روحی کی تاثیر اسم ذات کی صفاتی تجلیات کا ظہور ہے۔ اس لطیفہ کی حرکت سے غصہ وغضب کی کیفیت میں اعتدال اور طبیعت میں سکون پیدا ہوتا ہے۔

تیسرا ذکر سرّی: لطیفہ سر کا رنگ سفید ہے اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ یہ ذکر لطیفہ روحی کے جاری ہونے کے بعد دیتے ہیں اس کا مقام بائیں پستان کے دو انگل اوپر مائل بہ بائیں ہاتھ ہے۔ اس کا ذکر بھی ''اللّٰہ'' ہے۔ اس کا اثر اللہ تعالیٰ کے شیونات اور اعتبارات کا ظہور ہے۔ یہ مشاہدہ اور دیدار کا مقام ہے (صاحب کشف کے لئے)۔ حرص کا خاتمہ ہوتا ہے، دینی معاملات میں فیاضی اور فکر آخرت کی بیداری پیدا ہوتی ہے۔ اس لطیفہ کے ذاکر ہونے کے ساتھ ساتھ سالک شیونات سے تجلی لیتا ہے اور یہ لطیفہ

چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے اس لئے سالک ان کی ولایت سے اس میں حصہ لے لیتا ہے اور ستر ہزار حجابات میں سے دس ہزار حجابات یہاں بھی اٹھ جاتے ہیں اور سالک قرب کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔ اس لطیفہ کے صیقل ہونے کے بعد ایک اور لطیفہ نظر آجاتا ہے جو کہ لطیفہ خفی ہے (جو کہ اصل اصل اصل الاصل ہے)۔

چوتھا ذکر خفی: چوتھا ذکر خفی ہے۔ لطیفہ خفی کا رنگ سیاہ ہے اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ یہ ذکر سری کے جاری ہو جانے کے بعد دیتے ہیں۔ ذکر خفی کا مقام دائیں پستان کے بالکل برابر میں دو انگشت اوپر ہے۔ یہ ذکر بھی اسم جلالت ''اللّٰہ'' کا ہے۔ اس لطیفہ میں سالک ذکر کرتا ہوا صفات سلبیہ کی تجلیات سے بہرہ ور ہوتا جاتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولایت سے حصہ لے لیتا ہے۔ ساتھ ساتھ ستر ہزار حجابات میں سے مزید دس ہزار حجابات اور بھی اٹھتے جاتے ہیں اور سالک قرب بلا کیف سے اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس لطیفہ میں ایک اور لطیفہ نظر آجاتا ہے جو کہ لطیفہ اخفیٰ (اصل اصل اصل اصل الاصل) ہے۔ جس طرح کہ ایک آئینہ دوسرے آئینہ کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے اور اس میں اس کا عکس نظر آتا ہے۔ اس لطیفہ کے ذاکر ہونے کا اثر یہ ہے کہ حسد، بخل، کینہ، غیبت وغیرہ سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

پانچواں ذکر اخفیٰ: لطیفہ اخفیٰ کا رنگ سبز ہے اور یہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے زیر قدم ہے۔ یہ خفی کی پختگی کے بعد دیا جاتا ہے اس کا مقام لطیفہ سری او رخفی کے بالکل درمیان اور برابر میں ہے۔ اس کا ذکر بھی ''اللّٰہ'' ہے۔ جب سالک ذکر کرتا رہے اور شیخ سے توجہ لیتا رہے تو یہ لطیفہ بھی ذاکر ہو جاتا ہے۔ ذاکر ہونے کے ساتھ شانِ جامع سے تجلی لیتا ہے اور ستر ہزار حجابات میں سے دس ہزار اور حجابات قطع ہو جاتے ہیں۔ سالک اور بھی قریب ہو جاتا ہے اور یہ لطیفہ چونکہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے زیر قدم

ہے لہٰذا سالک ان کی ولایت سے حصہ لیتا ہے۔اس لطیفہ کے ذاکر ہو جانے کا اثر یہ ہے کہ سالک تکبر، فخر وغرور اور خود پسندی وغیرہ سے نجات اور حضور واطمینان حاصل کر لیتا ہے۔ اور اس لطیفہ میں سالک کو اپنا نفس نظر آ جاتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "من عرف نفسه فقد عرف ربه" یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ یہاں سالک پر عارف کا اطلاق ہو جاتا ہے۔

چھٹا ذکر نفسی: ذکر اخفٰی جاری ہونے کے بعد نفسی ذکر دیا جاتا ہے۔اس کا مقام پیشانی کے اوپر بال اُگنے کی جگہ پر ہے اور اس کا رنگ خاکی ہے۔اس کا ذکر بھی "اللّٰہ" ہے۔لطیفہ نفس میں ذکر کرتے ہوئے سالک نفس کو امارگی سے اطمینان وراضیت ومرضیت کی طرف لے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نفس مطمئنہ ہونے کے بعد راضیہ ومرضیہ بن جاتا ہے اور ستر ہزار حجابات میں سے دس ہزار حجابات اور بھی قطع ہو جاتے ہیں۔

ساتواں ذکر قالبی: لطیفہ قالبی کا رنگ آتش نما ہے۔اس ذکر کو سلطان الاذکار بھی کہا جاتا ہے اور ذکر قالبی بھی۔ اس کا مقام سَر کے اوپر والی جانب، سَر کے بالکل درمیان میں ہے لیکن فیض پورے جسم میں داخل ہوتا ہے۔اس کا ذکر بھی "اللّٰہ" ہے۔ سالک ذکر کرتا ہوا لطیفہ قالب کے عناصر اربعہ یعنی ہوا، آگ، مٹی اور پانی، کی سرکشی کو اعتدال کی طرف لانے میں کوشش کرتا ہے جس کو رسول اکرم ﷺ نے جہادِ اکبر سے تعبیر کیا ہے۔جب غزوہ خندق سے آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین واپسی فرما رہے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا "رجعنا من الجهاد الاصغرِ الى الجهاد الاكبر" (ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس ہوئے)۔ یہاں پر اکثر لوگ جہاد اکبر سے نفس کے ساتھ جہاد مراد لیتے ہیں۔ لیکن یہ خطا ہے۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے نفوس پہلے سے مطمئن وراضیہ ومرضیہ تھے۔ تو جہادِ اکبر سے مراد اس حدیث میں عناصر

اربعہ کے ساتھ جہاد کرنا ہے، جن کی طبیعت میں سرکشی ہے۔ سالک جب تک ان کی طرف متوجہ رہتا ہے، تو یہ اعتدال کی حالت میں ہوتے ہیں اور جیسے ہی توجہ ہٹاتا ہے تو یہ اپنی اصل (سرکشی) کی طرف لوٹتے ہیں۔اور اسی وجہ سے "واعبد ربک حتی یأتیک الیقین" (الآیة) یعنی مرتے دم تک عبادت کا امر دیا گیا ہے۔

لطیفہ قالبی میں ذکر کرتا ہوا سالک حجاباتِ نور وظلمت میں سے دس ہزار حجابات اور بھی قطع کر دیتا ہے اور وصلِ عریانی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ یعنی ستر ہزار حجابات تمام کے تمام رفع ہو جاتے ہیں۔ اس کی تاثیر رزائل بشریہ اور علائق دنیویہ سے مکمل رہائی پا لینے کے بعد تمام بدن میں ظاہر ہوتی ہے۔

لطائف کی عالم امر وعالم خلق کے اعتبار سے تقسیم:

جہاں جہاں مقامات اذکار ہیں انہیں اہل نقشبندیہ لطائف کہتے ہیں اور ان سات لطائف میں پہلے پانچ یعنی سینے والے (قلب، روح، سر، خفی، اخفٰی) لطائف کو عالمِ امر سے موسوم کیا جاتا ہے اور باقی دو کو جو آخری ہیں، لطائفِ عالمِ خلق کہتے ہیں۔

لطائف کے انوار:

لطیفہ قلبی کا نور سُرخ اور روحی کا زرد ہوتا ہے۔اور بعض لوگ اس کے برعکس، یعنی قلبی کا زرد اور روحی کا سرخ بتاتے ہیں۔ لطیفہ سری کا نور سفید ہوتا ہے، اور لطیفہ خفی کا نور سیاہ، لطیفہ اخفٰی کا نور سبز ہوتا ہے جبکہ لطیفہ نفسی کا خاکی ہوتا ہے۔

ذکر نفی اثبات کا طریقہ

لطائف کے اذکار جاری ہونے اور اچھی طرح پختہ ہونے کے بعد ذکر نفی اثبات دیا جاتا ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ بالکل اطمینان کے ساتھ ماسوی اللہ کو باطن سے مٹا کر بیٹھ جا

ئے اور رابطہ شیخ کے ساتھ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کا ذکر کرے، اس طرح کہ سانس بند کر کے لفظ "لا" کو تصور کے ساتھ ناف سے اُٹھا کر سر کی آخری حد یعنی قالبی تک لے جائے اور لفظ "اِلٰـه" کو پورے خیال کے ساتھ دائیں کندھے پر لے جائے اور تصور میں ماسوی اللہ کو نیچے پھینک دے اور لفظ "اِلَّا اللّٰـه" کے ساتھ دل پر شدت سے ضرب لگائے۔ یہاں تک کہ ذکر کی حرارت کا اثر تمام عالم امر کے لطائف میں ظاہر ہو۔ یعنی لفظ "لا" کے ساتھ باطن سے ماسوی اللہ کو اُٹھا کر اور "الہ" کے ساتھ سیدھے کندھے کی جانب نیچے پھینک دے۔ اور لفظ "اِلا اللّٰـه" کے ساتھ اپنے قلب میں تصور اللہ کو باقی رکھے۔ جب سانس میں سالک دقت محسوس کرے تو سانس کو طاق عدد پر خالی کر دے۔ یعنی اگر وہ جس دم میں نفی اثبات کا ذکر دس مرتبہ کر چکا ہے اور سانس میں تنگی محسوس کرنے لگا ہے تو گیارہ پر سانس کو خالی کر دے۔ یعنی طاق عدد پر سانس چھوڑ دے اور بہ زبانِ حال محمد رسول اللہ ﷺ پڑھے اور سانس کھولنے کے بعد یہ دعا پڑھے: اِلٰهِی اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَ رِضَاکَ مَطْلُوْبِیْ اَعْطِنِی مُحَبَّةَ ذَاتِکَ وَ مَعْرِفَةِ صِفَاتِکَ ہر بار لا الہ الا اللہ کے ساتھ تصور میں ہی لا معبود الا اللّٰه، لا مقصود الا اللّٰه، لا موجود الا اللّٰه، لا مطلوب الا اللّٰه، ان چاروں میں سے کسی ایک کا معنی دل میں حاضر رکھے، لیکن یاد رکھے کہ مذکورہ آٹھوں اذکار میں زبان بند رہے گی اور یہ سارے اذکار تصور سے کرنے کے ہیں۔

ایک بار پھر بتاتے چلیں کہ نفی اثبات میں ان باتوں کا خیال رکھیں:

۱) سانس بند رہے۔

۲) معنی دل میں حاضر رکھ کر مذکورہ بتلائے ہوئے طریقہ سے تصور قائم رکھے۔

۳) تعداد کا خیال رکھے کہ جب سانس کھولنا ہو تو طاق عدد پر ہی کھولے۔

۴) سانس چھوڑتے وقت محمد رسول اللہ ﷺ تصور سے پڑھے۔

نفی اثبات میں زیادہ محنت کی ضرورت ہوتی ہے، کہ اس سے کافی حد تک مقامات طے ہو جاتے ہیں اور افاضہ و استفادہ کی قوت کافی حد تک نفی اثبات سے بڑھتی ہے۔ یعنی آدمی میں نفی اثبات کی کثرت سے دوسرے کو فیض پہنچانے اور دوسرے سے فیض حاصل کرنے کی قوت کافی حد تک پیدا ہوتی ہے۔ نفی اثبات کے پختہ ہونے کے بعد مراقبات دیئے جاتے ہیں اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ میں کل چھتیس (۳۶) مراقبات ہیں۔

دائرہ امکان

دائرہ امکان کے حالات سالک پر ذکر قلبی اور ذکر کثیر میں گزر جاتے ہیں لیکن مجھے اس بات کو بیان کرنا ہے کہ دائرہ امکان اصطلاح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں کیا چیز ہے؟ حضرت مجدد صاحبؒ نے ہر ایک مقام کا دائرہ قرار دیا ہے اور یہ دائرہ امکان سب سے پہلا دائرہ ہے اور یہ طرز اور اصطلاح دائرہ خاص آپ کی ہی قرارداد ہے، دائرہ ہر مقام کے واسطے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دائرہ کا کوئی پہلو کوئی سمت کوئی انتہاء نہیں ہے، اسی طرح قرب حق میں ہر مقام میں کوئی سمت اور کوئی حد نہیں ہے۔ لہذا دائرہ کو مقامات سے نہایت مناسبت ہے۔ علاوہ اس کے مسئلہ ہمہ اوست ہمہ از وست کا فیصلہ بھی اسی دائرہ سے ہوتا ہے کیونکہ دائرہ نقطہ سے بنتا ہے، اور خود بخود وجود دائرہ نہیں ہے، لیکن وجود نقطہ اور وجود دائرہ دونوں الگ الگ ہیں نہ دائرہ کو مرکز سے وصل وحلول واتحاد ہے اور نہ مرکز کو دائرہ سے۔ جب باوجود پیدائش دائرہ کو
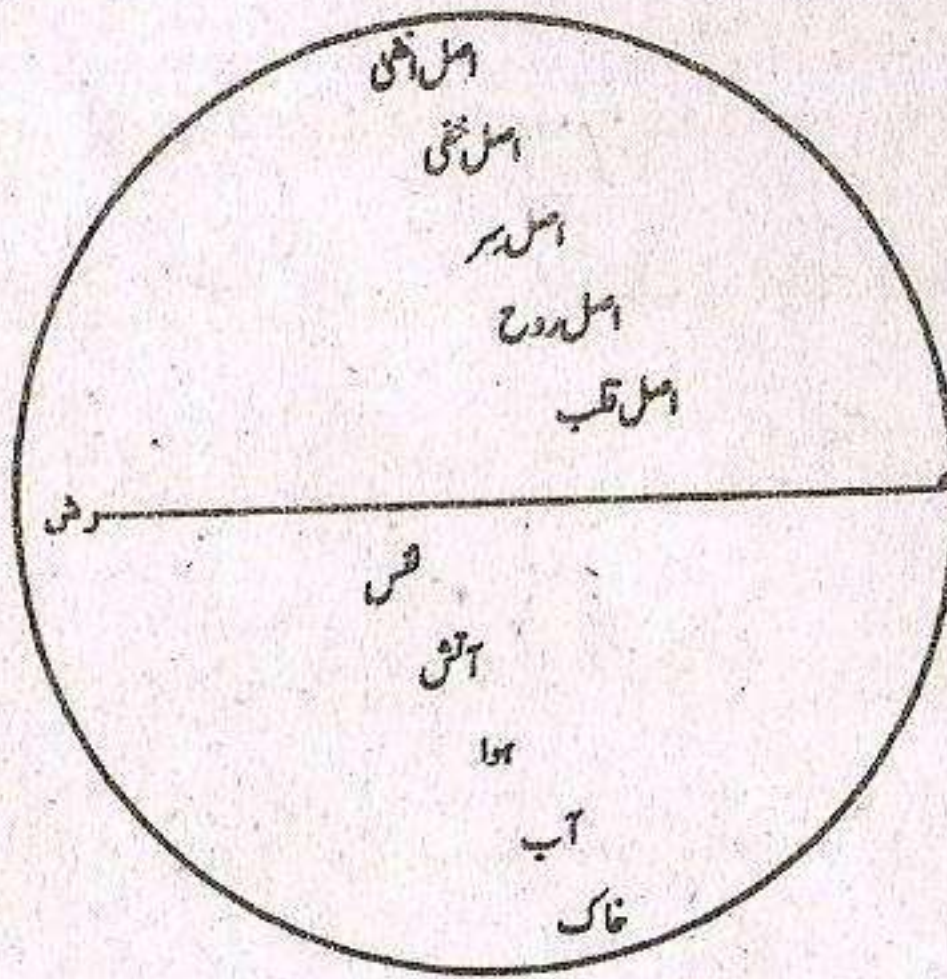
مرکز سے تعلق اور وصل نہیں ہے تو پھر خدا کا تعلق عین اتحاد اور وصل کیسے ہو سکتا ہے۔ میں انشاء اللہ مختصر حالات دوائر کے لکھوں گا اور تقریر علمی اور وجوہات مفصل سے اوراق نہ بھروں گا کیونکہ عام لوگ نہ پڑھنے والے ایسے ہیں نہ سمجھنے والے، میرا مقصد صرف عام لوگوں کو سمجھانے کا ہے اور جو صاحب ذی علم ہیں ان کے واسطے مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سی کتابیں موجود ہیں کہ جن میں ہر اجمال کی تفصیل موجود ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں تعلق دائرہ امکان کا دس لطائف سے ہے، پانچ عالم امر کے اور پانچ عالم خلق کے۔ عالم امر کے لطائف قلب روح سر خفی اخفی ہیں اور عالم خلق کے لطائف خاک، آب، ہوا، آتش اور نفس ہیں، عرش سے اوپر اصل ہر لطیفہ عالم امر کی ہے اور عرش سے نیچے ہر لطیفہ عالم خلق کی اصل ہے، جس کا دائرہ اس جگہ لکھا جاتا ہے۔

دائرہ امکان

آگاہی: عالم خلق اس کو کہتے ہیں جو بتدریج وقتاً فوقتاً پیدا ہوئے ہیں، عالم امر لفظ کن کے ساتھ ہی پیدا ہوئے ہیں اگر سالک صاحب کشف ہوتا ہے تو تحت الثریٰ سے لے کر بالائے عرش تک اس کو حالات جنت ودوزخ وغیرہ وغیرہ نظر آتے ہیں لیکن فی زمانہ طلبا اہل کشف بہت کم ہوتے ہیں کیونکہ کشف اکل حلال، صدق مقال، کثرت عبادت، قلت طعام اور کمی آرام سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں تو کجا، ان میں سے دو ایک پر بھی پوری طور پر عامل نہیں ہوتے، زمانہ ایسے طلباء سے خالی تو نہیں ہے لیکن ہزاروں میں سے پانچ یا دس طالب ایسے نکلتے ہیں کہ جن کو کشف صحیح دیا جاتا ہے۔ کشف بہت سے قسم کا ہے، کشف عیانی، کشف حسی، کشف وجدانی، کشف ادراکی، بعض کو کشف قبور بعض کو کشف

قلوب بعض کو صرف خواب اور بعض کو یہ سب عنایت کیا جاتا ہے۔ کشف عیانی اور کشف حسی باقی مکشوفات کے مقابلہ میں قوی ہیں اور یہ دونوں کشف صحیح طور پر امام وقت یا قطب مداریا قطب ارشاد کو کامل طور پر عنایت کیا جاتا ہے کیونکہ انتظام عالم دنیا اور فیض رسانی عالم کے لئے یہ ذات مبارک مرکز ہوتے ہیں اور ان کی اتباع میں اولیائے خدمت مردان غیب، قطب ابدال، اوتاد نقیب، نجیب وغیرھم کو بھی کشف دیا جاتا ہے جس کے ذریعے سے یہ صاحب تعمیل احکام الٰہی مثل خضر علیہ السلام کے کرتے ہیں اور یہ اولیائے خدمت پوشیدہ رہتے ہیں، ان سے کوئی واقف نہیں ہوتا، سوائے اولیائے خدمت کے لیکن بعض اولیائے عشرت زبردست بھی اولیائے خدمت سے واقف ہوتے ہیں لیکن اس کا اظہار نہیں کر سکتے اور اولیائے عشرت جو قطب ارشاد کے ماتحت ہوتے ہیں ان سے خلق واقف ہو کر فائدہ اٹھاتی ہے۔

فائدہ: قطب مدار ہر زمانہ میں ہر وقت رہتا ہے، گویا عالم کا دار ومدار اللہ نے اس پر رکھا ہے اور قطب ارشاد کسی زمانہ میں ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ اور قطب مدار قطب ارشاد کے ماتحت رہتا ہے۔

آگاہی: یہ مقامات قطب، ابدال اور اوتاد وغیرہم بلا مقام فنا وبقا کے حاصل نہیں ہوتے اور نہ بلا فنا وبقا کے جماعت اولیاء میں داخل ہوتا ہے، اور شاذ ونادر اس کے خلاف بھی فضل خدا سے کسی کو نصیب ہوتا ہے اور بعض علماء اور اولیاء ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو ان حالات مذکورہ بالا میں سے کچھ نہیں دیا جاتا، ان کو صرف برو یقین عنایات کیا جاتا ہے یہاں تک کہ بعض کو اپنے ولی ہونے کا بھی علم نہیں ہوتا، قبر میں جا کر معلوم ہوگا۔

آگاہی: کشف کا ہونا ولایت کے لئے ضروری بات یا شرط نہیں ہے۔ کیونکہ کشف دنیا علاوہ مسلمانوں کے غیر مذاہب جوگیہ برہمنان ہند فلاسفر یونان کو بھی ہوتا ہے

لیکن جو کشف غیر مذاہب کے لوگوں کو ہوتا ہے وہ صرف کشف اشیاء دنیا کا ہوتا ہے ذات و صفات الٰہی یا عالم ملکوت کا نہیں ہوتا، ذات وصفات الٰہی و عالم ملکوت کا کشف تب تک ہرگز نہیں ہوتا جب تک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ لائے، کمال یقین کا نام ولایت ہے۔ چنانچہ بہت سے اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو کشف بالکل نہیں ہوتا لیکن اہل کشف اولیاء سے بدرجہا قرب حق میں ان کا قدم غالب ہوتا ہے، اسی واسطے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دریافت پر شناختِ کمال کی بابت فرمایا: ''یقین تر، کامل تر'' چنانچہ اکثر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کشف اور کرامات کا اظہار ثابت نہیں ہے، بعض بعض سے خال خال کشوف و کرامات کا ظاہر ہونا ثابت ہوا ہے، لیکن ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی جن سے کبھی ادنیٰ سی کرامت کا یا کشف کا اظہار نہیں ہوا ہے وہ اعلیٰ سے اعلیٰ، اکمل سے اکمل ولی سے مرتبہ ولایت قرب حق میں اعلیٰ، افضل وبرتر ہیں، بلکہ وہ کیا ان کے دیکھنے والے تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ہر اعلیٰ ولی سے اعلیٰ ہیں، یہ بزرگی ان کی یقین کامل کا سبب ہے جو صحبت اور برکت رسالت مآب ﷺ سے حاصل ہوا ہے، بعض اولیاء نہ اہل خدمت ہوتے ہیں، نہ اہل ارشاد، صرف امت کی دعا کے واسطے مختص ہوتے ہیں، اگر کسی کو کشف نہ ہو تو شناخت دائرہ امکان کے طے کر جانے کی یہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ وہ طالب چار گھڑی تک ذکر وفکر خدا میں ایسا مشغول رہتا ہو کہ دنیا کا خیال اس کے دل و دماغ میں بالکل نہ آتا ہو، اور بعضوں نے انوار لطائف دیکھنے سے دائرہ امکان کے طے کر جانے کی علامت بیان فرمائی ہے۔

دائرہ ولایت صغریٰ

اصطلاح صوفیہ میں اس مقام کو چند ناموں کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں، وحدۃ

الوجود ہمہ اوست، مقام جمع، کفر طریقت، فنا و بقا، ولایت صغریٰ، اور نسیانِ ماسوی اللہ، یہ نام حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے قرار دیئے ہوئے ہیں، ان حضرات کی تحقیقات سلوک میں مقام ہمہ اوست سے آگے بہت زیادہ مقامات ترقی کے ہیں اسی واسطے اس ولایت کو ولایت صغریٰ فرماتے ہیں، یعنی چھوٹی ولایت اور دیگر طرق کے کبرائے دین اکثر و بیشتر اس مقام ہمہ اوست کو انتہائی ترقی اور قرب حق فرماتے ہیں اور نسیان ماسوی اللہ شریعت سے بہت ہی مناسبت رکھتا ہے، بموجب ارشاد نبوی ﷺ اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون (اتنی کثرت سے یاد خدا کرو کہ لوگ تم کو دیوانہ کہنے لگیں)۔

دائرہ
ولایت صغری
ظلال اسماء
و صفات

دوسری جگہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: لن یؤمن احدکم حتی یقال انہ لمجنون (تم میں سے کوئی ایمان والا نہ ہوگا جب تک کہ اس کو یہ نہ کہا جائے کہ وہ دیوانہ ہے) جب کوئی خلق کو محبت و ذکر خدا میں بھول جائے تو دنیادار لوگ اس کو دیوانہ کہیں گے۔

اسی لئے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر کرا با شد زیزداں کاروبار — یافت باشد آنجا بیروں شد زکار

جب کسی کا تعلق اور لگاؤ خدا سے ہو جائے — اس وقت وہ دنیا کے کاروبار سے بے تعلق پایا جائے گا

اس خاص مقام میں بہت بڑا اختلاف اور رد و کد صوفیوں میں صوفیوں سے اور علماء اور صوفیہ میں واقع ہے اور بیسیوں رسالے کتابیں مکتوبات اس کی تائید اور تردید میں بھرے ہیں۔ بہت سے اہل قال نے بلا حال اہل حال اولیاء اللہ کی نقل کر کے اپنے کو جہنمی بنالیا اور بہت سے اہل قال نے اہل حال اولیاء اللہ پر طعن و طنز کر کے اپنے آپ کو خسر الدنیا

والاخرۃ کرلیا۔

حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد　　کم کسے باشد زاو آگاہ شد
تمام دنیا اس وجہ سے گمراہ ہوگئی　　اس مسئلہ سے بہت کم لوگ واقف ہیں

اس واسطے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو راہ راست پر چلائے اور اس خاص مسئلہ میں ہم کو حق بیان کرنے اور سمجھنے کی توفیق عنایت فرمائے اور ایسا علم ہمارے سینہ میں ڈالے کہ جس کے بیان اور ادراک میں لغزش نہ ہو اور عند اللہ وعند الرسول ﷺ مقبول ہو (آمین)۔ یہ مقام ہمہ اوست سلطان الاذکار کے انتہا ہونے پر شروع ہوتا ہے۔ بعض مرشد جب نور اس مقام کا سالک میں پاتے ہیں تو کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس کو تلقین فرماتے ہیں۔ بعض شیخ جب سالک میں اس مقام کا نور دیکھتے ہیں تو اس کو مراقبہ تعلیم کرتے ہیں کہ تمام عالم میں سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں، بعض رہنما کچھ تعلیم نہیں کرتے بلکہ اس کو اپنی ہمت باطنی سے اس مقام میں کھینچ لے جاتے ہیں اور خود بخود اس طالب پر یہ حال طاری ہوجاتا ہے لیکن ایسے شیخ بہت کم ہیں، ایسے پیر فی زمانہ زیادہ ہیں کہ طالب کو نہ ذکر قلبی حاصل ہے اور نہ سلطان الاذکار حاصل ہوا ہے نہ ہمہ اوست کا نور اس پر وارد ہوا ہے، بلکہ وہ شیخ خود ہی ان باتوں سے ناآشنا ہیں، لیکن طالب کو باوجود ہوش کے اور بلا حال کے ہمہ اوست کا مسئلہ زبانی تلقین کردیا کرتے ہیں اور ایسا مسئلہ بلا حال کے تلقین کرنا شریعت پاک میں "کفر" ہے۔ مسلمان اپنے ایمان کو قوی کرنے کے لئے شیخ کی خدمت میں جاتے ہیں لیکن جاہل شیخ اپنا اور اپنے مرید کا ایمان کھودیتے ہیں، ایسے شیخ جاہل و نااہل اس مصرعہ کے مصداق ہیں:

""او خویشتن گم است کرا رہبری کند""

بعض لوگ تو مرید سے یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ میں اور تو اور جو کچھ تو دیکھ رہا ہے یہ سب عین خدا ہے نعوذ باللہ منھا اللہ تعالیٰ ہمیں اور ایسے لوگوں کو صراط مستقیم عنایت فرمائے۔

طالب حق جب خدا کی یاد کثرت سے کرتا ہے تو اس کے لطائف اور جسم پاک صاف ہوتے ہیں اور وہ حسب حیثیت عروج کرتا ہے یہاں تک کہ اپنی اصل سے اس کو وصل ہوجاتا ہے۔ اصل اس کی کیا ہے؟ حقیقت ممکنہ ہے۔

سوال: حقیقت ممکنہ کیا ہے؟

جواب: جس جگہ انوار اسماء وصفات الٰہی نے جمع ہوکر عدم محض کی طرف عکس ڈال کر وجودِ مستعار بخشا ہے، مثلاً آئینہ کو بالکل اس میں کوئی چیز نہیں ہوتی، اس کو عدم خیال کیا جائے اور جو وجود اس آئینہ کے سامنے آئے اس کو انوار اسماء وصفات خیال کیا جائے اور جو عکس آئینہ میں قائم ہوا اس کو حقیقت ممکنہ خیال کیا جائے لیکن وہ معاملہ حقیقت ممکنہ کا کہیں بالاتر اور عقل معاش کی فہمید سے دور ہے کیونکہ اس کا خالق قادر کل بیچون وبچگون ہے، جب رب العالمین نے چاہا کہ اپنی ذات کو پہچانواؤں اور عالم کو پیدا کروں تو پرکار قدرت اسماء و صفات سے نقطہ حقیقت محمدی ﷺ قائم فرماکے اس سے تمام اشیاء کا دائرہ وجود کھینچ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام مخلوق کے باعث تخلیق ہیں اور جس طرح دائرہ مرکز سے الحاق نہیں کرسکتا، اسی طرح کوئی مخلوق میں سے نبی کریم ﷺ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، اسی مطلب میں حدیث شریف میں وارد ہوا ہے لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (مجھے اللہ پاک عزوجل کے ساتھ وہ وقت حاصل ہے کہ جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ میری برابری کرسکتا ہے اور نہ کوئی پیغمبر برگزیدہ) چونکہ طالب خدا عدم کی طرف پشت اور اسماء وصفات الٰہی کی طرف منہ کرکے تقرب الی اللہ چاہتا ہے اس کو اصطلاح صوفیہ

میں سیرالی اللہ کہتے ہیں، بموجب حدیث شریف کل شیءٍ یرجع الی اصلہ (ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے) اور اسی حدیث کا ترجمہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش   باز جوید روزگار وصل خویش

جو کوئی اپنی اصل وحقیقت سے دور رہا   ایک عرصہ تک وہ اس سے طالب وصل رہا اور ڈھونڈتا رہا

اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے، حب الوطن شعبة من الایمان (وطن کی محبت شعبہ ایمان سے ہے) وطن حقیقتاً ہر مومن کا حقیقت ممکنہ ہے، جہاں روحوں کا قیام اور اسماء وصفات الٰہی کے انوار کا ظہور ہے۔ لہٰذا ہر ایمان دار اپنی حقیقت کی طرف رجوع کرتا ہے اور چونکہ حقیقت ممکنہ میں تمام مخلوق کی حقیقت اور نقشہ اجمالاً ہوتا ہے، کفر اور اسلام، مسجد اور مندر خوب وزشت سب ایک جگہ نظر آتے ہیں، جیسے کہ تخم درخت میں سب درخت کی حقیقت جڑ شاخیں پتے پھول اور پھل اجمالاً اس میں ہوتی ہے اور تفصیل اس کی بعد درخت کامل ہو جانے کے معلوم ہوتی ہے اسی طرح حقیقت ممکنہ میں اسماء وصفات کا انوار ہادی ومضل، رحمٰن، قہار، جبار، شافی وغیرہم اور عدم محض سب یکجا ہوتے ہیں تو سالک اپنے علم کے مطابق ہمہ اوست انا الحق سبحانی وما اعظم شانی وغیرہ الفاظ بحالت بے خودی کہہ اٹھتا ہے، چونکہ عدم کی طرف اس کی پشت ہوتی ہے اور انوار اسماء وصفات الٰہی کی طرف منہ ہوتا ہے پس سامنے جو دیکھتا ہے کہتا ہے:

قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

قلندر جو کچھ کہتا ہے دیکھا ہوا کہتا ہے

وہ اس وقت مرفوع القلم ہوتا ہے لیکن یہ حال ہمیشہ نہیں رہتا ہے۔ دریا کی سی موجیں آیا کرتی ہیں جب اور جس وقت اصل سے وصل ہوتا ہے اپنے کو اور تمام جہان کو

نیست ونابود پاکر وجود حقیقی کو اپنے علم میں جان کر ہمہ اوست وغیرہ کہہ بیٹھتا ہے۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کے حال کی توضیح حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت میں خوب فرمائی ہے جس سے ہر ذی علم خوب سمجھ جائے گا۔

با مریدان آں فقیر محتشم   بایزید آمد کہ یزدان نک منم

مریدوں کے پاس اس بزرگ درویش   بایزید نے آکر کہا کہ میں خدا ہوں

گفت مستانہ عیاں آں ذو فنون   لا الہ الا انا فاعبدون

اس مست نے یہ صاف کہا کہ   میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے، پس میری پرستش کرو

چوں گذشت آں حال گفتندش صباح   تو چنیں گفتی و ایں نبود صلاح

جب یہ حال گزر گیا تو ان سے صبح کہا گیا   کہ آپ نے ایسا کہا اور یہ صحیح نہیں ہے

تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا

حق منزہ از تن و من باتنم   چوں چنیں گویم بباید کشتنم

اللہ تعالیٰ جسم وغیرہ سے پاک ہے اور میں جسم رکھتا ہوں   جس وقت میں ایسا کہوں تو مجھے مار ڈالنا چاہئے

پھر جب حال طاری ہوا

چوں ہمائے بے خودی پرواز کرد   آں سخن را بایزید آغاز کرد

جب بے خودی کا ہما اڑنے لگا   تو پھر بایزیدؒ نے وہی کہنا شروع کیا

عقل را سیل تحیر در ربود   زاں قوی تر گفت کاول گفتہ بود

تحیر کا دریا عقل کو بہا کر لے گیا   اور پہلے سے بھی زیادہ زور دے کر وہی الفاظ ادا کئے

نیست اندر جبہ ام الا خدا   چند جوئی در زمین و در سما

کہ میرے لباس میں خدا ہے   تم زمین وآسمان میں کب تک جستجو کرو گے

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے خود یہ فیصلہ فرما دیا ہے، جیسا کہ حالت ہوش میں حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

اے بروں از وہم و قال و قیل من   خاک بر فرق من و تمثیل من

اے خدا تیری ذات میرے قیاس و گفتگو سے باہر ہے   میرے اور میری تمثیلات پر خاک پڑے

پس اس حکایت سے صاف معلوم ہو گیا کہ وقت غلبہ محبت کہ جس کو حالت عشق کہتے ہیں عقل بجا نہیں رہتی اور دریا تحیر کا تمیز و عقل کو بہا لے جاتا ہے اور اس وقت یہ کہہ دینا کچھ بعید از عقل نہیں کیونکہ جب مجنوں سے کوئی پوچھتا کہ تو کون ہے تو مجنوں جواب میں کہتا انا لیلیٰ (میں لیلیٰ ہوں) تو جب بندہ کی محبت میں بندہ اپنے کو بھول گیا تو کوئی خدا کی محبت میں اپنے کو بھول جائے اور خدا کہنے لگے تو یہ کیا تعجب کی بات ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

از محبت خشتہا زریں شود   از محبت تلخہا شیریں شود
محبت سے مٹی کی اینٹ سونا بن جاتی ہے   محبت میں کڑوی چیز میٹھی ہو جاتی ہے
از محبت سرکہا مل می شود   از محبت خارہا گل می شود
محبت سے سرکہ شراب بن جاتا ہے   محبت سے کانٹا پھول بن جاتا ہے
از محبت نار نورے می شود   از محبت دیو حورے می شود
محبت سے آگ نور بن جاتی ہے   محبت سے بدشکل خوبصورت بن جاتا ہے

اور جب ہوش آتا ہے تو سالک اپنے کو اور تمام خلق کو موجود پاتا ہے اور خالق و مخلوق میں تمیز کرتا ہے، یہ حالات دور کی کسی کو لحظہ، کسی کو گھنٹہ، کسی کو دنوں، کسی کو برسوں رہتے ہیں اور اکثر حضرات متقدمین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس حال میں برسوں اور بعض عمر بھر رہے ہیں اور اس مقامِ خاص کے وہ ذات مبارک مرکز ہوئے ہیں اور ان کی نگاہ علم میں گویا غیریت اٹھ گئی تھی اور اسی مقام میں خرق عادات، کشف، کرامات کثرت سے ظاہر ہوتی ہیں، اسی مقام میں صاحب کشف کو اپنے سینہ میں تمام جہاں کی حقیقت نظر آتی ہے اسی واسطے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اولیاء بعد فنا و بقا ہر چہ می بینند در خود می بینند، و ہرچہ می شناسند در خود می شناسند و حیرت ایشاں در وجود

ایشاں ، وفی انفسکم افلا تبصرون (اور تمہارے نفس میں ہے پس کیا تم نہیں دیکھتے) اور حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انچہ حق است اقرب از حبل الورید   تو فگندی تیر فکرت را بعید
اللہ تعالیٰ تیری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے   تو تیر فکر کو دور پھینک رہا ہے

یہ کلام حضرت خواجہ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث قدسی سے تعلق رکھتا ہے جس کا ترجمہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گفت پیغمبرؐ کہ حق فرمود است   من نگنجم در سرا بالا و پست
نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے   میں نشیب و فراز میں نہیں سما سکتا
من نہ گنجم بر زمین و آسماں   من بگنجم در قلوب مومناں
اور نہ میں زمین و آسمان میں سما سکتا ہوں   بلکہ میں سچے مومن کے دل میں سما جاتا ہوں

جب خدا کی سمائی قلب مومن میں ہو جائے تو تمام مخلوق کا قلب مومن میں نظر آنا کیا بعید ہے لیکن یہ تقرب بیچونیت کے ساتھ ہے، نہ کسی احاطہ ظرف کے ساتھ۔ جیسے سمائی آسمان کی آنکھ کی پتلی میں، نہ آسمان آنکھ میں گھس گیا نہ آنکھ آسمان میں، بلکہ یہی سمائی بالمحبت ہے، جیسے کہ دوسری حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے بی یسمع و بی یبصر الی اخرہ اگر حقیقتاً سماعت و بصارت وغیرہ بشر کی عین خدا کی سماعت و بصارت ہو جاتی تو پھر اس کو فنا نہیں ہونا چاہئے تھا، حالانکہ خود ذات ہی ولی کی فانی ہے تو پھر بقاء صفات کہاں؟ یہ آیت قرآنی اور احادیث قدسی اسی طرح پر ہیں کہ جس طرح حدیث شریف میں ارشاد ہے یا علی لحمک لحمی و دمک دمی (اے علی تمہارا گوشت میرا گوشت ہے اور تمہارا خون میرا خون ہے)۔ اگر حدیث شریف کے معنی حقیقتاً مان لئے جائیں تو پھر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح نہیں ہو سکتا تھا، ان آیات بینات اذا رمیت الخ و فی انفسکم افلا تبصرون ،واحادیث بی یسمع الخ لا یسعنی

ارضی ولا سمائی و لکن یسعنی قلب عبدی المومن اوریا علی لحمک لحمی و دمک دمی سے مراد اظہار عنایت وکرم ہے۔ بمقابلہ اور مخلوق کے اور ساتھ ہی اس کے ظلی اور صفاتی طور پر تقرب بھی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو ہر الفاظ تعریفیہ سے بلند تر فرماتا ہے سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون اور یہ بھی ارشاد فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار (کسی کی نگاہ اس کا ادراک نہیں کرسکتی) تو پھر جسم خاکی اور فانی اس سے کیسے تقرب احاطہ جسمانی کے ساتھ کر سکتا ہے، بموجب ارشاد و نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں) کی طرح ہر تقرب حق قابل ایمان و حالت علم منقول سے تعلق رکھتی ہے اور اسی طرح قلب حق اور نزول تجلی ذات خانہ کعبہ سے بیچون وبچگونیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور نہ کوئی خلق ذات حق کو تو کجا اس کی ایک اسم وصفت کا احاطہ اور وصل نہیں کر سکتی، کیونکہ حق جل وعلا اور اس کی جملہ صفات قدیم ہیں اور جمیع حوادث سے منزہ اور مبرّیٰ ہیں۔ اور جمیع مخلوقات حادث، پس حادث اور قدیم ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، لیکن نزول تجلی خانہ کعبہ میں اور نزول قلب انسان میں فرق ہے، خانہ کعبہ پر تجلی کا نزول ہر وقت رہتا ہے اور اولیاء پر بوجہ غفلت یا معصیت کبھی تجلی کا ظہور بند ہو جاتا ہے اور کبھی زیادہ کم ہوتا رہتا ہے اور اس حالت کو اصطلاح صوفیہ میں قبض وبسط کہتے ہیں، ان حالات کا تعلق علم معقول اور علم معاش سے نہیں ہے بلکہ علم منقول اور عقل معاد سے ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علم منقولات علم انبیاء — علم معقولات علم اشقیاء
علم معقول اشقیا کا علم ہے — اور علم منقول انبیا علیہم السلام کا ہے
پائے استدلالیاں چوبیں بود — پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

کم عقلوں سے دلیل لانے والوں کی مثال لکڑی کی ہے اور لکڑی کے پاؤں ناپائیدار ہوتے ہیں

گر بہ استدلال کار دیں بدے — فخر رازی رازدار دیں بدے
اگر استدلال پر ہی مذہب اسلام کا دارومدار ہوتا تو امام فخر الدین رازیؒ جو علم معقول کے امام ہیں، مذہب کے بھی امام ہوتے

سالک کثرت محبت الٰہی میں اپنے کو اور تمام خلق کو بھول جاتا ہے اور غیریت اس کی نگاہ علم میں اٹھ کر صرف ایک ذات واجب الوجود کی طرف باقی رہتی ہے اور وہ اپنے کو اور تمام مخلوق کو عین خدا سمجھتا ہے اور بیساختہ اس کی زبان سے لفظ انانیت کے نکلتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ بھی بموجب حدیث قدسی انا عندظن عبدی بی، ایسے لوگوں سے ان کے خیال کے مطابق ویسا ہی پیش آتا ہے، اور جو کچھ وہ زبان سے کہہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ویسا ہی کر دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرات متقدمین میں سے خرق عادات کثرت سے ظہور میں آئی ہیں، اسی واسطے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آں دعا شیخ نے چوں ہر دعا ست — فانی است گفتہ ش گفت خدا ست
بندہ خاص کی دعا اوروں کی طرح نہیں ہوتی — ہو محبت خدا میں فنا ہے، تو اس کا قول خدا کا قول ہے
اولیاء راہست قدرت ازالہ — تیر جستہ باز گرد اندز راہ
اپنے اولیاء کو خدا نے ایسی قدرت عطا فرمائی ہے — کہ کمان سے نکلا ہوا تیر واپس لوٹا لیتے ہیں
اکمہ و ابرص چہ باشد مردہ نیز — زندہ گرد د از فسون آں عزیز
مادرزاد اندھا اور کوڑھی تو کیا مردہ بھی — ان کے دم کرنے سے زندہ ہو جاتا ہے

اسی مقام کو اصطلاح صوفیہ میں مقام فنا و بقا کہتے ہیں، فنا اس حالت کو کہتے ہیں کہ جب سالک کی نگاہ سے غیریت اٹھ کر سوائے ذات باری تعالیٰ کے کچھ باقی نہ رہے، اور بقا اس حال کو کہتے ہیں کہ اس حال فنا سے اس کو افاقہ ہو اور خالق و مخلوق، حادث وقدیم میں تمیز کرے، سالک کو پہلے فنائے فعلی پھر فنائے صفاتی، پھر فنائے ذاتی ہوتی ہے، یعنی

اپنے افعال کو فعل خدا میں، اور پھر اپنی صفات کو صفات خدا میں اور پھر اپنی ذات کو ذات خدا میں فنا پاتا ہے اور یہ بات کثرت ذکر اور خاصان خدا کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے اور بموجب حدیث شریف اللہ تعالیٰ ایسے بندۂ خاص کے افعال کو اپنی طرف منسوب فرماتا ہے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ملخصا وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا وان سالنی لاعطینہ ولان استعاذنی لاعیذنہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ مجھ سے قرب ڈھونڈتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی وہ سماعت بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ سنتا ہے اور وہ بینائی بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ دیکھتا ہے اور وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ پکڑتا ہے اور وہ پاؤں بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں، اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں۔

اور اس حدیث شریف کی تصدیق اور تائید میں آیۃ شریف وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ ارشاد رب العباد ہے، اور دوسری جگہ ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم (بے شک اے نبی جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں، یقیناً اس کے سوا نہیں ہے کہ وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے) اسی مطلب میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ اللہ کن کہ اللہ می شوی ‏ ‏ ‏ ‏ این سخن حق ست باللہ می شوی

اللہ اللہ کر کر تو "اللہ" ہو جائے ‏ ‏ ‏ ‏ یہ بات بالکل سچ ہے قسم خدا کی تو ضرور ہو جائیگا

یہ حالت فنا و بقا دریا کی موجوں کی طرح سالک پر وارد ہوتی رہتی ہیں۔ چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام ‏ ‏ ‏ ‏ ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام
میں نے سات سو ستر قالب دیکھے ہیں ‏ ‏ ‏ ‏ اور سبزہ کی طرح کئی بار اگا ہوں

حضرت ابومدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ اس معنی میں فرماتے ہیں:

کشتگان خنجر تسلیم را ‏ ‏ ‏ ‏ ہر زمان از غیب جان دیگر است
خنجر تسلیم سے مرے ہوئے لوگوں کے لئے ‏ ‏ ‏ ‏ ہر زماں میں غیب سے دوسری جان ودیعت ہوتی ہے

اسی مفہوم میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر کس بمیرد ایک بار ‏ ‏ ‏ ‏ بیچارہ جامی بار ہا
ہر شخص ایک مرتبہ مرتا ہے ‏ ‏ ‏ ‏ (لیکن) بیچارہ جامی بار بار

اور اسی مقصد میں حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بعضے از دولتمندان از ہر بار گفتن آن فنائے خاص ‏ ‏ ‏ ‏ در خود می فہمند و در ہر نفس چندیں بار می میرند
بعض بزرگ عرفان ذکر اللہ سے اپنے میں ایک فنائے خاص سمجھتے ہیں ‏ ‏ ‏ ‏ اور ہر سانس میں کئی بار مرتے ہیں

دمے صد بار دریار تو میرم ‏ ‏ ‏ ‏ بایں بے طاقتی نام تو گیرم
ایک دم میں تیری یاد میں سو مرتبہ مرتا ہوں ‏ ‏ ‏ ‏ اور باوجود بے طاقتی کے تیرا ذکر کرتا ہوں

یہ فنا بحکم موتوا قبل ان تموتوا (اپنے مرنے سے پہلے مرجاؤ) سالک پر گزرتی ہے اور یہ حالت طاری ہوتی ہے بموجب جملہ اولیٰ اس حدیث شریف کے ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک (یہ کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا ہے تو تحقیق وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پس جس وقت آئینہ دل پر شعاعیں انوار اسماء وصفات الٰہی کی پڑتی ہیں جیسے کہ آئینہ

میں شعاعیں آفتاب کی پڑتی ہیں تو جس طرح شعشان نور آفتاب میں آدمی کو اپنا وجود اور وجود آئینہ دونوں نظر نہیں آتے، اسی طرح شعشان انوار اسماء وصفات میں اپنا وجود اور وجود خلق سالک کو نظر نہیں آتا، یا جیسے چراغ کی روشنی دھوپ میں نظر نہیں آتی حالانکہ روشنی موجود ہوتی ہے یا جیسے صفراوی بخار والے کو میٹھا بھی کڑوا معلوم ہوتا ہے حالانکہ مٹھائی میں کڑواہٹ نہیں ہے یا جیسے دریا کی ریت میں ذرات چمکتے ہیں، چمک خوب مگر چمک میں وجود ذرہ نہیں دکھتا یا جیسے کسی کو مرض پیلیا ہو جاتا ہے تو اس مریض کو تمام جہان پیلا ہی پیلا نظر آتا ہے حالانکہ جہان پیلا نہیں ہے یا جیسے کہ ضعف زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ کھڑے ہونے کے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے، حالانکہ جہاں روشن ہے یہ اس کی آنکھوں اور ضعف اور علم کا قصور ہے، اسی طرح بیماری محبت الہٰی میں سالک مجبور و معذور ہے کہ اس کی نگاہ علم و محبت میں تمام جہاں میں سوائے خدا کے کچھ نظر نہیں آتا اور اسی مقام میں سالک پر ذوق وشوق گریہ وزاری، آہ و نعرہ، بے ہوشی و مدہوشی، اور اسی مقام میں درد محبت ہوتا ہے کہ جس درد کی آرزو حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کرتے ہیں:

کفر کافر را و دیں دیندار را	ذرہ درد دل عطار را
کفر کافر کے لئے اور دین دیندار کے لئے	عطار کے لئے دردِ دل کا ایک ذرہ کافی ہے

یہ فنا و بقا جسمانی فنا و بقا نہیں ہے بلکہ سالک کے لطائف اور علم کی فنا و بقا ہے اور تمثیل اس فنا و بقا کی اچھی طرح یوں سمجھ میں آجائے گی کہ کسی مقام پر دس دس پانچ پانچ گز کے فاصلہ سے یکے بعد دیگرے شب کو چراغ رکھ دیئے جائیں اور چراغ اول کو پس پشت لے کر آدمی کھڑا ہو جائے تو اس کا سایہ اس کے سامنے دکھائی دے گا اور جب اس چراغ اول کے پاس سے دوسر چراغ کی طرف جوں جوں بڑھے گا اسی قدر سایہ اس کا سامنے والا کم ہوتا جائے گا حتی کہ چراغ دوم کے قریب پہنچنے پر سامنے کا سایہ بالکل کالعدم ہو جائے گا

اور دوسرے سامنے کے چراغ کی روشنی کے سبب سے اس کا سایہ پس پشت آجائے گا اسی طرح جب چراغ دویم سے آگے بڑھ کر چراغ سویم کی طرف چلے گا تو پھر اس کا سایہ فوراً اس کے سامنے آجائے گا۔ علی ھذ القیاس ہر چراغ کے قرب اور بعد میں اس کے سایہ کو فنا اور بقا ہوتی رہے گی، حالانکہ اس کے سایہ کو حقیقتاً فنا نہیں ہے بلکہ نور چراغ کی قوت نے اس کے علم میں اس کے سایہ کو ایسا معدوم کر دیا کہ اس کو نظر ہی نہیں آتا، اگر سامنے کا چراغ قریب کا گل کر دیا جائے کہ جس کی روشنی نے اس کے سایہ کو پیچھے کر دیا ہے تو پچھلے چراغ کی روشنی اس کے سایہ کو فوراً! اس کے سامنے قائم کر دے گی، اسی طرح ہر مقام انوار صفات الٰہی میں جب سالک ترقی کرتا ہے تو اس کو اسی طرح تمام جہان کی فنا و بقا دکھتی ہے حقیقتاً اس کی اور تمام جہان کی فنا و بقا نہیں ہوتی، سالک کا ہر مقام میں وجود موجود رہتا ہے لیکن اس کے علم میں نظر نہیں آتا،

چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چوں زبانہ شمع پیش آفتاب	نیست باشد ہست باشد در حساب
اگرچہ چراغ کی لو آفتاب کے سامنے	معدوم ہو جاتی ہے، حالانکہ وہ حقیقتاً موجود ہوتی ہے
ہست باشد ذات او تا تو اگر	برنہی پنبہ بسوزد آں شرر
وہ تو موجود ہوتی ہے، چنانچہ اگر تم	اس کی لو پر روئی رکھو، تو وہ جل جائے گی
نیست باشت روشنی ندہد ترا	کردہ باشد آفتاب اورا فنا
وہ چراغ معدوم معلوم ہوتا ہے اور روشنی بھی	لیکن یہ سب کچھ آفتاب کی وجہ سے ہے کہ اس نے
نہیں دے رہا ہے	چراغ کو ماند کر دیا

اور اسی واسطے حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سیہ روئی ز ممکن در دو عالم	جدا ہرگز نہ شد و اللہ اعلم
بشریت کی سیاہی دونوں جہاں میں	ہرگز جدا نہیں ہوسکتی آگے خدا جانے

نمی بینی کہ شاھے چوں پیمبر   نیافت او فقر کل تو رنج کم بر

تونہیں دیکھتا کہ خاتم النبیین علیہ ﷺ جیسے پیغمبر   بشر سے خدا نہ بن سکے تو اے طالب تو کیسے خدا بن سکتا ہے

غیر مذاہب کا ان بزرگوں کے الفاظ سے استنباط مسئلہ تناسخ و آواگون کرنا بالکل غلط اور سراسر کج فہمی ہے، یہ مقام نہایت عشق کا شدید ہوتا ہے اور بلا عشق شدید کے نفس ملعون کی سرکوبی اور خباثت نفس اور کبر وعجب و ریا وحقد وحسد سے دل پاک نہیں ہوتا، اور اتباع سنت نبوی علیہ ﷺ اور تعمیل ارشاد الٰہی الاللہ الدّین الخالص (آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے لئے خالص دین ہے) نہیں ہوتی۔

ہر کرا جامہ از عشقش چاک شد   او ز حرص و بغض کلی پاک شد

جس کسی کا خدا کے عشق سے کپڑا چاک ہوا   وہ حرص اور بغض وغیرہ سے حقیقتاً پاک ہوا

اور بلا عبور کئے ہوئے اس مقام فنا و بقا کے جناب باری کی درگاہ میں گزر نہیں ہوتا، چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہیچ کس را تا نہ گردد ایں فنا   نیست رہ در بار گاہ کبریا

جب تک کسی کو یہ فنا حاصل نہ ہو   اس کو درگاہ الٰہی کا راستہ نہیں مل سکتا

اور حسین منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کفرت بدین اللہ والکفر واجب   لدی و عند المسلمین قبیح

میں نے اللہ کے دین میں کفر کیا ہے اور یہ کفر واجب ہے   اور عام مسلمانوں کے نزدیک یہ ناپسندیدہ ہے

اس حال ''ہمہ اوست'' کو اصطلاح صوفیہ میں ''کفر طریقت'' بھی کہتے ہیں اور کفر طریقت یہ ہے کہ امتیاز اٹھ جائے اور بجز ذاتِ حق کوئی نظر میں نہ رہے، اور جب تک یہ حال طالب پر طاری نہ ہوگا فیضانِ الٰہی اخذ کرنے کے لائق بھی نہیں ہو سکتا اور نہ دوسروں کو اپنی ہمت باطن سے فیض پہنچا سکتا ہے۔ لہٰذا یہی عشق شدید عالم غیب سے فیض لینے اور خلق میں فیض پہنچانے کا ذریعہ ہے، اور اسی حال کے گزر جانے کے بعد تمام سلاسل صوفیہ میں وہ

شخص اولیاء میں شمار کیا جاتا ہے اور اسی حال کے گزر جانے کے بعد قطب ابدال، اوتاد، نقیب، نجیب، قطب مدار، قطب ارشاد اور اجازت سلسلہ بیعت کے لائق ہو جاتا ہے، اور اسی فنا کے بعد قبور اولیاء سے فیض اخذ کرنے کے لائق ہوتا ہے، اور اسی فنا کے بعد الحب للہ والبغض للہ پر عمل کرنے کے لائق ہوتا ہے، اور اسی مقام میں کشف اور خرق عادات کثرت سے ظاہر ہوتی ہیں، اسی مقام میں مقام جہان کا نقش سینہ میں نظر آتا ہے، اسی مقام میں بوقت غلبہ حال اگر مردہ سے وہ کہے کہ زندہ شو تو وہ زندہ ہو جائے، اگر زندہ سے کہے کہ مردہ شو، تو وہ فوراً مر جائے، اسی مقام میں فی انفسکم افلا تبصرون معلوم ہوتی ہے۔ اسی مقام میں تمام زمین و آسمان کی حقیقت وسعت قلب کے مقابلہ میں نقطہ کے مانند معلوم ہوتی ہے۔ کثرت حال میں یہ بندہ خاص اپنے کو بندہ جانتا، بلکہ اپنے علم میں دوئی اٹھ کر ایک ہی جانتا ہے تو خداوند تعالیٰ بھی اس کے گمان کے موافق اس سے پیش آتا ہے اور اس بندۂ خاص کی دعا کو رد نہیں کرتا، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے کہ بعض میرے امتی پریشان حال اور غریب ہوں گے اور لوگوں میں ان کی وقعت نہ ہوگی مگر خدا کے نزدیک وہ مرتبہ والے ہوں گے اور وہ جو قسم کھا بیٹھیں گے خدا ویسا ہی کرے گا اور دوسری حدیث شریف انا عند ظن عبدی بی یعنی جو بندہ مجھ سے جیسا گمان رکھے گا میں اس کے گمان کے موافق اس سے پیش آؤں گا اور پیش آتا ہے۔

اطلاع: بعض اولیاء اللہ اکمل اپنے بعض طلبہ کو بطور طفرہ کے مقام ہمہ اوست کو درمیان میں چھوڑ کر ولایت کبریٰ میں لے جاتے ہیں، (طفرہ کے معنی لغت میں یہ ہیں کہ درمیانی مقام کو چھوڑ کر اوپر کود کر چلے جانا) جیسے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نان بائی کو مقام ہمہ اوست کو چھوڑ کر ایک ترجمہ میں مقامات عالیہ میں کھینچ کر لے گئے، حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے بعض طلبہ کو اسی طرح لے گئے ہیں اور اولیاء

اکمل بھی۔

اطلاع: بعض اولیاء اس راہ سلسلہ طریقت سے علاوہ صرف اتباع سنت اور کثرت عبادت اور خلوص اور مجاہدہ سے بھی خدا تک پہنچتے ہیں اور بعض پیدائشی ولی ہوتے ہیں ان کو اجتبائے صرف میں حصہ دیا جاتا ہے، بلا تعلیم، بلا عمل، بلا صحبت خود بخود ان کی روح میں کشش ربانی ہوتی ہے اور وہ خدا تک پہنچتے ہیں اور اکثر وہ مجذوب ہوتے ہیں لیکن دونوں قسم کے اولیاء شاذ و نادر ہوتے ہیں، ولایت کا راستہ شاہراہ عام میں سلسلہ طریقتِ صوفیہ ہے۔

جب سالک اپنی اصل کی طرف رجوع کرتا ہے کہ جس کی تشریح پہلے گزر چکی ہے تو اس سیر کو سیر الی اللہ کہتے ہیں اور جب سالک کو اپنی اصل سے وصل ہوتا ہے تو اس حالت میں بحالت بے خودی اور شدت عشق سے اور بوجہ امتیاز اٹھ جانے اور بجز ذاتِ حق اس کی نظر میں باقی نہ رہنے کے ہمہ اوست ''انا الحق'' اور ''سبحانی ما اعظم شانی'' وغیرہ کہہ اٹھتا ہے۔ اس کو ''سیر فی اللہ'' کہتے ہیں اور جب اس حال سے سالک کو حالت ہوش میں اس جہان کے ناقصوں کی تربیت کے لئے شیخ کامل واپس لاتے ہیں تو اس سیر کو سیر عن اللہ باللہ کہتے ہیں۔

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ حالت عشق کی یہ فرماتے ہیں:

عشق آں شعلہ است کہ چوں بر فروخت — ہر کہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
عشق ایسا شعلہ ہے کہ جب بھڑک اٹھتا ہے تو — معشوق کے سوا تمام چیزوں کو جلا دیتا ہے
ماند الا باللہ باقی جملہ رفت — شاد باش اے عشق شرکت سوز زفت
خدا ہی خدا باقی رہتا ہے، اور تمام ماسوی جل جاتا ہے — اے شرک کے جلا دینے والے تو ہمیشہ آباد رہے

آگاہی: فنا کی تین قسمیں ہیں، فنائے اول، فنائے ثانی اور فناء الفناء۔ فنائے اول کا سالک حالت خواب اور حالت مراقبہ میں اپنے کو مردہ اور تمام جہاں کو نیست و نابود پاتا ہے اس فنا کو عود کا خوف ہے، اور یہ فنا ضعیف ہے، فنائے ثانی کا سالک جاگتے میں بچشم ظاہر اپنے کو اور تمام جہان کو معدوم اور صرف ایک ذات واجب الوجود کو موجود پاتا ہے، اس فنا کو عود کا خوف نہیں ہے اور فناء الفناء اس کو کہتے ہیں کہ سالک کو شعور فنا بھی باقی نہ رہے، فنائے ثانی اگر چہ بہت بہتر فنا ہے اور اس کو عود نہیں ہے مگر جو توحید کبرائے دین و علمائے سابقین و عرفائے محققین کے نزدیک معتبر اور اصلی ہے وہ یہ ہے کہ ظہور توحید بلا قید جسم کے ہو، بموجب ارشاد **واللہ من ورائهم محیط** اور فنائے ثانی کا سالک اپنے وجود کو اور ہر شے کے وجود کو کثرت محبت میں خدا جانتا ہے، اس میں انانیت باقی ہے اسی واسطے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''انا گفتن آسان ست و انا زائل کردن مشکل است'' اور یہی فناء الفنا ہے اور یہی فنا حدیث ''ان تعبد اللہ کانک تراہ .. الخ'' سے مناسبت رکھتی ہے اور یہی فنا شریعت سے چسپاں اور طریقت سے وابستہ ہے، اور یہ توحید صوری جسمانی صورت توحید ہے اور توحید بلا جسم **واللہ من ورائهم محیط** اور اصلی اور حقیقی توحید ہے، اولیائے فنائے ثانی اور فناء الفناء کا وجود خلق کے واسطے رحمت حق اور ذات اس کی کبریت احمر ہے اگر چہ تینوں قسم کی فنایت والی جماعت اولیاء میں داخل ہیں لیکن مرتبہ میں اور فیض میں اور قرب خدا اور اثر صحبت میں ان کے بہت بڑا فرق ہے،

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آئینہ دل چوں شود صافی و پاک — نقشہا بینی بروں از آب و خاک
جب دل کا آئینہ پاک وصاف ہوجائے تو تجھے — وہ چیزیں نظر آئیں گی جو مادیت سے بالاتر ہیں

سوال: یہ مقام اور حالات ہمہ اوست وغیرہ صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت نہیں اور عقیدۃً وہ اولیاء سے افضل ہیں۔

جواب: صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس مقام پست کے حاصل کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ان کو نبی کریم ﷺ کی ایک ہی توجہ میں وہ تقرب حاصل ہو جاتا تھا کہ اگر ولی لاکھ برس کی عمر پا کر ریاضت شدید کھینچے تو بھی صحابہ کبارؓ کے قرب حق اور صفائی باطن اور قوت ایمان اور مرتبہ عالیہ کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ جب ولی کی صحبت ایک ساعت کی دوسروں کے صدہا سال کی طاعت و عبادات بے ریا سے بہتر ہے تو پھر سردار انبیاء علیہم السلام کے صحبت یافتہ کے قرب کا کیا پتہ اور کیا کہنا، جن کے آدھ سیر جو، جو انہوں نے خدا کی راہ میں خرچ کیئے، ہر ولی ہر امتی کے پہاڑِ احد کے برابر سونا چاندی راہ خدا میں خرچ کرنے سے بہتر ہے، صرف اسی حدیث سے صحابہ کرامؓ کے خلوص اور مرتبہ کا پتہ ملتا ہے، اگر اس مقام ہمہ اوست کو مقام انتہائے قرب اور عالی مان لیا جائے تو علاوہ ولایت صحابہؓ کے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے مرتبہ کی بھی نفی ہو جاتی ہے کیونکہ جو مقرب زیادہ ہوگا اسی کا مرتبہ بھی زیادہ ہوگا۔ اگر کشف و کلام اولیاء صحیح اور معتبر مان لیا جائے تو کشف و کلام انبیاء علیہم السلام اور احکام الہٰی غیر صحیح ماننا پڑے گا اور اگر یہ صحیح ہیں تو کشف اولیاء ماننے کے قابل نہیں ہو سکتا۔ اور احکام وحی وہ مرتبہ رکھتے ہیں کہ جو سرور انبیا ﷺ کے کلام سے یعنی حدیث سے بھی افضل و اعلیٰ اور قابل عمل ہیں تو پھر کلام اولیاء خلاف کلام خدا و خلاف کلام مصطفیٰ ﷺ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ جو شرعاً اور طریقتاً اور عقائداً اور عقلاً بالکل بعید ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ اور انبیاء علیہم السلام سب کا مشرب یہ ہے کہ خدا قدیم ہے اور مخلوق حادث اور خالق الگ اور مخلوق الگ، خالق سے مخلوق کا اور قدیم سے حادث کا کوئی حلول و اتحاد نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چوں قدم آمد حدث گردد عبث — پس کجا داند قدیمی را حدث

جب قدیم آیا، تو حادث معدوم ہوا — لہذا حادث قدیم کو کیسے پا سکتا ہے

اور کفر کو برا اور اس کے مٹانے میں کوشاں رہے، اور اسلام کو اچھا اور اس کے بڑھانے میں ساعی رہے پس اولیاء کے حالات سن کر اور صحابہ اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے حالات میں فرق بین اور معاملہ ضدین ہے، اب دیکھنا صرف اس بات کا ہے کہ آیا انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پر اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع ہر امر میں واجب ہے یا اولیاء پر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی، پس یہ بات کسی مسلمان پر مخفی نہیں ہے کہ اتباع انبیاء کی اولیاء پر اور ہر مخلوق پر فرض ہے، ثبوت میں اس کے نص قطعی ما اتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنہ فانتھوا (اے مومنو! جو میرا رسول تمہارے پاس لائے اس کو لے لو اور جس بات سے منع کر دے اس سے باز رہو) اور وجہ اس کی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فعل اور ارشاد میں کوئی لغزش اور خرابی نہیں ہوتی اور اولیاء اللہ کو جو کشف اور الہام ہوتا ہے اس کے سمجھنے میں غلطی اور سہو اور دھوکہ شیطان کا ممکن ہے۔ یہ مسئلہ مسلمہ تمام علمائے طریقت اور علمائے شریعت ہے، پس جس قول و فعل کی صحت میں تامل ہو اس کو مان لینا اور جو قول و فعل انبیاء علیہم السلام کا ہر خرابی سے مبرئی ہو اس کو نہ ماننا صریح اور فاش غلطی ہے اور نعوذ باللہ اگر سب شے کو عین خدا سمجھ لیا جائے تو پھر کل شیءٍ ھالک اور یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم اور لعنۃ اللہ علی الکافرین اور واللہ مع المتقین وغیرہ آیات مبارکہ کا مضمون کیسے درست ہو سکتا ہے۔ یہ درست جب ہی ہو سکتا ہے کہ خالق الگ اور مخلوق الگ، نافرمان الگ اور فرمانبردار الگ، جہنمی الگ اور جنتی الگ ہوں اور کلام حق، حق ہے اور ہر تحقیق اس کے خلاف غلط، جب یہ بات سب جانتے ہیں کہ کسی اولیاء رحمۃ اللہ علیہم سے حالت سکر میں بھی کھانا، سونا وغیرہ صفات انسانی دور نہیں ہوئی

تو پھر صفات بشری کو دور کر کے خدا کیسے بن سکتے ہیں۔

جب دنیا میں آنکھ ذات واجب الوجود کے دیکھنے سے مجبور ہے، تو بندۂ خاکی خدا میں مل جانے یا خدا بن جانے پر کیسے قادر ہو سکتا ہے، جب بندہ کو روح اور پھول کی خوشبو اور آنکھ کی روشنی اور ہوا اور آواز اور درد اور دوا کے اثر شفا و نقصان ہی نہیں دیکھتے تو ان کے خالق کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟ اور پھر دیکھنا تو کجا خود خدا میں مل جانا یا خدا ہو جانا کیونکر اور کیسے ہو سکتا ہے، اگر کسی نے کہا ہے تو بحالت سکر کہا ہے اور کلام اہل سکر قابل ماننے کے نہیں ہوتا، اسی واسطے امام الطریقہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر کہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شد آں ہمہ غیر است

اور ارشاد فرماتے ہیں:

کس را ندہد زتو نشانے — این ست نشان بے نشانے
کسی کو تیرا نشان نہیں دے سکتے — یہی ہے بے نشانی کی علامت

اور ارشاد فرماتے ہیں:

برتر از علم ست و بیروں از عیاں — ذاتش اندر ہستی خود بے نشاں
وہ علم سے بالا اور خیال سے باہر ہے — اس کی ذات اس کی ہستی میں بے نشان ہے
زو نشان جذبے نشانی کس نیافت — چارہ جز جاں فشانی کس نیافت
اس کا سوائے بے نشانی کے کسی نے نشان نہ پایا — اور سوائے جاں فشانی اور حیرانی کے کوئی چارہ نہ دیکھا
گر عیاں جوئی نہاں آنگہ بود — ور نہاں جوئی عیان آنگہ بود
جب تو اس کو ظاہر تلاش کرے تو وہ پوشیدہ ہوگا — اور اگر پوشیدہ تلاش کرے تو اس وقت ظاہر ہو جائے گا
صد ہزاراں طور از جاں برتر است — ہرچہ خواہم گفت اوزاں برتر ست
لاکھوں طریقہ سے وہ جان سے بالا تر ہے — جو کچھ میں کہوں گا وہ اس سے کہیں زیادہ برتر و بالا ہے
عجز ازاں ہمراہ شد با معرفت — کونہ در شرح آید و نہ در صفت
معرفت کے ساتھ اس سے عاجزی ملی ہوئی ہے — کہ جو نہ بیان کی جا سکے اور نہ اس کی تعریف ممکن ہے

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس درجہ اس مقام فنا و بقا میں ترقی نصیب ہوئی کہ بجائے نام محمد عبد الباقی کے باقی باللہ مشہور خلائق ہیں، مگر بعد میں جب ترقی ہوئی تو فرمایا کہ ''توحید کوچہ تنگ است .شاہراہ دیگر است'' (مقام وحدۃ الوجود تنگ راستہ ہے، بڑا راستہ شاہراہ یعنی راستہ فرمودہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ہے) اسی طرح شروع حال میں اولیاء متقدمین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے بعض نے توحید وجودی کے الفاظ بحالت سکر فرمائے ہیں بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اس مقام سے ترقی نصیب فرمائی ہے، چنانچہ حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے بحالت سکر اشعار توحید وجودی وغیرہ کا اظہار ہوا ہے، لیکن آخر میں یہ فرمایا:

نمی بینی کہ شاہ چوں پیمبر — نیافت او فقر کل تو رنج کم بر
کیا تو نہیں دیکھتا کہ نبی کریم ﷺ جیسے سردار انبیاء — بشریت سے پاک ہو کر خدا نہ بنے تو تو کیوں کوشش کرتا ہے

اور فرماتے ہیں:

بے گناہ نگذشت برما ساعتے — باحضور دل نہ کردم طاعتے
بغیر گناہ کے میری ایک گھڑی بھی نہیں گزرتی — اور نہ کوئی عبادت حضوری کیساتھ مجھ سے ہو سکی

اطلاع: یہ حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے پیشتر ہوئے ہیں، ان کی تعریف میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے سات بازار عشق کے طے کئے ہیں اور میں ایک ہی بازار میں ہوں، اور حضرت مونالا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اے بروں از وہم و قال و قیل من — خاک بر فرق من و تمثیل من
اے وہ ذات کہ جو وہم و چون و چرا سے باہر ہے — میرے سر اور میری مثال پر خاک پڑے
قرب بیچون ست عقلت را بہ تو — آں تعلق ہست بیچوں اے عمو
عقل کے ذریعہ سے ہی تجھ کو قرب حاصل ہے — اور وہ تعلق اور قرب بھی بیچونیت کے ساتھ ہے

اتصالے بے تکیف بے قیاس / ہست رب الناس رابا جان ناس

جو اتصال کہ پروردگار کا انسان کے ساتھ ہے / وہ نہ قیاس میں آسکتا نہ عقل میں

زانکہ فصل و وصل نبود در رواں / غیر فصل و وصل نیندیشد گماں

چونکہ اسکا قرب فصل و وصل سے بالا تر ہے اسلئے خیال بھی اس تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ صرف فصل و وصل کے چکر میں رہتا ہے

مرصفاتش را چناں داں اے پسر / کز وے اندر وھم ناید جز اثر

اس کی تعریف بس اس قدر سمجھ لو کہ انسان کے / وہم و خیال میں سوائے اثر کے اور کچھ نہیں آسکتا

ظاہر ست آثار و نور و رحمتش / لیک کے داند جز او ماہیتش

اس کی رحمت کے انوار و آثار ظاہر ہیں / لیکن ان کی حقیقت سوائے اس کے کون جان سکتا ہے

ہیچ ماہیات اوصاف و کمال / کس نہ داند جز بہ آثار و مثال

اس کے وصف و کمال کی حقیقت کو / سوائے اثر اور مثال کے کوئی نہیں جان سکتا

صد ہزاراں وصف گر گوئی و بیش / جملہ وصف اوست اوزیں جملہ بیش

چاہے کوئی لاکھ اس کی تعریف کرے لیکن / وہ ان تمام اوصاف اور تعریفوں سے بالا تر ہے

وانکہ ہر مدحے نبود حق رود / برصور اشخاص عاریت بود

جو تعریف کسی کی کی جائے وہ حقیقتاً / اس کی نہیں بلکہ اللہ ہی کی تعریف ہے

چوں نہایت نیست ایں را لاجرم / لاف کم باید زدن بر بندم

چونکہ اس کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے / اس لئے خاموشی بہتر ہے

ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست / وانکہ در اندیشہ ناید آن خداست

تم جو کچھ خیال کرتے ہو وہ سب فانی ہے / اور خدا وہ ہے جو خیال و گمان سے بالا تر ہے

آں مگو چوں در اشارت نایدت / دم مزن چوں در عبارت نایدت

جو تیرے اشارہ و کنایہ / اور عبارت سے بالاتر ہے اس کے متعلق خاموش رہ

نے اشارت می پذیرد نہ عیاں / نہ کسے زو علم دارد نہ نشاں

نہ وہ قابل ارشاد ہے، نہ ظاہر ہے / اور نہ کسی کو اس کا علم اور پتہ ہے

ہر کسے نوع دگر در معرفت / می کند موصوف غیبے را صفت

ہر شخص نئی نئی طرح / اپنی حیثیت کے موافق اس کی تعریف کرتا ہے

فلسفی از نوع دیگر کرد شرح / واں دگر مرگفت اور اکرد جرح

فلسفی کسی اور طرح اس کی تعریف بیان کرتا ہے / کوئی دوسرا اس فلسفی کی تردید پر آمادہ ہے

واں دگر بر ہرد و طعنہ می زند / واں دگر از رزق جانے می کند

ایک تیسرا شخص ان دونوں پر اعتراض کرتا ہے / چوتھا اس کے بھی خلاف دلائل تیار کرتا ہے

ہاں وہاں گر حمد گوئی و سپاس / ہمچونا فرجام آں چوپاں شناس

اگر کوئی خدا کی حمد اور اس کا شکر کرنا چاہے تو وہ / (حضرت موسیٰؑ کے دور کے) چرواہے سے بھی بدتر ہوگی

حمد تو نسبت بہ تو گر بہتر ست / لیک آں نسبت بہ حق ہم ابتر ست

تمہاری تعریف خواہ ہمارے نزدیک بہتر ہو / لیکن خدا کی شان کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی

جب موسیٰ علیہ السلام نبی اولوالعزم ایک پرتو صفات سے بے ہوش ہو کر گر پڑے اور لن ترانی کی آواز سنی تو ولی بے چارہ خاک پائے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اس جہاں میں خدا کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟ جناب حضرت خاتم النبیین ﷺ شب معراج میں عرش معلیٰ پر تشریف لے گئے اور خدائے پاک کو اپنی چشم مبارک ظاہر سے دیکھا اور قریب ہونے میں قاب قوسین او ادنیٰ کا مرتبہ پایا اور اچھی طرح دیکھنے میں ما زاغ البصر وما طغیٰ کا خلعت جناب باری تعالیٰ سے عطا ہوا۔ فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ کے رموز تاج خاص سے خدا نے مشرف فرمایا۔ یہ مراتب، یہ قرب، یہ رفعت، یہ عزت، یہ خلعت کسی کو مخلوق میں سے نہ ملی، مگر ایسے قرب کے وقت خاص میں بھی جناب باری تعالیٰ کے سامنے یہی عرض کیا اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود سوائے خدا کے نہیں ہے اور یہ شہادت بھی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندہ اور اس کے پیغمبر ہیں) اور ایسے وقت خاص میں کہ مخلوق الٰہی میں سے کسی

کو یہ مرتبہ نصیب نہ ہوا اپنے کو اور امت گنہگار اور صالحین کو اور خدائے عز و جل کو الگ الگ جانتے رہے، اور فرق فرماتے رہے کہ جس جگہ ولی کی بھی نہیں پہنچ سکتی، بعض مقام قرب و تجلیات میں روح کا گزر بھی نہیں ہے اگر جائے تو جل جائے مگر سیر نظری روح کو ہوتی ہے، وہ بھی بوسیلہ اور تبعیت روح اقدس رسول پاک ﷺ سے جس کا حال آئندہ دوائر میں آئے گا اور مسئلہ ضمنیت صغریٰ و ضمنیت کبریٰ سے حال روشن ہوگا جس کی تشریح یہ ہے کہ خاص خاص قرب میں تجلیات الٰہی کو روح برداشت نہیں کر سکتی، تو اکمل اولیائے متقدمین کی روح کم درجہ کے اولیاء کی روح کو اپنی اپنی روح کے احاطہ میں لے کر سیر کراتے ہیں، اس کو ضمنیت صغریٰ کہتے ہیں اور بعض اعلیٰ مقامات قرب میں اکمل اولیاء کی روح کو نبی کریم ﷺ اپنے احاطہ روح اقدس میں لے کر سیر کراتے ہیں، اس کو ضمنیت کبریٰ کہتے ہیں تو ولی بے چارہ کو نہ وہ مقام نصیب، نہ وہ قرب حاصل تو پھر ان کا "انا الحق" کہنا خلاف احکام قرآنی و خلاف حدیث نبوی ﷺ، و خلاف ارشاد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کب درست ہو سکتا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے تو اتنا کہ اثنائے سکر اور غلبہ محبت میں بحالت مدہوشی یا بے ہوشی ایسا فرمایا لیکن یہ ان کا بحال بے خبری کہنا ان کے واسطے نور ہے اور اوروں کے واسطے بلا حال کہنا نار ہے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ خاصانِ خدا کعبہ مقصود کے اندر اپنے کو پاتے ہیں اور دریائے معرفت میں غرق ہوتے ہیں، اس لئے وہ بمقابلہ اوروں کے مستثنٰی ہیں، جیسے کہ حاجی وقت داخلی بیت اللہ سمت کعبہ کے احکام سے مستثنٰی ہیں پھر ان کی نقل غیر کو کیونکر درست ہو سکتی ہے،

چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

در دروں کعبہ رسم قبلہ نیست — چہ غم ارغواص را پا چپلہ نیست

کعبہ کے اندر قبلے کی کوئی خاص سمت نہیں ہے — جس طرح غوطہ خور کو چاٹو کی ضرورت نہیں ہے

خوں شہیداں را از آب اولیٰ تر است — زیں گناہ از صد ثواب اولیٰ تر است

شہیدوں کا خون پانی سے زیادہ پاک ہے — اسی وجہ سے یہ گناہ ہزاروں نیکیوں سے افضل ہے

بس ان بندگانِ خاص اہل حال کے واسطے اتنا کہنا کافی ہے **السکاریٰ معذورون** (سکر والے معذور ہیں) ان کا حال ان کے لئے نور ہے اور ان کے حال کی اتباع اہل قال کے واسطے نار ہے، **فاعتبروا یا اولی الابصار۔**

اطلاع ضروری: مقام فنا و بقا سے مراد اور مقصد صرف خلوص اور یقین کامل، یعنی ایمان حقیقی حاصل کرنا ہے اور اگر کوئی یہ خیال کرے کہ مقام فنا و بقا کے حاصل ہونے پر بشر عین خدا ہو جاتا ہے یا خدا میں یہ شخص مل جاتا ہے ایسا خیال الحاد اور زندقہ ہے، نعوذ باللہ، چنانچہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدودِ شریعت کے اندر رہ، اگر شریعت سے باہر قدم رکھا تو گمراہ ہوا اور پھر ہوا، اور ضرور ہوا:

دادیم تراز گنج مقصود نشان — گر ما نر سیدیم تو شاید برسی

ہم نے تجھے مقصود کے خزانہ کا پتہ اور نشان بتا دیا — اگر ہم نہ پہنچے تو شاید تو پہنچ جائے

دائرہ ولایت کبریٰ

جب طالب ولایت صغریٰ کو کہ جو بمقام ظلال اسماء و صفات الٰہی ہے، اور یہ مقام ولایت اولیاء ہے، طے کر چکتا ہے تو اس کو عروج ہوتا ہے کہ جو اصل ہے، ظل کے یعنی اسماء و صفات میں اور یہ ولایت کبریٰ ولایت ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اور مبدء یعنی نکاس اور اصل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و ملائکہ کہ اسماء و صفات الٰہی سے ہے اور اسماء و صفات الٰہی جمیع نقصانات سے پاک ہیں، اسی وجہ سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ملائکہ کرام معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس مقام میں ایسا قرب حاصل ہے

جیسے مرکز اور اولیاء کو بطفیل انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور ان کی متابعت کی وجہ سے مثل دائرہ کے، اسی واسطے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو معصوم اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو محفوظ کہتے ہیں۔ اس مقام میں علم شریعت ہے اور ذوق وشوق آہ نعرہ سب جاتا رہتا ہے یہاں نیستی گزشتگی حاصل ہوتی ہے یہاں سالک اپنے کو خوب جان لیتا ہے کہ تیری اصل شر وفساد ہے اور جو کچھ خیر ہے وہ من جانب اللہ ہے۔

دائرہ
ولایت کبریٰ

ما اصابک من حسنة فمن الله وما اصابک من سیئة فمن نفسک

(جو اچھی بات تمہیں پہنچے وہ اللہ کی جانب سے ہے اور جو بری پہنچے وہ تمہاری طرف سے)

چشم علم ظاہری وچشم علم لدنی سے دیکھ لیتا ہے اور اس دل کی پرورش بعض وقت خود رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس طالب کی استعداد ضعیف ہوتی ہے تو وہ اکثر حضور ﷺ کی پرورش اور التفات بحالت خواب دیکھتا ہے، اور جس کی قوتِ ولایت بدرجہ اوسط ہوتی ہے، وہ جناب ﷺ کو دل کی آنکھوں سے بحالت مراقبہ دیکھتا ہے اور جس طالب کی ولایت قوی ہوتی ہے وہ حضور پر نور ﷺ کو چشم ظاہر سے دیکھتا ہے اور پرورش آپ ﷺ کی ذات مبارکہ سے اور التفات اور انعام اپنے پر پاتا ہے، بعض خاصان خدا پر حضور انور ﷺ کی اس قدر عنایت ہوتی ہے اور اتصال روحانی ہوتا ہے کہ کبھی کبھی آپ ﷺ اس ولی کی شکل بن جاتے ہیں اور کبھی ولی آپ ﷺ کی شکل بن جاتا ہے اور کبھی دونوں ہمشکل بن جاتے ہیں۔

اس اتصال کو اصطلاح صوفیہ میں اتصالِ روحانی کہتے ہیں اور اس کو فنافی الرسول بھی کہتے ہیں۔ فنافی الرسول کی کئی اقسام ہیں آپ کی محبت میں فنا ہونا، آپ کی اتباع میں فنا ہونا، وغیرہما، لیکن یہ اتصال روحانی ہمشکل ہو جانا سب سے اعلیٰ اور قوی تر ہے، لیکن کمال

اتصال روحانی اور بدرجہ اتم آپ کے علوم ورموز باطنی سے جب کوئی مشرف ہوتا ہے کہ دائرہ حقیقت محمدی ﷺ میں اس کو پورا عروج میسر ہو اور اس ولایت کبریٰ کا تعلق اسم ھو الظاھر سے ہے۔

دادیم ترا از گنج مقصود نشاں — گرما نہ رسیدیم تو شاید برسی
ہم نے تجھے مقصود کے خزانہ کا پتہ بتا دیا — اگر ہم نہیں پہنچے تو شاید تو ہی پہنچ جائے

ولایت علیا

ولایت علیا فرشتوں کی ولایت ہے اور تعلق اس کا اسم **ھو الباطن** سے ہے اور یہ ولایت علیا انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی ولایت سے اعلیٰ ہے، چونکہ ولایت کبریٰ کا تعلق اسم **ھو الظاھر** سے ہے، اسی واسطے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام خلق پر ظاہر اور ملائکہ کا تعلق اسم ھو الباطن سے ہے، بایں وجہ وہ پوشیدہ رہے اور ترقی ملائکہ اسماء وصفات و شیونات ذات تک ہے چونکہ تعلق اسم **ھو الباطن** کا ذات غیب الغیب سے زیادہ مناسبت اور قرب رکھتا ہے، بمقابلہ اسم **ھو الظاھر** کے، اسی واسطے فرشتوں کی ولایت انبیاء کی ولایت سے اعلیٰ ہے۔

سوال: انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بمقابلہ ملائکہ کرام افضل ہیں تو ولایت بھی ان کی افضل ہونی چاہئے اور یہاں معاملہ برعکس ہے کیونکہ خصوصاً حضور رسول خدا ﷺ کا ہر قرب تمام خلق سے زیادہ مانا گیا ہے۔

جواب: تحقیقات وحالات ومقامات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض یا شبہ کرنا (کہ جس کی تصدیق ہزاروں بڑے بڑے علماء اور صلحاء فرما چکے ہیں اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اسی طرح ان حضرات پر ظاہر

ہوا ہے اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودہ میں سرموفرق نہ ہوا) ذرا فہمید سے دور ہے، مگر چونکہ سوال کیا گیا ہے اس لئے یہ جواب لکھا جاتا ہے۔

دائرہ
ولایت علیا

ولایت کمالات نبوت کا جز ہے۔ جز کی خوبی اور بھلائی عین کل کی خوبی اور بھلائی ہے، جملہ قرب حق اور جملہ خوبیاں تمام خلق کی یہ سب خوبی ہے رسول پاک ﷺ کی۔ لیکن بعض مخلوق میں سے بعض قوم اور بعض افراد کو بعض بعض معاملات میں خصوصیت ہے جیسے ملائکہ پوشیدہ رہتے ہیں اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ظاہر، یا جیسے حضرت خضر علیہ السلام اسرار الٰہی سے واقف ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام واقف نہ ہوئے یا جیسے ترقی اسلام اور فتوحات امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئی ویسی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نہ ہوئی لیکن ان جزئی خصوصیات سے نہ حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہو سکتے ہیں اور نہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے بہتر اور افضل ہو سکتے ہیں۔ یہ فرق بشریت اور ملکیت کا ہے۔ فرشتوں کی ولایت کی ترقی انوار اسماء وصفات الٰہی اور شیونات ذات تک محدود ہے اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی ترقی کمالات نبوت میں ہے۔ جہاں تجلی ذات بے پردۂ صفات ہے اس جگہ ملائکہ کا گزر نہیں اور یہ ترقی ملائکہ کو صدقہ ہے حضرت رسول اللہ ﷺ کا اور یہ خصوصیت بشریت اور ملکیت کی یوں خوب سمجھ میں آجائے گی کہ جو کلام خدا یعنی وحی بتوسط فرشتہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئی، وہ افضل ہے حدیث قدسی سے کہ جو کلام اللہ تعالیٰ نے خود حضور ﷺ سے بلا توسط فرشتہ کے فرمایا، عقل معاش چاہتی ہے کہ حدیث قدسی افضل ہونی چاہیئے وحی سے، کیونکہ خدا نے سب سے بہتر ذات

صاحب لولاک سے خود کلام فرمایا تو پھر کم درجہ والے کی معرفت جو ارشاد فرمایا وہ کیونکہ افضل ہو سکتا ہے لیکن بھید اس کا یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں مگر بوجہ بشریت بھول ممکن ہے، جیسے سورۂ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر علیہ السلام کے حالات میں ارشاد ہے۔ **وما انسانیہ الا الشیطان** (اور نہیں بھلایا مجھ سے اس کو مگر شیطان نے) اور فرشتے علاوہ معصوم ہونے کے بھول سے بھی پاک ہیں، اسی واسطے وحی حدیث قدسی سے افضل ہے، اس فضل جزئی سے فرشتے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے نہ افضل ہو سکتے ہیں اور نہ ان کی ولایت افضل ہو سکتی ہے یا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان چہارم پر زندہ اٹھالئے گئے اور حضور انور ﷺ نے ترسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور قبر شریف زمین پر مدینہ منورہ میں بنی۔

تنبیہ: حضور انور ﷺ نے وفات پائی مگر صرف نقل مکانی کی ہے۔ آپ ﷺ حیات النبی ہیں جیسے کہ دنیائے ظاہر میں زندہ تھے، ویسے ہی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ تو کیا آپ کے غلامان غلام بندہ خاص حسب مراتب حسب حیثیت قبروں میں زندہ ہیں، جب شہداء فی سبیل اللہ کے واسطے ارشاد رب العباد ہے **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء** (جو اللہ کے راستہ میں شہید ہوئے ہیں ان کو تم مردہ خیال مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں، الی آخرہ) اور اللہ تعالیٰ نے مرتبہ کا تفاوت خود ہی قرآن مجید میں فرمادیا ہے من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین جب شہداء کو موت نہیں اور وہ زندہ ہیں تو صدیقین جو مرتبہ میں شہداء سے بہتر ہیں (یعنی اولیاء) تو وہ بالاولی زندہ ہونا چاہیئے ہیں اور جب شہداء اور اولیاء غلامان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو زندگی میسر ہے تو سردار انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو حیات النبی کہنا بالکل درست اور ہر طرح ٹھیک ہے اور جب آپ ﷺ حیات النبی ہیں تو آپ کے غلام اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین بموجب

اس حدیث شریف کے العلماء ورثة الانبیاء کو بھی حضور ﷺ کی صفت حیات میں
سے حصہ ملنا چاہئے، اگر کسی صفت میں حصہ نہ ملے تو وارث کہنا لازم نہ آئے گا، اس جزئی
خوبی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت خاتم النبیین ﷺ پر فضیلت نہیں پاسکتے اور
حضرت جبرئیل علیہ السلام مستقل طور پر سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف رکھتے تھے، مگر اس جزئی
فضیلت سے حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ سے افضل نہیں ہوسکتے، ترقی شب
معراج میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت جبرئیل علیہ
السلام سے کہیں بالاتر مقام پر پائی اور حدیث قدسی لی مع اللہ الخ میں ترقی درجات
اور قرب مولیٰ کا حال تو بالکل صاف ہوگیا کہ کوئی نبی مرسل یا فرشتہ مقرب حضور انور ﷺ
کے مرتبہ اور قرب میں شرکت نہیں رکھتا۔ پس نبی ﷺ اور خاص فرشتے بعض جزئی فضیلت
سے حضور ﷺ کے فضل کلی پر سبقت نہیں پاسکتے یہی تفاوت ولایت کبریٰ وولایت علیا اور
کمالات نبوت کا ہے کہ ولایت میں فضل جزئی ہے اور کمالات نبوت میں فضل کلی نصیب
ہے، غرضیکہ جملہ قرب حق اور جملہ صفات حمیدہ تمام خلق کی پرتو ہے ذات صاحب لولاک
ﷺ کا، اور اظہار اس کا مختلف صورتوں اور مختلف اوام اور مختلف افراد میں، وقتاً فوقتاً مجملاً اور
مفصلاً ہوتا رہا اور انشاء اللہ ہوتا رہے گا جیسے کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ مجھ کو ملک شام اور ملک
کسریٰ کے فتح کی کنجیاں عنایت ہوئی ہیں مگر حضور ﷺ کے زمانہ میں یہ ملک فتح نہ ہوئے
بلکہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں فتح ہوئے لیکن یہ فتح خلفاء
عین فتح خاتم النبیین ﷺ ہے یا جیسے تخم درخت کہ درخت کے شاخوں کی بلندی، پتوں کی
سبزی، پھولوں کی خوشبو، پھل کا ذائقہ یہ سب تعریف تخم درخت کی ہے۔ شاخیں پتے پھول
پھل اپنے جزئی فضل سے درخت کی فضل کلی پر سبقت نہیں لے جاسکتے یا جیسے حضرت علی کرم
اللہ وجہہ کی بعض تعریفیں اور خصوصیتیں حضور ﷺ نے ایسی فرمائی ہیں کہ وہ اور صحابہ رضوان

اللہ علیہم میں نہیں پائی جاتیں لیکن ان جزئی خصوصیات اور فضائل کلی حضرات شیخین رضی اللہ
عنہما پر لازم نہیں آتا، یا جیسے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو
میری مٹی سے پیدا ہوا ہے اور اس کو اصطلاح صوفیہ میں اصالت کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ
اصالت موجب فضیلت ہے مگر اس جزئی خوبی سے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ خلفاء
راشدین اور عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اور حضرات امام حسن و امام حسین رضوان اللہ علیہم
سے بہتر نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح ہر نبی مرسل فضائل اور خصوصیات جزئی جزئی رکھتے ہیں
جیسے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام، حضرت ابراہیم خلیل
اللہ علیہ السلام، حضرت داؤد خلیفۃ اللہ علیہ السلام، حضرت ایوب صابر ونعم العبد علیہ السلام،
حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام، وغیرہم علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ہمارے رسول پاک
صاحب لولاک علیہ التحیۃ والبرکات ﷺ فضائل اور خصوصیات کلی سے ممتاز ہیں اور جزو اور
کل میں ایسا فرق ہوتا ہے جیسے شے اور سایہ شے میں، اسی طرح حضور ﷺ کا مرتبہ قرب اور
رفعت اور خلت اور خلافت اور صداقت اور صبر اور حلم اور علم اور عفو اور شجاعت اور سخاوت اور
شفاعت اور رحمت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا کیونکہ سب فرشتے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور
تمام خلق آپ ﷺ ہی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات

انچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کا قدم غالب ہے ولایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور حضرت موسیٰ علیہ
السلام کا قدم غالب ہے کمالات نبوت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے، چونکہ ولایت جزو
نبوت ہے۔ اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں یا

جیسے شب کو ماہتاب روشن رہتا ہے اور آفتاب پوشیدہ ہو جاتا ہے، یہ جزئی فضیلت ماہتاب کو آفتاب پر ضرور ہے لیکن روشنی ماہتاب میں خود بخود نہیں بلکہ قیام روشنی ماہتاب آفتاب سے ہے لہٰذا صفت جزئی مہتاب صفت کلی آفتاب پر سبقت نہیں پا سکتی، اسی طرح قرب ولایت صغریٰ، کبریٰ، علیا جزئی جزئی فضیلت سے کمالات نبوت کے فضل کلی پر سبقت نہیں پا سکتیں، جس سالک کی ولایت علیا قوی ہوتی ہے اور اس کو کشف دیا جاتا ہے اس پر فرشتے ظاہر ہوتے ہیں اور بہت سی رمز کی باتیں اس پر کھلتی ہیں اور بوجہ مناسبت ملائکہ اس سے گناہ بہت کم ہوتے ہیں چنانچہ حضرت مرزا جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلیفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے قاضی صاحب تم کیا عمل کرتے ہو کہ جب تم ہمارے پاس آتے ہو تو فرشتے تمہاری تعظیم کے لئے اٹھتے ہیں اور تمہارے بیٹھنے کے لئے جگہ خالی کرتے ہیں، اس ولایت کے متعلق جو مقامات انتہائی بیان کئے جائیں گے ان کی تحقیقات مفصل کوئی دیکھنا چاہے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف دیکھے اور اس ولایت علیا میں تین عنصر آگ، پانی اور ہوا کے لطائف سے ترقی ہوتی ہے۔

دائرہ کمالات نبوت

طالب جب ولایت علیاء کے فیضان و انوار سے مشرف ہو جاتا ہے اور طلب اس کی اعلیٰ ہوتی ہے تو اس کو مقام کمالات نبوت سے اللہ تعالیٰ مشرف فرماتا ہے۔ اس مقام کا ولی ایسی ذات اکمل ہوتی ہے اور ان کمالات سے مشرف ہوتا ہے کہ اولیائے ولایت صغریٰ و کبریٰ و علیاء اس کے کمالات کا احاطہ اور پورے طور پر ادراک نہیں کر سکتے اور یہ بندہ خاص العلماء ورثة الانبياء کا پورا پورا مصداق ہوتا ہے، اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی شکل مجسم ہوتا ہے، اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو ایسی ذات اکمل نبی ہوتا۔ اس مقام

کمالات نبوت میں ظہور تجلی ذات بلا پردہ صفات ہوتا ہے اور ترقی اس جگہ لطیفہ عنصر خاک سے ہوتی ہے اور انعام و اکرام الٰہی اسی پر ہوتا ہے اور تمام لطائف عالم خلق و عالم امر اس کے تابع ہوتے ہیں اور چونکہ یہ عنصر خاک بشر ہے اسی واسطے خاص بشر خاص ملائکہ سے اور عام بشر عام ملائکہ سے افضل ہوتے ہیں۔

دائرہ
کمالاتِ نبوّت

لطیفہ خاک
امر اس
مخصوص بہ
سے اور
یہ عام

سوال: بشر تو کفار بھی ہیں، تو پھر فرشتوں سے افضل کیسے ہو سکتے ہیں؟

جواب: اس جگہ بشر سے مراد مومن ہے، فرشتوں کے واسطے ایک مقام مخصوص ہے نہ ترقی ہے نہ تنزل اور بشر کی ترقی غیر محدود ہے، بشر حامل اور فیضیاب جمیع انوار اسماء و صفات الٰہی کا ہے، فرشتے اس سے محروم ہیں، جیسے جب آدمی بھوکا ہوتا ہے تو شان رزاقی اور سخی حقیقی کے دروازہ کو ڈھونڈتا ہے اور جب بیمار ہوتا ہے تو فیضان یا شافی یا سلام کا انتظار کرتا ہے اور جب گناہ ہو جاتا ہے تو صفت رحیم و کریم ستار و غفار کی طرف جھانکتا ہے اور جب نادار ہوتا ہے تو غنی مطلق کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور جب کوئی زبردست دشمن ستاتا ہے تو بادشاہِ حقیقی کی اعانت طلب کرتا ہے اور کفار کے واسطے شان قہار و جبار اور مومنین اور ضعیفوں کے واسطے شان رؤف و رحیم کی صفت سے متصف ہوتا ہے اور جب اپنی تحقیق و ادراک میں عاجز اور متحیر ہوتا ہے تو عرض کرتا ہے رب زدنی علما اور جب تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر صبر اور نعمت پر شکر کرتا ہے لہٰذا بموجب ارشاد ادعونی استجب لکم وہ جو مانگتا ہے اور جو چاہتا ہے خداوند تعالیٰ سب کچھ اس کو عنایت فرماتا ہے اور اپنے دروازہ سے محروم نہیں پھیرتا، اسی وجہ سے فرشتوں سے بشر سبقت لے گیا ہے اور ان فیضان و انعامات سے

فرشتے محروم ہیں اور انہی وجوہات سے انی جاعل فی الارض خلیفة کا لقب اس کو عنایت ہوا ہے اور بار امانت کے اٹھانے میں بھی یہ سب سے پیش قدم رہا ہے اور قاعدہ کلیہ ہے کہ ظہور ہر شے کا ضد کے ساتھ ہوتا ہے چونکہ اصل انسان میں مٹی ہے اور مٹی کو پستی ہے اور مٹی میں اندھیرا ہے، اندھیرے کے مقابلہ میں انوار الٰہی اور پستی کے مقابلہ میں بلندی و رفعت لازمی ہے یہی وجہ ہے کہ خاتم النبیین ﷺ عرش معلی پر پہنچے اور کوئی مخلوق ناری یعنی جنات اور کوئی مخلوق نوری یعنی فرشتے اس رفعت اور بلندی اور ترقی پر نہ پہنچے اور قدرت حق نے ثابت کر دکھایا کہ فلا تزکوا انفسکم بل اللہ یزکی من یشاء واللہ علی کل شیء قدیر (پس تم اپنے نفس کا تزکیہ نہیں کرتے، بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس کے نفس کو صاف کر دیتا ہے اور اللہ ہر بات پر قادر ہے) کو مخلوق پر ظاہر و ثابت کر دیا اور سبحٰن الذی اسریٰ سے شروع کر کے ما زاغ البصر وما طغیٰ و قاب قوسین او ادنی پر ختم کر دیا، اس مقام میں ذوق و شوق اور بے تابی وغیرہ کچھ نہیں ہوتی صرف بر و یقین اور رضاء و تسلیم اور اتباع سنت خاتم النبیین ﷺ ہوتی ہے اور عاجزی اور نیستی اور دید قصور زیادہ ہوتا ہے، اور ہر ایک عبادت کو رب کے لائق نہیں جانتا اور بموجب حدیث شریف ما عبدناک حق عبادتک وما عرفناک حق معرفتک ولا احصی ثنائک (ہم نے جو تیری عبادت کا حق تھا ویسا ادا نہیں کیا اور ہم نے جو تیری معرفت کا حق تھا ویسا ادا نہیں کیا اور میں تیری حمد و ثنا کا احاطہ نہیں کر سکتا)۔ اور خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون (اور پاک ہے اور برتر ہے ان سب اوصاف سے کہ جن سے لوگ اس کو متصف کرتے ہیں) اس کے پیش نظر ہوتا ہے اور جیسے عام لوگ جناب باری تعالیٰ میں گناہ کرنے سے نادم ہوتے ہیں، یہ بندۂ خاص عبادت کر کے عبادت کو ناقص جان کر نادم ہوتا ہے، جیسے سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عاصیاں از گناہ توبہ کنند   عارفاں از عبادت استغفار

گناہگار تو اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے   عارف اپنی عبادت پر بھی استغفار پڑھتا ہے

اور حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بے گنہ نگذشت برما ساعتے   باحضور دل نہ کردم طاعتے

ایک لمحہ بھی بغیر گناہ ہم پر نہیں گزرتا   اور ہم نے حضور دل سے کوئی عبادت نہیں کی

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کاش عبداللہ کا ایک سجدہ ہی قبول ہو جائے اور یہ خیال عارف کا بالکل یوں درست ہے کہ سب مخلوق میں بشر افضل ہے اور سب عبادتوں میں نماز افضل ہے اور نماز کے تمام ارکان میں سجدہ افضل ہے اور خلق میں نبی کریم ﷺ افضل ہیں تو ہر نماز کے ہر سجدہ میں آپ کی جیسی ذات سر مبارک زمین پر رکھ کر اور اللہ تعالیٰ کی حمد سبحان ربی الاعلی عرض کر کے سر مبارک کو سجدہ سے اٹھا کر جب یہ عرض کریں اللہ اکبر یعنی جو کچھ حمد و ثنا میری میں نے مٹی پر اپنا سر رکھ کر کی تو اس سے بھی بڑا ہے تو ولی بے چارہ کیا حق حمد و ثنا کا ادا کر سکتا ہے، اسی واسطے عارف ہر عبادت سے استغفار کرتا ہے، حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہاں وہاں گر حمد گوئی و سپاس   ہیچونا فرجام آن چو پاں شناس

انسان جو خدا کی تعریف کرے ایسی ہے   کہ گڈریے نے حضرت موسیٰ کے زمانہ میں بے سمجھی سی کی تھی

حمد تو نسبت بہ تو گر بہتر ست   لیکن آں نسبت بحق ہم ابتر است

حمد خدا تیری تیرے لئے اچھی ہے   لیکن خدا کے لائق ہرگز نہیں ہے

سوال: ولی کو بے چارہ کیوں کہا جاتا ہے حالانکہ ان سے بڑے بڑے کمال ظاہر ہوتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور رسول پاک ﷺ کی ذات نامتناہی کے مقابلہ میں کہا گیا ہے، اسی واسطے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عریضہ کے جواب میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: ''یقین تر کامل تر'' (جس قدر یقین قوی ہے اسی قدر ولایت قوی ہے)۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ''میرا یقین ایسا ہے کہ اگر میں جنت و دوزخ دیکھ لوں تو ان کے دیکھنے کے بعد میرا یقین جو موجود ہے اس سے زیادہ نہ بڑھے'' اور اس مقام میں سوائے جہل اور حیرت کے کچھ محسوس یا دید یا ادراک حاصل نہیں ہوتا، چنانچہ قرب نہایت کے ادراک میں امیر المؤمنین افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں العجز عن درک الادراک ادراک (ادراک کے درک یعنی معلوم یا محسوس ہونے سے عاجز رہنا یہی ادراک ہے) اور جواذکار صوفیہ میں جاری ہیں اس مقام میں کچھ سود مند نہیں ہوتے، یہاں ذریعہ ترقی تلاوت قرآن مجید باترتیب و ادائے نماز وآداب اور واذکار کہ جو حدیث شریف سے ثابت ہوں اور اتباع حبیب خدا ﷺ فائدہ مند ہے اس مقام کمالات نبوت میں بھید و قاب قوسین او ادنی و ثم دنیٰ فتدلیٰ فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ کا منکشف ہوتا ہے۔

دائرہ کمالات رسالت

کمالات رسالت کمالات نبوت سے افضل ہیں، جیسے نبی اور مرسل میں فرق مراتب ہے، اسی طرح قرب حق میں بھی فرق ہے۔ فیضان ذات محبت سے بے پردہ صفات یہ بندہ خاص مشرف ہوتا ہے اور فیضان لطائف عشرہ کی مجموعی قوت پر وارد ہوتا ہے، ترقی اس مقام میں کثرت تلاوت قرآن مجید ونماز باطول قرات اور اتباع سنت سے ہوتی ہے۔

دائرہ
کمالات رسلات

دائرہ کمالات اولوالعزم

مقام کمالات اولوالعزم، کمالات رسالت سے قوی تر اور ذات بحت سے اقرب ہے جیسے تمام مخلوق میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بہترین مخلوق ہیں اور اس تعداد انبیاء سے تین سو تیرہ مرسلین بہتر اور افضل ہیں اور ان میں سے پانچ نبی اولوالعزم حضرت آدم علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جناب باری میں زیادہ مقرب ہیں اور اسی حیثیت سے فیضان وانوار الٰہی و انعام و اکرام و اسرار و رموز یزدانی سے مشرف ہیں، انبیاء پر کتاب آسمانی نازل نہیں ہوتی، نبی مرسل کی اتباع کیا کرتے ہیں اور مرسلین پر صحیفہ آسمانی اترتے ہیں اور پیغمبران اولوالعزم کو نیا دین اور نئی کتاب عنایت فرمائی جاتی ہے اور وہ کتاب آسمانی کتابہائے سابقہ اور دین ہائے سابقہ کی ناسخ ہوتی ہے، اسی طرح ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ پیغمبران اولوالعزم سے بھی اولوالعزم ہیں اور قرآن پاک ناسخ کتبہائے آسمانی سابقہ ہے اور دین ان کا ناسخ ادیان ہے، صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔ اسی واسطے حضور انور ﷺ حدیث شریف میں فرماتے ہیں لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل (مجھے اللہ تعالیٰ کے پاس ایک ایسا وقت حاصل ہے کہ جس میں نہ تو فرشتہ مقرب میری برابری کر سکتا ہے اور نہ نبی مرسل۔ حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب قرآن پاک کے واسطے خوب فرمایا ہے کہ جو کتاب آخری پیغمبر ﷺ پر نازل ہوئی:

دائرہ
کمالات
اولوالعزم

توریت کہ بر موسیٰ و انجیل بر عیسیٰ　　شد محو بیک نقطہ فرقان محمد ﷺ

توریت کہ جو موسیٰ پر نازل ہوئی اور انجیل وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے قرآن کے ایک نقطہ
حضرت عیسیٰ پر سے محو ہو گئی

ان مقامات کمالات نبوت، کمالات رسالت اور کمالات اولوالعزم کے دوائر و حالات تبرکاً اور اتباعاً لکھ دیئے گئے ہیں ورنہ بڑے بڑے عقلاء اور عرفاء ان کی تحقیق اور فہمید سے عاجز ہیں، کتنا ہی بڑا متقی اور عابد وزاہد ہو اور اپنی دانست میں وہ عمل بے ریا کرتا ہو لیکن بلاحصول مقامات فنا اور بقا اس کے ہر فعل میں ریا مشترک ہوتی ہے اور صورت اتقاء ولایت صغریٰ میں اور حقیقت اتقاء ولایت کبریٰ میں اور کمال اتقاء کمالات نبوت میں حاصل ہوتی ہے قبل فنا و بقا جو افعال نیک ہیں یا زاہد عابد کو نظر نہیں آتی یہ اس کے خود علم کی خرابی ہے جیسے کہ ہر ایک مکان میں ہر وقت ذرات اڑتے رہتے ہیں لیکن وہ دکھتے نہیں اور جس وقت اس مکان میں کسی سوراخ یا دریچے کے ذریعہ شعاع آفتاب پڑتی ہے تو اس نور آفتاب میں ذرات بالکل صاف نظر آتے ہیں اسی طرح قبل حصول ولایت اعمال میں ریا نہیں دکھتی، اور جب خانہ دل میں شعاع انوار الٰہی پڑتی ہے تو اعمال میں ریا اور ہر فعل خیر و شر کی صاحب ولایت کو تمیز ہوتی ہے جیسے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله (ڈرو مومن کی فراست سے اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے)۔

آگاہی: کمالات اولوالعزم کے بعد راستہ قرب حق کا دو طرف جاتا ہے، ایک راستہ حقائق انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی طرف اور دوسرا حقائق اللہ تعالیٰ کی طرف، ان کمالات مذکورہ بالا اور حقائق اللہ و حقائق انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی تصدیق ہزارہا علماء اور صلحاء حضرات مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم نے تواتر کے ساتھ کی ہے اور جو لوگ ان کمالات سے مشرف نہیں ہوئے ہیں اور وہ لوگ حق پسند ہیں اور آیت شریف فضلنا بعضهم على بعض ان کے پیش نظر ہے وہ ساکت ہیں اور یقین کرتے ہیں اور بعض نافہموں نے حضرت امام ربانی

شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام معرفت پر اعتراض کیا ہے لیکن اس کا جواب حضرات مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم نے کافی دے دیا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصیت نامہ میں فرمایا ہے کہ اگر کسی کو تحقیق ولایت دیکھنا ہے تو حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کے رسائل و کتب دیکھے کہ ان حضرات نے ولایت کی خوب تشریح فرمائی ہے۔

اطلاع: ایک ولایت بفتح الواو ہے اور ایک بکسر الواو یعنی وَلایت اور وِلایت۔ وَلایت کا تعلق انوار اسماء و صفات سے ہے اور وِلایت کا تعلق زیادہ تر انکشاف حالات سے ہے۔ صاحب وَلایت مرتبہ میں صاحب وِلایت سے بدرجہا افضل ہے۔

دائرہ حقیقت کعبہ

اس مقام میں سالک پر حقیقت کعبہ ربانی کے اسرار اور شان کبریائی کا اظہار ہوتا ہے جب حقیقت کعبہ ربانی میں سالک کو کامل ترقی ہوتی ہے تو تمام مخلوق کی عبادات وجود اپنی طرف دیکھتا ہے، وہ عبادات وجود مخلوقات حقیقتاً تجلی ذات کی طرف ہوتی ہیں لیکن سالک چونکہ اس حقیقت سے قریب ہوتا ہے اور اپنے کو اس حالت میں محو پاتا ہے تو بحالت محویت اس کو معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی بادشاہ کے پاس کوئی

دائرہ
حقیقتِ کعبہ

نقیب چوبدار کھڑا ہوا اور جورو سا اور رعایا حاضر دربار شاہی ہوں تو ان کا آداب وسلام حقیقتاً بادشاہ کو ہوتا ہے۔ نقیب و چوبدار کو نہیں ہوتا مگر بوجہ قرب شاہ اور سمت ہونے کے سلامیوں کا رخ اسی طرف ہوتا ہے۔ یا جیسے دو آدمی ایک آگے اور ایک پیچھے جاتے ہیں اور ان کے سامنے سے جو شخص آتا ہے وہ سلام سامنے سے آنے والوں میں سے پچھلے والے کو کرتا ہے

لیکن آگے والا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ یہ شخص مجھ کو سلام کر رہا ہے حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے
اسی طرح اس مقام کا سالک مخلوق کی عبادات اور سجدہ کو اپنی طرف دیکھتا ہے لیکن واقعہ یہ
ہے کہ حقیقتاً سجدہ وعبادات اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ اس سالک کے لئے لیکن علم کی
غلطی سے وہ اپنی طرف سمجھتا ہے۔

دائرہ حقیقت قرآن

بندہ خاص جب اس مقام حقیقت قرآن سے مشرف ہوتا ہے اور کلام مجید اور اس
کے انوار واسرار وبرکات سے متمتع ہوتا ہے تو ہر ہر حرف قرآن پاک کو دریائے ذخار وبے
کنار پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندۂ خاص سے بھی کلام فرماتا ہے کہ جس کلام کی حقیقت اور
ماہیت اور فیضان کو وہی جانتا ہے، دوسرا اس سے واقف نہیں ہوتا، چنانچہ حضرت امام ربانی
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ
سے ایسا کلام فرمایا کہ اس کو نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آنکھ
نے دیکھا۔ اور حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ دو مرتبہ میں نے خدا کا کلام سنا ہے لیکن اس
میں نہ حرف ہے نہ صوت (آواز)۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
عارف اکمل سے اللہ تعالیٰ ایسا کلام فرماتا ہے کہ وہ کلام پھر دوسروں سے نہیں فرماتا اس شرح
سے یہ بات صاف ہوگئی ورنہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور دیگر عرفاء کے مرتبہ کی تنقیص
واقع ہوتی تھی اور جو حالت خاتم النبیین ﷺ پر ثقالت کی بروقت نزول وحی معلوم ہوتی تھی
اس کا نمونہ بھی عکسی طور پر اس بندہ خاص پر گزرتا ہے اور سینہ اس بندۂ خاص کا کلام ربانی کی
فہمید کے واسطے نہایت وسیع ہوجاتا ہے اور اسرار حروف مقطعات الم وطہ ویس وغیرہ سے اپنی

دائرہ
حقیقت قرآن

لیاقت کے موافق واقف ہوتا ہے، اور سورہ الم نشرح وسورہ اقرا کے فیضان سے مشرف ہوتا
ہے:
ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تانہ چشی (خدا کی قسم تو اس شراب
کے مزہ سے اس وقت تک واقف نہیں ہوسکتا جب تک کہ نہ چکھے)۔

دائرہ حقیقت صلوٰۃ

مقام حقیقت الصلوۃ ایسا مقام ہے کہ بلا پردہ بندہ کے سامنے رب اور رب کے
سامنے بندہ ہوتا ہے اور کوئی چیز درمیان میں حائل نہیں ہوتی اور اس مقام کے عارف پر
الصلوۃ معراج المؤمنین اور قرۃ عینی فی الصلوۃ
کے اسرار کھلتے ہیں اور جو رویت حق عالم آخرت میں
نصیب ہوگی اس کا نمونہ نماز میں میسر ہوتا ہے اور جو اسرار علوم
اور انوار وبرکات سے خاتم النبیین ﷺ مشرف ہوئے تھے
اس کی اتباع اور اس کے عکس سے یہ بندہ خاص بھی مشرف ہوتا ہے اور اس بندہ خاص کی
ایک رکعت اوروں کی لاکھوں رکعت سے بہتر ہے۔ اسی معنی میں حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں:

یک رکعت او از رکعت تو صد ہزار — بہتر از تو بہتر ست اے نابکار
اس کی ایک رکعت تیری لاکھوں رکعتوں سے — بہتر ہے اے ناکارہ انسان

دائرہ
حقیقت صلوۃ

دائرہ حقیقت معبودیت صرفہ

یہ مقام نہایت عالی مقام ہے، یہاں ترقی قدمی نہیں صرف ترقی نظری ہے یعنی

قدم روح بھی یہاں آگے نہیں بڑھ سکتا، صرف نظر روح کام دیتی ہے۔ جس مقام میں روح کا بھی گزر نہ ہو اس میں علم قال کا کیا گزر ہو سکتا ہے۔

دائرہ حقیقت معبودیت صرفہ

دائرہ حقیقت ابراہیمی علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنا خلیل فرمایا، خلیل اس کو کہتے ہیں جو نہایت راز دار دوست ہو، آپ کی راز داری جو رب کے ساتھ تھی اس سے فرشتہ واقف نہ تھے، اس کا اظہار فرشتوں پر اور خلق پر اس وقت ہوا کہ جب آتش نمرود میں آپ گر رہے تھے اور کسی فرشتہ یا کسی اور سے کسی قسم کی اعانت نہ چاہی اور دوست راز دار حقیقی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا حسبی اللہ یا بروقت قربانی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آپ کی راز داری جو رب کے ساتھ تھی اس سے کچھ واقف ہوئے۔ مقام خلت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قدم نہایت غالب ہے، آپ مرتبہ خلت میں خاص شان رکھتے ہیں، ترقی اس مقام میں کثرت درود ابراہیمی سے ہوتی ہے کہ جو ثنائے نماز میں پڑھا جاتا ہے، سالک اس مقام کا اپنی حیثیت کے موافق مرتبہ خلت کے انوار و برکات سے مشرف ہوتا ہے اور اس سالک کی نگاہ دل حقیقت ذات کی طرف ہوتی ہے اور تمام خلق سے حقیقتاً بے تعلق ہو جاتا ہے، جب اس آیت شریف انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین۔

دائرہ حقیقت ابراھیمیؑ

دائرہ حقیقت موسوی علیہ السلام

بعد ختم سیر دائرہ حقیقت ابراہیمی سیر دائرہ حقیقت موسویؑ میں ہوتی ہے، حضرت

موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ رب العالمین کو جو محبت خاص تھی کہ جس کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام رب العالمین سے کوہ طور پر ایسے کلام بے خوف اور بوجہ ناز برداری کے عرض کیا کرتے تھے کہ جو کلام شایان عبدیت نہ ہوتا، اور اس قدر کرم رب العالمین کا تھا کہ وہ اس کا خیال بعض وقت نہیں رکھا کرتے تھے، جیسے کسی نے کہا ہے "کرمہائے تو مارا کرد گستاخ"۔ اس مقام میں ترقی کثرت درود اللھم صل علی محمد و آلہ واصحابہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین خصوصاً علی کلیمک موسیٰ سے ہوتی ہے۔

دائرہ حقیقت موسویؑ

دائرہ حقیقت محمدی ﷺ

اس مقام کو حقیقت الحقائق اور حقیقت محمدی ﷺ بھی کہتے ہیں علیہ الصلوۃ والسلام یعنی تمام مخلوقات کی حقیقت اور تعلق اس مقام میں ان کمالات سے ہے جن کا تعلق حضور ﷺ کے جسم اطہر سے ہے اور یہ جسم پاک وہ ہے کہ جو شب معراج میں رب کے نزدیک عرش معلیٰ پر پہنچا، یہ جسم نورانی وہ ہے کہ جس کے قرب اور رفعت کے مقابلہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام مقام سدرۃ المنتہیٰ پر ٹھہر کر اور یہ کہہ کر رہ گئے

دائرہ حقیقت محمدی ﷺ

اگر یک سر موئے برتر پرم — فروغ تجلی سوزد پرم

اگر میں ایک بال کے برابر بھی زیادہ بڑھوں — تو تجلی بحت میرے پر پرواز جلا ڈالے

یہ جسم لطیف وہ ہے کہ جس نے رب کے نزدیک اس قدر قرب حاصل کیا تھا کہ

جس کو خلعت وقاب قوسین او ادنی ودنی فتدلیٰ و ما زاغ البصروما طغیٰ ملا ہے اور یہ جسم شریف وہ ہے جس کا سایہ نہ تھا، یہ جسم مطہر وہ ہے کہ جس پر ہر شجر وحجر سلام و درود بھیجتے تھے، یہ وہ جسم مبارک ہے جس پر خود خدا درود بھیجتا ہے اور یہ فرماتا ہے ان اللّٰہ و ملائکته یصلون علی النبی یا ایها الذین اٰمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما (بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی ﷺ پر، اے مؤمنو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو) صاحب اس مقام کا اپنے کو اور خاتم النبیین ﷺ کو دیکھتا ہے کہ میں اور آپ ﷺ ایک ہی چشمہ سے سیراب ہورہے ہیں اور میں اور حضور ﷺ ہم آغوش ہمکنار ہیں اور ہم ایک ہی بستر پر ہیں اور ہم دونوں مثال شیر وشکر ہیں اور حضور انور ﷺ سے اس قدر محبت ہوتی ہے کہ خدا کی محبت پر بھی آپ ﷺ کی محبت غالب آجاتی ہے، چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جب اس مقام حقیقت محمدی ﷺ سے مشرف ہوئے تو اثنائے حال میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ ''اللہ کو دوست رکھتا ہوں اس واسطے کہ وہ رب ہے محمد ﷺ کا''، غرض کہ اس مقام کا انعام واکرام خداوندی ایسا ہوتا ہے کہ جس کے لکھنے سے قلم قاصر ہے اور بیان کرنے سے زبان عاجز اور خیال اپنی رسائی میں سرنگوں ہے۔

دائرہ حقیقت احمدیؐ

یہ مقام احمد بڑا جلیل القدر اور عالی مقام ہے، اس میں عجیب وغریب عنایاتِ الٰہی اور تجلیات ذات نامتناہی سے مشرف ہوتا ہے اور اس دائرہ حقیقت احمدی ﷺ کا تعلق آپ ﷺ کی روح اقدس سے ہے۔ جس قدر کہ روح میں اور جسم میں لطافت اور قدامت میں فرق ہے اسی قدر ظہور تجلیات ذات میں فرق ہے، اس کے حالات میں کوئی کیا کہے اور کیا سنے۔

دائرہ حقیقت
احمدی ﷺ

دائرہ حب صرفہ

یہ مقام ''حقیقت احمدی'' کے بعد [illegible] تمام میں سیر نظری روحی ہے، سیر قدمی روحی مسدود ہے، یہ مقام وہ ہے کہ جب خدائے تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اپنے حبیب ﷺ کو پیدا کروں اور آپ ﷺ کی ذات سے تمام مخلوقات کو تو فرمایا کن یا محمد ﷺ پس آپ ﷺ کی ذات مبارک ظاہر ہوگئی۔ اس کی طرف حدیث شریف میں ارشاد ہے کنت کنزاً مخفیاً الخ اور دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے، لولاک لما خلقت الافلاک الخ یہ مقام مخصوص ہے، نبی کریم علیه التحیة والتسلیم کے واسطے اس میں کسی نبی اور فرشتہ مقرب علیہم السلام کو رسائی نہیں، اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے: لی مع اللہ وقت الخ

دائرہ
حبّ صرفه

''قلم ایں جا رسید سر بشکست''

دائرہ لاتعین

بعد طے دائرہ حب صرفہ دائرہ لاتعین میں ترقی ہوتی ہے، اس جگہ ترقی نظری ہے، قدمی نہیں اور یہ مقام بھی مخصوص بسید الانبیاء علیه الصلوٰۃ والسلام ہے اور یہ مقام وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، لیکن بے نام ونشان، بے وہم وگمان ہے۔ جس کی خبر مولانا جامیؒ دیتے ہیں۔

دائرہ
لا تعین

بنام آنکہ آں نامے نہ دارد — بہر نامے کہ خوانی سر برآرد

اس ذات کے نام سے شروع جس کا کوئی نام نہیں — جس نام کی صفت سے اس کو پکارو وہ اس سے برتر ہے

اللہ تعالیٰ خود کلام پاک میں فرماتا ہے سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون (پاک ہے اور برتر ہے وہ ذات اس تعریف اور وصف سے جس سے لوگ اس کو موصوف کرتے ہیں)۔

دائرہ سیف قاطع ودائرہ منصب قیومیت

دائرہ سیف قاطع داخل سلوک نہیں، بعض کو پیش آتا ہے اور بعض کو نہیں اور یہ دائرہ، ولایت کبریٰ کے مقابل ہے اور دائرہ منصب قیومیت بھی داخل سلوک نہیں اور یہ دائرہ منصب قیومیت دائرہ کمالاتِ اولوالعزم سے نکلتا ہے۔ اس مرتبہ منصب قیومیت میں خاص انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور امت میں خاص خاص اولیاء مشرف ہوتے ہیں، اس بندہ خاص پر یا حی یا قیوم کا فیضان نازل ہوتا ہے، اور اس کی ذات سے تمام زمین وآسمان کا قیام رہتا ہے۔

دائرہ
سیف قاطع

مراقبات سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ ہاشمیہ سیفیہ

کل چھتیس مراقبات مروّج ہیں۔ مراقبہ کا معنی انتظارِ فیض کرنا ہے۔ لہٰذا مراقبہ میں فیضِ الٰہی کے انتظار میں سکون واطمینان کے ساتھ بیٹھنا ہوتا ہے۔ اور مراقبات کرتے وقت حضرت مرشدنا ووصلنا الی اللہ اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب سقی اللہ ثراہٗ وجعل الجنۃ مثواہ کا فرمان ہے کہ فارسی زبان میں ہی نیت مراقبہ کر کے بیٹھنا زیادہ فیض کا باعث ہوتا ہے۔ مراقبات شروع کرنے سے پہلے چند شرائط ہیں جن پر عمل کرنے سے مراقبہ میں زیادہ سے زیادہ سرور وتسکین ولذت ملتی ہے جو درجِ ذیل ہے۔

شرائطِ مراقب ومراقبات:

1) منجملہ اس کے مراقب کو چاہیے کہ وقتِ مراقبہ طہارت کامل رکھتے ہوئے بالکل یکسوئی کے ساتھ متوجہ ہو کر فیضانِ الٰہی کا منتظر رہے اور علاوہ مقصود کے ہر طرف سے اپنی توجہ ہٹا دے۔

۲) یہ مراقبات ایسے شخص کے لئے سودمند ہیں اولاً جس کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کی آراء کے مطابق بالکل صحیح ہو اور شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے تابع ہو چکا ہو اور کسی کامل ومکمل مرشد سے مراقبات کا اذن لے چکا ہو۔

۳) یہ مراقبات اس وقت تجویز کئے جائیں گے جب سالک کے لطائف عالمِ امر وعالمِ خلق میں مرشدِ کامل مکمل کی صحبت سے حیات پیدا ہو چکی ہو اور ذکرِ الٰہی اس میں جاری ہو چکا ہو۔ اور نفی اثبات کا جس طور پر کہ لازم ہے عامل ہو چکا ہو۔ اس کے بعد اگر اس میں استعداد ہو تو مراقبات شروع کرائے جائیں۔

۴) تعداد وتوقف ایام ہر مراقبہ میں مرشد موصوف کے اذن پر موقوف ہے ورنہ

ہر آن کاری کہ بے اُستاد باشد
یقین می دان کہ بے بنیاد باشد

۵) ہر مراقبہ کے الگ الگ آثار اور کیفیات ہوتے ہیں۔ مراقب کو چاہیئے کہ متابعتِ سنن اور آدابِ طریقت کا صحیح پابند رہے۔ آداب اور سنّتِ مصطفوی ﷺ کی کسی وقت مخالفت نہ کرے کیونکہ اس باب میں نہایت کوشش اور احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ اگر کچھ سستی محسوس ہو تو اپنی تقصیرات کی طرف متوجہ ہو کر معافی مانگ لینا چاہئے کیونکہ

ہر چہ ہست از قامت ناساز بی ہموار ماست

ورنہ تشریف تو بر بالائی کس کوتاہ نیست

۶) مراقبہ کرتے وقت اس طور پر بیٹھنا چاہئے کہ اگر کسی دوران نیند طاری ہو جائے تو وضو کی تجدید کی ضرورت نہ پڑے۔اس لئے کہ مراقبہ نیند کی کیفیت رکھتا ہے، جیسا کہ بحرالعلوم شرح فقہ اکبر میں کراماتِ اولیاء کی بحث میں صراحۃً فرمایا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے وہاں رجوع کریں۔

۷) اگر دورانِ مراقبہ کچھ واقعات دیکھنے میں آجائیں تو اپنے مرشد کے حضور میں ذکر کرنا چاہیئے۔خصوصاً عالم امر کے ظہور میں کہ اس مقام میں بیچونیت کا شائبہ دیکھا جاتا ہے۔اپنے کو چون دیکھنے پر کہیں فریفتہ نہ ہو جائے۔ بہت سے سادہ لوح افراد اس وادی میں پھنسے ہوئے ہیں۔

۸) مراقب کو چاہیئے کہ جس مراقبہ میں جتنے دن کرنے پر معمور کیا گیا ہے، اس میں سستی نہ کرے۔

۹) مراقبات کی نیت یاد کرنی چاہیے۔تمام مقامات، منازل اور کیفیاتِ سیر وسلوک سے واقفیت رکھنا ضروری ہے۔

۱۰) سالک کے سلوک کرنے کے لئے کام کسی کامل ومکمل شیخ کی توجہ کے ساتھ وابستہ ہے۔اگر ایسا شخص مراقبہ کرے جو کہ لطائف کی کچھ اطلاع نہ رکھتا ہو، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کمثل الحمار یحمل اسفارا۔

ہر جاہل وکاہل وکہن سال کے بود لائق شیخیت واقبال

۱۱) طالب کو چاہئے کہ ہر وقت مرشد کے بسط کا منتظر رہے اور ان کی توجہات سے نفع وافر حاصل کرے، یہاں تک کہ ولایتِ صغریٰ جس کی ابتداء مراقبہ معیت سے ہوتی ہے، کہ اس مقام سے گزار دیا جائے۔اس لئے کہ یہ گزرگاہ نہایت تنگ

ہے۔بہت سے لوگ اس مقام میں متمرکز ہو چکے ہیں جو اپنی جان اور اپنے عروجات تک کی خبر نہیں رکھتے۔اور وحدت الوجود کے قائلین بھی اس مقام میں انا الحق پر قرار پکڑے ہوئے ہیں۔اسی باب میں حضرت مرشد کی توجہ کی تاثیر کبریت احمر ہے کہ ان کی توجہ کی برکت سے لوگ بجلی کی طرح اس مقام سے گزر جاتے ہیں۔اور دائرہ ولایتِ کبریٰ میں پہنچ جاتے ہیں اور طالب حیران رہ جاتا ہے اور وحدت الوجود کے مقام سے گزرنا نہایت دشوار ہے۔اور تنگی راستہ سے مراد بھی یہی دشواری ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ کے مراقبات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(نیت وقوف مراقبات)

۱) نیت مراقبہ وقوف قلب

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطیفہ قلبی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

۲) نیت مراقبہ وقوف روح

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطیفہ روحی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

۳) نیت مراقبہ وقوف سر

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطیفہ سری من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف---روز

۴) نیت مراقبہ وقوف خفی

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطیفہ خفی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف---روز

۵) نیت مراقبہ وقوف اخفی

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطیفہ اخفائے من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف---روز

۶) نیت مراقبہ وقوف نفسی

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف---روز

۷) نیت مراقبہ وقوف قالبی

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطیفہ قالبی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف---روز

۸) نیت مراقبہ وقوف خمسہ عالم امر

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف---روز

۹) نیت مراقبہ وقوف خمسہ عالم خلق

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطائف خمسہ عالم خلق من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف---روز

۱۰) نیت مراقبہ وقوف مجموعہ لطائفِ عالم امر و عالم خلق۔

فیض می آید از ذات بیچون بہ مجموعہ لطائف عالم امر و عالم خلق من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف---روز

۱۱) نیت مراقبہ احدیت:

فیض می آید از ذات بیچون کہ جامع جمیع صفات و کمالات است و منزہ از جمیع عیوب و نقصانات است و بی مثل است بہ لطیفہ قلبی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف---روز

------نیت اصول مراقبات------

۱۲) نیت مراقبہ اصل قلب:

الٰہی قلب من بمقابل قلب نبی علیہ السلام، آن فیض تجلائی صفات فعلیہ خود کہ از قلبِ نبی علیہ السلام بہ قلب آدم علیہ السلام رسانیدہ بہ قلبِ من نیز برسانی بواسطہ پیران کبارؒ

وقف---روز

۱۳) نیت مراقبہ اصل روح:

الٰہی روح من بمقابل روح نبی علیہ السلام، آن فیض تجلائی صفات ثمانیہ ثبوتیہ ذاتیہ حقیقیہ خود کہ از روح نبی علیہ السلام بہ روح ابراہیم و نوح علیہم السلام رسانیدہ بہ روحِ من نیز برسانی بواسطہ پیران کبارؒ

توقف---روز

۱۴) نیت مراقبہ اصل سرّ:

الٰہی سرِ من بمقابل سرِ نبی علیہ السلام، آن فیض تجلاّئی صفات شیونات ذاتیہ خود کہ از سرِ نبی علیہ السلام بہ سرِ موسیٰ علیہ السلام رسانیدہ بہ سرِ من نیز برسانی بواسطہ پیران کبارؒ

توقف ۔۔۔ روز

۱۵) نیت مراقبہ اصل خفی:

الٰہی خفی من بمقابل خفی نبی علیہ السلام، آن فیض تجلاّئی صفات سلبیہ خود کہ از خفی نبی علیہ السلام بہ خفی موسیٰ علیہ السلام رسانیدہ بہ خفی من نیز برسانی بواسطہ پیران کبارؒ

توقف ۔۔۔ روز

۱۶) نیت مراقبہ اصل اخفیٰ:

الٰہی اخفائے من بمقابل اخفائے نبی علیہ السلام، آن فیض تجلاّئی شان جامع خود کہ بہ اخفائے نبی علیہ السلام رسانیدہ بہ اخفائے من نیز برسانی بواسطہ پیران کبارؒ

توقف ۔۔۔ روز

۱۷) نیت مراقبہ معیت:

فیض می آید از ذات بیچون کہ ہمراہ است ہمراہ من و ہمراہ جمیع ممکنات بلکہ ہمراہ ہر ذرّہ از ذرّاتِ ممکنات بہمراہی بیچون بمفہوم ایں آیہ کریمہ "وھو معکم اینما کنتم" بہ لطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبارؒ

توقف ۔۔۔ روز

۱۸) نیت مراقبہ اقربیت:

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اسماء وصفات است کہ نزدیک تر است از من بہ من واز

رگِ گردن من بمن بہ نزدیکی بلاکیف بمفہوم ایں آیہ کریمہ "ونحن اقرب الیہ من حبل الورید" بہ لطیفہ نفسی من باشرکت لطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبارؒ

توقف ۔۔۔ روز

۱۹) نیت مراقبہ محبت اول:

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اصل اسماء وصفات است کہ دوست میدارد مرا و من دوست میدارم او را مفہوم ایں آیہ کریمہ یحبّھم و یحبّونہ خاص بہ لطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبارؒ

توقف ۔۔۔ روز

۲۰) نیت مراقبہ محبت دوم:

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اصل اصل اسماء وصفات است کہ دوست میدارد مرا و من دوست میدارم او را بمفہوم ایں آیہ کریمہ یحبّھم و یحبّونہ خاص بہ لطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبارؒ

توقف ۔۔۔ روز

۲۱) نیت مراقبہ دائرہ قوسی:

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اصل اصل اصل اسماء وصفات است ودائرہ قوسیست کہ دوست میدارد مرا و من دوست میدارم او را بمفہوم ایں آیہ کریمہ یحبّھم و یحبّونہ خاص بہ لطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبارؒ

توقف ۔۔۔ روز

۲۲) نیت مراقبہ اسم ظاہر:

فیض می آید از ذات بیچون کہ مسمّی باسم ظاہر است بمفہوم ایں آیہ کریمہ ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم خاص بہ لطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبارؒ

توقف ۔۔۔ روز

۲۳) نیت مراقبہ اسم باطن:

فیض می آید از ذات بیچون کہ مسمی یا سمِ باطن است کہ منشاء ولایت علیا است کہ ولایت ملاء الاعلیٰ است بمفہوم ایں آیہ کریمہ ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم بعناصر ثلثہ من کہ آب وباد و نار است بواسطہ پیران کبارؒ

(توقف ---روز)

۲۴) نیت مراقبہ کمالات نبوت:

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات نبوت است بہ عنصر خاک من بواسطہ پیران کبارؒ

(توقف ---روز)

۲۵) نیت مراقبہ کمالات رسالت:

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات رسالت است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ

(توقف ---روز)

۲۶) نیت مراقبہ کمالات انبیاء اولوالعزم:

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات انبیاء اولوالعزم است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ

(توقف ---روز)

۲۷) نیت مراقبہ حقیقت کعبہ ربانی:

فیض می آید از ذات بیچون کہ مسجود جمیع ممکنات است ومنشاء حقیقتِ کعبہ ربانی است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ

(توقف ---روز)

۲۸) نیت مراقبہ حقیقت قرآن مجید:

فیض می آید از وسعتِ بیچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت قرآن مجید است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ

(توقف ---روز)

۲۹) نیت مراقبہ حقیقت صلوٰۃ:

فیض می آید از کمال وسعت بیچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت صلوٰۃ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ

(توقف ---روز)

۳۰) نیت مراقبہ معبودیت صرفہ:

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ منشاء معبودیت صرفہ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ

(توقف ---روز)

۳۱) نیت مراقبہ حقیقت ابراہیمیؑ:

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محبِ صفات خود است ومنشاء حقیقتِ ابراہیمیؑ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ

(توقف ---روز)

۳۲) نیت مراقبہ حقیقت موسویؑ:

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محبّ ذات خود است ومنشاء حقیقت موسویؑ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ

(توقف ---روز)

۳۳) نیت مراقبہ حقیقت محمدیؐ:

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محبّ ذات خود است ومحبوب ذات خود است ومنشاء حقیقتِ محمدﷺ یست بہ ہیئت وحدانی من بہ واسطہ پیران کبارؒ

(توقف ---روز)

۳۴) نیت مراقبہ حقیقت احمدیؐ:

فیض می آید از ذات بیچون کہ محبوب ذات خود است ومنشاء حقیقت احمدﷺ یست بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ

(توقف ---روز)

۳۵) نیت مراقبہ حب صرف:

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء حب صرف است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ

(توقف ---روز)

۳۶) نیت مراقبہ لاتعین:
فیض می آید از ذات مطلق بیچون کہ موجود است بوجود خارجی ومنزہ است از جمیع تعینات بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ (توقف ۔۔۔روز)

اسباق سلسلہ چشتیہ ہاشمیہ سیفیہ

خواجہ خواجگان کامل العصر و مکمل الدهر اخندزادہ سیف الرحمن صاحب مبارک دامت برکاتهم العالیہ سلسلۂ نقشبندیہ کے بعد سلسلۂ چشتیہ کے اسباق کی تعلیم دیتے ہیں۔ آپ کا طریقہ تعلیم سلسلۂ چشتیہ مندرجہ ذیل ہے۔

پہلا سبق: آپؒ سلسلۂ چشتیہ کا پہلا ذکر ''ھو'' دیتے ہیں۔

طریقہ ذکر: ''ھو'' لطیفہ روحی سے تصور کے ساتھ لطیفہ قلب پر اور پھر لطائف سے ہوتے ہوئے دوبارہ لطیفہ روحی پر ضرب لگانا ہے اور زبان سے بھی کہنا ہے۔ کلمہ ''ھو'' کو تلوار جیسا فرض کرنا ہے اور ماسویٰ اللہ کو باطن سے نکال دینا ہے اور چرخ کی طرح لطائف میں گردش کرنا ہے۔ عروج کے لئے لاتعین تک ایک بلاکیف مینار تصور کر کے اس کے باہر کی جانب عروج کیا جاتا ہے۔ اس سبق میں فیض اسماء وصفات کی تفصیل سے لیا جاتا ہے۔

دوسرا سبق: چشتیہ مبارکہ کا دوسرا ذکر ''اَللّٰہ ھُوْ'' ہے۔ اس کو اس طرح پڑھنا چاہئے کہ دونوں الفاظ یعنی لفظ ''اللّٰہ'' کو الگ کر کے ظاہر کریں اور لفظ ''ھوؔ'' الگ کر کے ظاہر کریں کیونکہ یہ دونوں الگ الگ نام ہیں، ان کو ایک نام بنا کر پڑھنا یعنی ''اللّٰہُ'' یا ''اَلّا ھُوْ'' پڑھنا درست نہیں ہے۔

طریقہ ذکر: ''اللّٰہ'' کی ضرب لطیفہ قلب پر اور ھو کی ضرب لطیفہ روح پر ہوتی ہے اور زبان سے بھی کہنا ہے۔ ہر لفظ کو دوسرے سے جدا کر کے پڑھنا چاہئے اور لاتعین تک ایک بلاکیف مینار تصور کر کے اس کے اندر گول گردش کے ساتھ لاتعین تک عروج کرنا ہے۔ اس سبق میں فیض اسماء صفات کی تفصیل اور اجمال کے مابین سے لینا ہے۔

تیسرا سبق: تیسرا ذکر ''ھواللہ'' ہے۔ ''ھوؔ'' کی ضرب روح پر اور ''اللہ'' کی ضرب قلب پر اور زبان سے بھی ادا کرنا ہے۔ عروج کے لئے لاتعین تک ایک مینار فرض کرنا ہے اور اس کے اندر سیدھا عروج کرنا ہے۔ اس سبق میں فیض اسماء وصفات کے اجمال سے حاصل ہوتا ہے۔

چوتھا سبق: طریقہ چشتیہ کا چوتھا ذکر مبارک ''اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَق لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُوْ'' ہے۔ اس کا طریقہ ذکر اس طرح ہے کہ ''اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ'' قلب پر اور ''اَلْحَقْ'' کا تصور انھی پر۔ ''لَیْسَ الْھَادِیْ'' انھی سے دوبارہ قلب تک لے جائے اور ''اِلَّا'' قلب پر اور ''ھُوْ'' کا تصور روح پر کرے۔ ساتھ ہی ساتھ زبان سے بھی کہنا ہے۔

یہ ذکر انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ یہ نزولی سبق کہلاتا ہے۔
طریقہ چشتیہ کے اسباق ختم ہوئے۔ چشتیہ مبارکہ میں عدد کی مراعات نہیں بلکہ نقشبندیہ کی طرح دائمی ذکر کرنا ہے۔

اسباق سلسلہ قادریہ ہاشمیہ سیفیہ

قیوم زمان مجدد وقت حضرت آخندزادہ سیف الرحمن صاحب دامت برکاتهم العالیہ مرید کو سلسلہ چشتیہ کی تکمیل کے بعد سلسلہ قادریہ مبارکہ کے اسباق کی تعلیم دیتے ہیں جس کے اسباق ترتیب وار اور طریقہ

ذکر درج ذیل ہیں۔

مشائخ سلسلہ قادریہ سیفیہ مریدین کو استغفار کا حکم دیتے ہیں۔ اس کا بہتر وقت صبح صادق سے قبل کا وقت ہے دن رات میں تین سو تیرہ (۳۱۳) مرتبہ مندرجہ ذیل استغفار پڑھا جاتا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

یہ استغفار خارج از اسباق ہے لیکن تزکیہ نفس کے لئے مشائخ عظام حکم دیتے ہیں۔ استغفار کے علاوہ سلسلہ قادریہ کے نو (۹) اسباق ہیں۔

۱) پہلا سبق: نفی اثبات یعنی کلمہ طیبہ (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ) اس کا طریقہ یہ ہے کہ لفظ ''لَآ'' سے تصور میں جھاڑو بنا کر اس کے ذریعے قلب و باطن سے ماسوی اللہ اور کدورت وظلمت کو سینے کی طرف لطائف سے ہوتے ہوئے دائیں کندھے کی طرف سے اُٹھایا جاتا ہے اور لفظ ''اِلٰہ'' بغیر ''ہا'' ملائے قالب تک لے جائے اور لفظ ''ہا'' کو بائیں کندھے پر لے جائے۔ اور ''اِلَّا اللّٰہ'' کی ضرب قوت اور شدت کے ساتھ قلب پر لگائی جائے۔ اس تصور کے ساتھ کہ ''اِلَّا اللّٰہ'' کی ضرب سے انوار قلب پر وارد ہوں اور کدورات وظلمات اس طرح ختم ہوں جیسے گرد آلود لوہا ہتھوڑے کی ضرب شدید سے گرد سے پاک ہو جاتا ہے۔ نیز چار معنیٰ میں سے ایک معنیٰ کا تصور ضرور رکھے یعنی لا معبود الا اللّٰہ، لا مقصود الا اللّٰہ، لا موجود الا اللّٰہ، لا مطلوب الا اللّٰہ۔ تصور میں لفظ لا الٰہ سے معبودانِ باطلہ کی نفی اور الا اللّٰہ سے وحدہ لا شریک کا اثبات کرے اس طرح سے جب سو (۱۰۰) مرتبہ پورا ہو جائے تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کہے۔ الفاظ کو صحیح اور پورا پورا کلمہ ادا کرنے میں احتیاط کی جائے ورنہ اجر

میں کمی ہوگی یا معنی بدلنے پر گناہ ہوگا۔ اس کے پڑھنے کی تعداد ایک ہزار (۱۰۰۰) ہے۔

۲) دوسرا سبق: دوسرا ذکر شریف اثبات یعنی ''اِلَّا اللّٰہ'' پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی دفعہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' طریقہ مذکورہ کے ساتھ پڑھے اور پھر دوسری بار ''اِلَّا اللّٰہ'' کا ذکر شروع کرے اور بائیں کندھے سے قلب پر مذکورہ تصور کے ساتھ ضرب شدید لگائے۔ سو مرتبہ پورا ہونے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ پڑھے۔ اس میں بھی الفاظ کو صحیح ادا کرنے میں احتیاط کرے۔ یہ بھی ایک ہزار مرتبہ دہرانا ہے۔

۳) تیسرا سبق: اسم ذات یعنی ''اللّٰہ'' پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی بار ''اللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ'' پھر ''اَللّٰہ، اَللّٰہ'' اور سو مرتبہ پورا کرنے کے بعد ''اللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ'' کہے۔ تصور کے ساتھ اس کی ضرب دل پر لگائے اور زبان سے بھی ادا کرے۔ اس کی تعداد بھی ایک ہزار (۱۰۰۰) ہے۔

۴) چوتھا سبق: ''ھو'' طریقہ ذکر یہ ہے کہ ذکر ''ھو'' لطیفہ روح سے قلب، قلب سے سر، سر سے خفی، خفی سے اخفیٰ اور اخفیٰ سے دوبارہ روح پر لائے اور زبان سے بھی کہے اور اس کی حرکت کروی یعنی چرخ کی طرح گول گردش کرنی ہے۔ کلمہ ''ھو'' سے ایک تلوار تصور کر کے ماسوی اللہ کو تلوار سے کاٹنا ہے۔ کروی نقش بننے کے بعد ایک بلا کیف مینار لاتعین تک فرض کر کے اس مینار سے خارج (باہر کی جانب) عروج کرے۔ اس ذکر سے مینار کے خارج لاتعین تک کے مقامات میں سیر واقع ہوتی ہے اور فیض اسماء وصفات کی تفصیل سے وارد ہوتا ہے۔ پہلی مرتبہ ''ھُوَ جَلَّ جَلَالُہٗ'' اور سو (۱۰۰) مرتبہ پورا کرنے کے بعد بھی ''جَلَّ جَلَالُہٗ'' کہے۔ یہ عروجی سبق ہے، یہ بھی ایک ہزار مرتبہ پڑھنا ہے۔

۵) پانچواں سبق مراقبہ: طریقہ یہ ہے کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد قعدہ کی صورت میں یعنی دو زانو ہو کر بیٹھ جائے اور قبلہ سے ذرا سا دائیں جانب مڑ کر مدینہ منورہ کی

طرف منہ کر کے سانس اور آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائے اور لطیفہ قلب میں تصور سے اللہ اللہ
کہے اور اپنے لطیفہ قلب کو حضور اکرم ﷺ کے لطیفہ قلب مبارک کی طرف مدینہ منورہ میں
مقابل تصور کر کے اکتساب فیض کرے یوں تصور رہے کہ حضور اکرم ﷺ کے قلب مبارک
سے میرے قلب میں انوار منتقل ہو رہے ہیں۔ زبان کو اوپر کے تالو کے ساتھ ملائے رکھے
اور کم از کم چار رکعت نماز یا ۵ منٹ کی مقدار مراقبہ کرے۔ مراقبہ کے دوران سانس ختم ہو
جائے تو ناک کے ذریعہ سانس لے سکتے ہیں۔

۶) چھٹا سبق: ''اللہ ھو'' طریقہ ذکر یہ ہے کہ ''اللہ'' کا تصور قلب پر اور
''ھو'' کا تصور روح پر ہو اور زبان سے بھی ادا کرے اور مذکورہ مینار تصور کر کے اور اس
مینار کے داخل یعنی اندر کی جانب گول گردش کے ساتھ لاتعین تک عروج کرے۔ اجمال
و تفصیل مرتبہ اسماء وصفات دونوں سے فیض حاصل کرنا ہے۔ پہلی بار ''اللہ ھو جلّ
جلالہ'' اور سو (۱۰۰) مرتبہ پورا ہونے کے بعد بھی ''جلّ جلالہ'' پڑھے۔ دونوں
الفاظ کو الگ الگ ظاہر کرے۔ یہ بھی ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ پورا کرنا ہے۔

۷) ساتواں سبق: ''ھو اللہ'' طریقہ ذکر یہ ہے کہ ''ھو'' کا تصور روح پر اور ''اللہ
'' کا قلب پر کرے ساتھ میں زبان سے بھی کہے اور لاتعین تک مینار کے اندر سیدھا یعنی خط
مستقیم میں عروج کرے۔ اور اس میں اسماء صفات باری تعالیٰ کے اجمال سے فیض حاصل
کرے۔ احتیاط لازمی ہے کہ دونوں ناموں کو الگ الگ ظاہر کرے اور ایک دوسرے میں
مدغم نہ کرے۔ تعداد پڑھائی ایک ہزار ہے۔

۸) آٹھواں سبق: ''اَنتَ الْھَادِیْ اَنتَ الْحَقُّ لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُو'' طریقہ ذکر
یہ ہے کہ ''انت الھادی انت'' کا تصور قلب پر اور ''الحق'' کا اخفیٰ پر اور ''لیس
الھادی'' اخفیٰ سے دوبارہ قلب تک، ''اِلّا'' قلب پر اور لفظ ''ھو'' کا تصور لطیفہ روح

پر لے جائے۔ اور زبان سے بھی ادا کرے۔ یہ ذکر نہایت عجز وانکساری اور تواضع کے ساتھ
کرے، یہ ذکر نزولی ہے۔ پڑھنے کی تعداد ایک ہزار (۱۰۰۰) ہے۔

۹) نواں سبق: درود شریف ان الفاظ کے ساتھ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ
وَ عِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ۔ اس ذکر کے کرنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ
کی سمت دو زانو ہو کر باوضو اور عطر لگا کر بیٹھ جائے۔ اس کا تصور اخفیٰ میں رکھے اور زبان سے
بھی کہے اور حضور اکرم ﷺ کے اخفیٰ مبارک سے فیض حاصل کرے اور سو (۱۰۰) مرتبہ پورا
ہونے پر یہ بھی ساتھ پڑھے۔

وَ صَلِّ وَسَلِّمْ کَذٰلِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی کُلِّ
مَلٰٓئِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ عَلٰی عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ

یہ درود شریف نہایت حضور قلبی کے ساتھ، خشوع، خضوع، شوق، محبت اور تضرع کے ساتھ
حضور اکرم ﷺ سے رابطہ قائم کر کے ادب واحترام سے پڑھے کیونکہ عاشقین و سالکین کا
درود وسلام بذات خود نبی اکرم ﷺ سنتے ہیں اور جب حضور اکرم ﷺ متوجہ ہوں اور آپ
چل رہے ہوں تو یہ بے ادبی ہے۔ یہ ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ پڑھنا ہے۔

اسباق سلسلہ سہروردیہ ہاشمیہ سیفیہ

سہروردیہ شریف کے اذکار واسباق بعینہ وہی ہیں جو قادریہ شریف کے اسباق ہیں البتہ
صرف مراقبہ میں فرق ہے۔ قادریہ میں مراقبہ پانچویں نمبر پر ہے اور سہروردیہ میں سب سے
آخری نمبر پر ہے۔ اس کے علاوہ قادریہ کا مراقبہ ۵ منٹ ہے، اور سہروردیہ کا مراقبہ بیس (۲۰)
منٹ ہے اور اکثر کے لیے حد نہیں۔ اور طریقہ مراقبہ میں بھی فرق ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

طریقہ سہروردیہ کا مراقبہ: سلسلہ سہروردیہ میں مراقبہ درج ذیل طریقہ سے کیا

جاتا ہے۔ اسباق سہروردیہ کے اختتام کے بعد باوضو مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر عطر لگا کر اور آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائے۔ (مراقبہ میں آنکھ بند کرنا شرط ہے) مدینہ منورہ کی طرف ایک سیدھا راستہ فرض کرلے کہ جس میں انبیاء، اولیاء، زمین و آسمان کے فرشتے اور مشائخ سلسلہ اور حاضرین مجلس اسی راستہ پر حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی نیت سے جارہے ہیں۔ اپنے شیخ کے رابطہ کے ساتھ اور مراقبہ سے پہلے جو اسباق پڑھے ہیں، ان کا ثواب بطور تحفہ اپنے سر پر رکھ کر سرور اور عشق و محبت، استغراق اور باطنی سرور کے ساتھ شوق و ذوق سے ذکر شروع کرے اور حضور اکرم ﷺ کے جمال کے اشتیاق کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں وہ تحفہ پیش کرنے کے لئے جب پہنچے تو حضور اکرم ﷺ کے حرم شریف میں ان مذکورہ اشخاص کے ساتھ ایک حلقہ بنا کر مجلسِ ذکر تشکیل دیں اور حضور اکرم ﷺ کو اس مجلس و محفل ذکر کا صدر تصور کریں۔ فیض طلب کرتے رہیں، پھر آکر اپنے وظیفہ کا ثواب بطور تحفہ سرور کائنات ﷺ کو پیش کریں۔ پھر واپس جا کر اپنی جگہ بیٹھ جائے اور مذکورہ ترتیب سے ذکر کرے اور حضور اکرم ﷺ سے فیض حاصل کرتا ہے اور اسی طرح بیٹھا رہے۔ اور جب مراقبہ ختم کرنے کا ارادہ کرے تو سب مجلس والے حضور اکرم ﷺ سے رخصت طلب کریں۔ جب حضور اکرم ﷺ سے اجازت مل جائے تو یہ مراقبہ جہاں بیٹھا ہوا ہے وہاں تصور رجعت ''قھقری'' یعنی الٹے پاؤں، ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے واپس ہو جائے۔ اور دوسری ارواح مبارکہ بھی اپنی اپنی جگہ چلی جائیں گی۔ جب اپنے مکان پر آپہنچے تو اپنی آنکھیں کھول دے۔

..........ختم خواجگان..........

۱) فاتحہ شریف — سات (۷) مرتبہ

۲) استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ — سو (۱۰۰) مرتبہ

۳) درود شریف: اللّٰھم صلّ علی سیدنا و مولانا محمد و الہ و بارک و سلم علیہ — سو (۱۰۰) مرتبہ

۴) سورہ الم نشرح — اناسی (۷۹) مرتبہ

۵) سورۃ اخلاص — ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ

۶) فاتحہ شریف — سات (۷) مرتبہ

۷) درود مذکور — سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ

۱) درود مذکور — سو (۱۰۰) مرتبہ

۲) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ — پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ

۳) درود مذکور — سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم خلفاء ثلثہ یعنی حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم

۱) درود مذکور — سو (۱۰۰) مرتبہ

۲) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہُ اکبر — پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ

۳) درود مذکور — سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم امام ربّانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

۱) درود مذکور — سو (۱۰۰) مرتبہ

۲) ولاحول ولا قوۃ الا باللہ — پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ

۳) درود مذکور — سو(۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

۱) درود مذکور — سو(۱۰۰) مرتبہ

۲) حسبنا اللہ و نعم الوکیل — پانچ سو(۵۰۰) مرتبہ

۳) درود مذکور — سو(۱۰۰) مرتبہ

ختم خواجہ محمد معصوم اول قدس سرہ

۱) درود مذکور — سو(۱۰۰) مرتبہ

۲) لا الہ الّا انت سبحانک انی کنت من الظالمین — پانچ سو(۵۰۰) مرتبہ

۳) درود مذکور — سو(۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ

۱) درود مذکور — سو(۱۰۰) مرتبہ

۲) اللّٰھم یا خفی اللُّطف ادرکنا بلطفک الخفی — پانچ سو(۵۰۰) مرتبہ

۳) درود مذکور — سو(۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت مولانا صاحب محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ

۱) درود مذکور — سو(۱۰۰) مرتبہ

۲) اللّٰھم یا اخفی اللطف ادرکنا بلطفک الاخفی — پانچ سو(۵۰۰) مرتبہ

۳) درود مذکور — سو(۱۰۰) مرتبہ

ختم قیوم الزّمان حضرت آخندزادہ سیف الرّحمٰن مبارک صاحب نوّر اللہ مرقدہ

۱) درود مذکور — سو(۱۰۰) مرتبہ

۲) سورۃ لإ یلف قریش — پانچ سو(۵۰۰) مرتبہ

۳) درود مذکور — سو(۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

۱) درود مذکور — سات(۷) مرتبہ

۲) حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولٰی و نعم النصیر — پانچ سو(۵۰۰) مرتبہ

۳) درود مذکور — سات(۷) مرتبہ

ختم حضرت خضر علی نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام

۱) درود مذکور — سات(۷) مرتبہ

۲) وافوّض امری الی اللہ انّ اللہ بصیر" بالعباد — پانچ سو(۵۰۰) مرتبہ

۳) درود مذکور — سات(۷) مرتبہ

دیگر ختمات و ادعیہ

(۱) اَللّٰھُمَّ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتْ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۲) اَللّٰھُمَّ یَااَحَلَّ الْمُشْکِلَاتْ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۳) اَللّٰھُمَّ یَا کَافِیَ الْمُھِمَّاتْ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۴) اَللّٰھُمَّ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتْ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۵) اَللّٰھُمَّ یَاشَافِیَ الْاَمْرَاضْ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۶) اَللّٰھُمَّ یَارَافِعَ الدَّرَجَاتِ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۷) اَللّٰھُمَّ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۸) اَللّٰھُمَّ یَا ھَادِیَ الْمُضِلِّیْنَ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۹) اَللّٰھُمَّ یَااَمَانَ الْخَائِفِیْنَ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۱۰) اَللّٰھُمَّ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۱۱) اَللّٰھُمَّ یَا اَجَارَ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۱۲) اَللّٰھُمَّ یَارَاحِمَ الْعَاصِیْنَ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۱۳) اَللّٰھُمَّ یَا مُیَسِّرَ کُلِّ عَسِیْرٍ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۱۴) اَللّٰھُمَّ یَا مُنْجِیَ الْغَرْقٰی — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۱۵) اَللّٰھُمَّ یَا مُنْقِذَ الْھَلْکٰی — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۱۶) اَللّٰھُمَّ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۱۷) اَللّٰھُمَّ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۱۸) اَللّٰھُمَّ یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنَ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۱۹) اَللّٰھُمَّ یَا خَیْرَ الرَّازِقِیْنَ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۲۰) اَللّٰھُمَّ یَا خَیْرَ الْفَاتِحِیْنَ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۲۱) اَللّٰھُمَّ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۲۲) اَللّٰھُمَّ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ — سو (۱۰۰) مرتبہ

(۲۳) اَللّٰھُمَّ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ — سو (۱۰۰) مرتبہ

اَغْنِنَا بِفَضْلِکَ وَ کَرَمِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط وَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَصَلَّ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط
(ایک مرتبہ)

سلسلہ عالیہ طریقہ نقشبندیہ

مجددیہ معصومیہ شمسیہ مولویہ ہاشمیہ سیفیہ

۱) حضرت محبوب اللہ محمد رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ

۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۳) حضرت ابوعبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

۴) حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ

۵) حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

۶) حضرت ابویزید طیفور بن عیسیٰ عرف بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۷) حضرت ابوالحسن علی بن جعفر خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

۸) حضرت ابوعلی فضل بن محمد الطوسی عرف ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

۹) حضرت ابویعقوب خواجہ یوسف الہمدانی النعمانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰) حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱) حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

۱۲) حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳) حضرت خواجہ علی النساج رامیتی عرف حضرت عزیزان رحمۃ اللہ علیہ

۱۴) حضرت خواجہ محمد بابائے سماسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵) حضرت خواجہ سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

۱۶) حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین محمد بن محمد البخاری عرف شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

۱۷) حضرت خواجہ علاؤالدین محمد بن محمد البخاری عرف خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ

۱۸) حضرت مولانا یعقوب چرخی لوگری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹) حضرت ناصرالدین عبیداللہ بن محمود السمرقندی عرف خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

۲۰) حضرت مولانا محمد زاہد بدخشی حصاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱) حضرت خواجہ درویش محمد الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲) حضرت خواجہ محمد مقتدی الامکنگی البخاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۳) حضرت مؤیدالدین خواجہ بے رنگ محمد باقی باللہ الکابلی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴) حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی رضی اللہ عنہ

۲۵) حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم اول رحمۃ اللہ علیہ

۲۶) حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۷) حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل عرف امام العارفین رحمۃ اللہ علیہ

۲۸) حضرت خواجہ غلام محمد معصوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹) حضرت شاہ غلام محمد عرف قدوۃ الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ

۳۰) حضرت حاجی محمد صفی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۱) حضرت شاہ محمد ضیاء الحق عرف صفات شہید رحمۃ اللہ علیہ

۳۲) حضرت حاجی شاہ ضیاء عرف میاں جی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳) حضرت مولانا شمس الحق عرف حضرت صاحب کوہستانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۴) حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۵) حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۶) سیدنا و مرشدنا حضرت خواجہ آخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۳۷) حضرت مولانا محمد سعید المعروف حیدری صاحب اطال اللہ حیاتہ

شجرہ سلسلہ عالیہ چشتیہ ہاشمیہ سیفیہ

۱) حضرت محبوب اللہ محمد رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ

۲) حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۳) حضرت ابوسعید حسن بصری رضی اللہ عنہ

۴) حضرت ابوالفضل عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ

۵) حضرت ابوالفیض فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

۶) حضرت ابواسحٰق ابراہیم بن ادہم الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ

۷) حضرت سیدالدین خواجہ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ

۸) حضرت امین الدین شیخ ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ

۹) حضرت کریم الدین منعم شیخ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۰) حضرت شرف الدین ابواسحٰق شامی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱) حضرت قدوۃ الدین ابواحمد ابدال الچشتی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲) حضرت خواجہ ابومحمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳) حضرت خواجہ ناصرالدین ابویوسف الچشتی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴) حضرت خواجہ قطب الدین مودود الچشتی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵) حضرت نیرالدین حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶) حضرت ابومنصور خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷) حضرت خواجہ سیدنا معین الدین چشتی الاجمیری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی الاوشی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹) حضرت خواجہ فرید الدین مسعود الفاروقی الغزنوی عرف گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

۲۰) حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱) حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲) حضرت جلال الدین خواجہ محمود عثمان رحمۃ اللہ علیہ

۲۳) حضرت شیخ احمد عبد الحق ابدال رحمۃ اللہ علیہ

۲۴) حضرت شیخ محمد عارف عرف مخدوم عارف رحمۃ اللہ علیہ

۲۵) حضرت شیخ عبد القدوس النعمانی الگنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶) حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷) حضرت شیخ عبد الاحد الفاروقی الکابلی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ

۲۹) حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۰) حضرت سید عبد اللہ الحسینی عرف حاجی بہادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳۱) حضرت مولانا شیخ مامون شاہ منصوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۲) حضرت مولانا محمد نعیم کاموی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳) حضرت سید محمد شاہ الحسینی السندھوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۴) حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیری رحمۃ اللہ علیہ

۳۵) حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری رحمۃ اللہ علیہ

۳۶) حضرت مولانا محمد شعیب توڑھیری رحمۃ اللہ علیہ

۳۷) حضرت مولانا عبد الغفور عرف سوات صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳۸) حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت بڈے صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳۹) حضرت شیخ حمید اللہ صاحب عرف شیخ الاسلام تگاب رحمۃ اللہ علیہ

۴۰) حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی رحمۃ اللہ علیہ

۴۱) حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی رحمۃ اللہ علیہ

۴۲) سیدنا و مرشدنا حضرت خواجہ آخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۴۵) حضرت مولانا محمد سعید المعروف حیدری صاحب اطال اللہ حیاتہ

شجرہ سلسلہ عالیہ قادریہ ہاشمیہ مجددیہ سیفیہ

۱) حضرت محبوب اللہ محمد رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ

۲) حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

۳) حضرت ابو سعید حسن بصری رضی اللہ عنہ

۴) حضرت ابو محمد شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

۵) حضرت ابو سلمان داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

۶) حضرت ابو محفوظ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

۷) حضرت ابو حسن عبد اللہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

۸) حضرت ابو القاسم شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۹) حضرت ابو بکر الشبلی المالکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰) حضرت شیخ عبد العزیز بن حارث الاسدی التمیمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱) حضرت شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز المتقدم رحمۃ اللہ علیہ

۱۲) حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳) حضرت ابوالحسن ھکاری (ھنکاری) رحمۃ اللہ علیہ

۱۴) حضرت ابوسعید مبارک رحمۃ اللہ علیہ

۱۵) سیدنا حضرت ابومحمد شیخ عبدالقادر الجیلانی الحنبلی الحسنی رضی اللہ عنہ

۱۶) حضرت شاہ دولت دریائی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷) حضرت شاہ منور رحمۃ اللہ علیہ

۱۸) حضرت شاہ عالم الدھلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹) حضرت شیخ احمد ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰) حضرت شیخ جنید پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱) حضرت مولانا محمد صدیق بونیری رحمۃ اللہ علیہ

۲۲) حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری رحمۃ اللہ علیہ

۲۳) حضرت مولانا محمد شعیب توڑھیری رحمۃ اللہ علیہ

۲۴) حضرت مولانا عبدالغفور عرف سوات صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۵) حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت ھڈی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۶) حضرت شیخ حمید اللہ صاحب عرف شیخ الاسلام تگاب رحمۃ اللہ علیہ

۲۷) حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸) حضرت مولانا محمد ھاشم السمنگانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹) سیدنا ومرشدنا حضرت خواجہ آخندزادہ سیف الرحمن پیرارچی خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۳۰) حضرت مولانا محمد سعید المعروف حیدری صاحب اطال اللہ حیاتہ

شجرہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ ہاشمیہ مجددیہ سیفیہ

۱) حضرت محبوب اللہ محمد رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ ﷺ

۲) حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

۳) حضرت ابوسعید حسن بصری رضی اللہ عنہ

۴) حضرت ابومحمد شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

۵) حضرت ابوسلیمان داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

۶) حضرت ابومحفوظ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

۷) حضرت ابوالحسن عبداللہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

۸) حضرت ابوالقاسم شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۹) حضرت کریم الدین ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۰) حضرت ابوالعباس احمد دینوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۱) حضرت شیخ محمد بن عبداللہ عمویہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۲) حضرت ابوعمر قطب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳) حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر السہروردی الصدیقی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴) حضرت ابوحفص شہاب الدین عمر الصدیقی الشافعی السہروردی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵) حضرت ابوالبرکات بہاؤالدین ذکریا الاسدی القرشی الملتانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶) حضرت ابوالفتح رکن الدین فیض اللہ القرشی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷) حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸) حضرت سید اجمل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۹) حضرت سید بدھن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰) حضرت شیخ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ

۲۱) حضرت شیخ عبدالقدوس النعمانی الغزنوی ثم الگنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲) حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳) حضرت شیخ عبدالاحد الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۵) حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۶) حضرت حاجی بہادر سید عبداللہ الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷) حضرت مولانا شیخ مامون شاہ منصوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۸) حضرت مولانا محمد نعیم کاموی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹) حضرت سید محمد شاہ الحسینی السندھوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۰) حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیری رحمۃ اللہ علیہ

۳۱) حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری رحمۃ اللہ علیہ

۳۲) حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری رحمۃ اللہ علیہ

۳۳) حضرت مولانا عبدالغفور عرف سوات صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳۴) حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت ہڈے صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳۵) حضرت شیخ حمید اللہ صاحب عرف شیخ الاسلام تگاب رحمۃ اللہ علیہ

۳۶) حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۷) حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۸) سیدنا و مرشدنا حضرت خواجہ آخندزادہ سیف الرحمن پیرارچی خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۳۹) حضرت مولانا محمد سعید المعروف حیدری صاحب اطال اللہ حیاتہ

حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روزانہ کے چند معمولات

حضرت سیدنا و مرشدنا سلطان الاولیاء قدوۃ العارفین غوث الزمان قطب الارشاد ومشرف بمقام العبدیت والصدیقیت والامامت والاحسان پیر پیران خواجہ خواجگان علامہ مولانا اخندزادہ سیف الرحمن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تصنیف ھدایۃ السالکین کے صفحہ ۲۸۶ پر فرماتے ہیں:

''یہاں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر اپنے چند مختصراً معمولات بھی لکھتا ہوں تاکہ طالبین حق کے لئے مشعل راہ بنے۔ فاقول وباللہ التوفیق۔

حکایت کے طور پر کہتا ہوں کہ فقیر پر مصائب، مشکلات، امتحانات، اور بیماریاں بہت زیادہ ہیں کہ تمام مصائب کا لکھنا قلم کے احاطہ سے باہر ہے۔ تقریباً آٹھ بڑے بڑے دائمی امراض فقیر کے بدن پر ہمہ وقت رہتے ہیں، الاشاذ أونادراً۔

اور فقیر کی عمر بھی ۶۷ سال کے لگ بھگ ہے اس لئے ضعف اس فقیر پر غالب رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ علی الدوام بارہ رکعات تہجد اور تہجد کے بعد طلوع تک چھ سو چھبیس (۶۲۶) مرتبہ استغفار پڑھتا ہوں اور اگر یہ وقت میسر نہ ہو تو شب و روز میں ضرور بالضرور ۶۲۶ مرتبہ استغفار پورا کرتا ہوں موافق سلسلہ قادریہ وسہروردیہ۔ صبح طلوع ہوتے ہی سنت فجر ادا کرتا ہوں پھر مسنونہ تکیہ کے بعد اکتالیس مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہوں جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم میں میم کسرہ الحمد کی لام سے ضم کرتا ہوں اور ایک ہی سانس سے سورۃ فاتحہ پڑھتا ہوں جو کہ برکات کثیرہ اور اتفاق کا سبب ہے۔ پھر نماز فجر جامع مسجد میں باجماعت ادا کرتا ہوں، ۴۰ سے لیکر ستر (۷۰) یا اسی (۸۰) آیات نماز فجر میں تلاوت کرتا ہوں۔ نماز فجر کے بعد حلقہ مسنونہ بناتا ہوں اور قاری صاحب سے سورۃ یٰسین کی تلاوت سنتا ہوں۔ پھر نماز اشراق تک کبھی علوم و معارف کا مباحثہ ہوتا ہے، کبھی احیاء سنت کی

ترغیب ہوتی ہے، کبھی عقائد اجماعیہ سنیہ کا بیان ہوتا ہے، کبھی نعت خوانی اور ذکر اور اذکار کے ساتھ ساتھ بیعت کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ کبھی مسنونہ عادات کے موافق تعبیر الرؤیا بیان کئے جاتے ہیں، اگر کسی نے خواب دیکھا ہو وہ بیان کیا جاتا ہے اور مناسب تعبیر کیجاتی ہے۔ توجہ اور دیگر سلاسل کے اسباق تلقین کرنے کا سلسلہ بھی کبھی جاری رہتا ہے، علی حسب مقتضی الحال۔ سورج طلوع ہونے کے بعد نماز اشراق چار رکعت دو دو رکعات کی نیت سے ادا کرتا ہوں حتی المقدور مسجد میں کھانے پینے سے احتراز کرتا ہوں جو کہ مکروہ فعل ہے اور اگر کسی ضرورت داعیہ کی بنا پر کچھ کھاتا پیتا ہوں تو اعتکاف کی نیت کرنے کے بعد کھاتا ہوں۔ نماز اشراق کے بعد خانقاہ شریف میں جاتا ہوں اور مقیمین کے ساتھ ساتھ جہاں بہت سارے مہمان بھی ہوتے ہیں تو انکے ساتھ خانقاہ شریف میں ناشتہ کرتا ہوں اور چائے پیتا ہوں۔ چائے روٹی کی ابتداء اور اختتام نمک سے کرتا ہوں۔ پھر وقت ضحی تک ضروری علوم و معارف اور دقائق سلوک پر بحث و مباحثہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد گھر جاتا ہوں اور وضو کرنے کے بعد تحیۃ الوضوء اور صلوۃ الضحیٰ ادا کرتا ہوں پھر کم از کم تین پارہ تلاوت کرتا ہوں پھر بعض ضروری گھریلو ضروریات اور مہمانوں کے حقوق، بیویوں کے حقوق، اولاد کے حقوق، ہمسایوں کے حقوق اور یتیموں کے حقوق سے فارغ ہونے کے بعد میں مسنون قیلولہ کرتا ہوں۔

قیلولہ سے فراغت کے بعد نماز ظہر کے لئے تیاری کرتا ہوں، نماز ظہر باجماعت جامع مسجد میں طوال مفصل اور کبھی اوساط مفصل سے پڑھتا ہوں۔ موسم گرما میں نماز ظہر میں تاخیر کرتا ہوں جو کہ احناف کا مذہب ہے اور امر مستحبہ ہے۔ ("ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم" الحديث) بلکہ تمام نمازوں کو مستحبہ وقت پر قراءت مسنونہ کیساتھ ادا کرتا ہوں۔ کما حققہ فقہاء الاحناف۔ نماز ظہر کے بعد سورۃ فتح کے آخری رکوع کی

تلاوت قاری صاحبؒ سے سنتا ہوں پھر ذکر کی صحبت توجہ اور بیعت کا سلسلہ تقریباً اذان عصر تک جاری رہتا ہے اور کبھی علوم و معارف رموز و اشارات، عقائد ماتریدیہ، تردید فرق ضالہ اور کمالات باطنیہ کا بیان ہوتا ہے، کبھی مقامات تصوف، طریق نقشبندیہ، علو نسبت مجددیہ اور دیگر مقتضی الحال کی مناسبت سے موضوعات پر بحث و مباحثہ ہوتا ہے۔ اذان عصر کے بعد گھر جاتا ہوں وضو کرنے کے بعد عصر کی نماز وقت مستحبہ پر جامع مسجد میں باجماعت اوساط مفصل کے ساتھ پڑھتا ہوں کم از کم پندرہ (۱۵) آیات نماز عصر میں تلاوت کرتا ہوں پھر نماز کے بعد حلقہ مسنونہ بناتا ہوں اور ختم خواجگان پڑھتا ہوں۔

اسکے بعد ایک مجود قاری سے سورۃ نبأ کی تلاوت سنتا ہوں اور جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد سورۃ عم کے بعد سورۃ کہف کی تلاوت سنتا ہوں مع الخلفاءؒ، والمریدینؒ۔ پھر آذان مغرب تک نعت خوانی اور ذکر و توجہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ نماز مغرب کو قصار مفصل کیساتھ جامع مسجد میں باجماعت پڑھتا ہوں پھر گھر جاتا ہوں اور چھ رکعات صلوٰۃ اوابین ادا کرتا ہوں اور سورۃ یٰسین اور سورۃ واقعہ نماز مغرب کے بعد تلاوت کرتا ہوں، پھر خانقاہ شریف میں آتا ہوں اور مہمانوں کے ساتھ بیٹھتا ہوں اور مقیمین بھی شامل ہوتے ہیں، تو اکٹھے طور پر روٹی کھاتے ہیں۔ پھر ہاتھ دھونے کے بعد نماز عشاء تک توجہ، صحبت، ذکر، طریقت کے اہم مسائل اور مقامات، آداب طریقت کی تعلیم، اخلاق حمیدہ کی تلقین، حب للہ اور بغض فی اللہ کی تائید، مشائخ ماسبقؒ کے تعجب انگیز اور باعبرت واقعات، مصائب اور مشکلات پر صبر کرنے کی تلقین، استقامت علی الشریعۃ، جمع بین الشریعۃ والطریقۃ، اتباع سنت کی تائید وغیرھا مختلف موضوعات پر مختلف مواقع میں علی حسب مقتضی الحال کافی شافی اور مدلل بحث ہوتی رہتی ہے۔ جس میں متعدد علماء فحول بھی تشریف فرما ہوتے ہیں۔ مغرب کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد اذان عشاء ہوتی ہے اور وقت مستحبہ پر رات کے ثلث اول کے اختتام

سے پہلے نماز عشاء مسجد جامع میں با جماعت اوساط مفصل کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ نماز وتر کے بعد دو دفعہ خفیہ اور تیسری دفعہ جہراً (سبحٰن الملک القدوس) پڑھتا ہوں پھر آیت الکرسی کلمہ تمجید، کلمہ توحید وغیرھا اذکار مسنونہ کے بعد تین دفعہ دعا مانگتا ہوں جو کہ مسنون اور مستحب امر ہے، اس کے بعد سورۃ ملک کی تلاوت مجود قاری سے سنتا ہوں اور الم سجدۃ گھر میں تلاوت کرتا ہوں۔ اگر جمعہ کی شب ہو تو نماز عشا کے بعد توجہ، ذکر و صحبت، بیعت، نعت خوانی اور تلقین اسباق کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور کافی دیر تک جاری رہتا ہے پھر گھر جاتا ہوں اور طریقہ نقشبندیہ کے چھتیس مراقبات، طریقہ چشتیہ کے چار اسباق (یعنی ھو۔۔ اللہ ھو۔۔ ھو اللہ۔۔ انت الھادی انت الحق لیس الھادی الاھو) دھراتا ہوں۔

مولانا صاحبؒ کی حیات طیبہ میں فقیر نے خواب دیکھا کہ روزانہ چھ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرو تو مولنا صاحبؒ کی حیات میں علی الدوام بلا ناغہ چھ ہزار مرتبہ درود شریف فقیر کا روزانہ کا معمول تھا اور اب چونکہ مسترشدین ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور ان کی تربیت اور ارشاد فقیر کی ذمہ داری ہے اس لئے کبھی روزانہ یہی مذکورہ معمول ادا کرتا ہوں اور کبھی رہ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ قادریہ اور سہروردیہ شریفہ کے اسباق روزانہ پڑھتا ہوں۔

اس فقیر کے معمولات میں سے یہ بھی ہے کہ سال میں تین رات ضرور بالضرور اپنے مریدین سمیت شب بیداری کرتا ہوں (۱) شب ۲۷ رمضان، (۲) شب ۱۵ شعبان، اور (۳) شب ۱۲ ربیع الاول۔ اور شب معراج ۲۷ رجب المرجب کو بھی شب بیداری بعقیدہ استحباب و بنیت حصول برکات کرتا ہوں۔ اسی طرح ۹ شوال کو اپنے شیخ مبارک مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہ کا عرس مناتا ہوں ۲۸ صفر المظفر کو امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا عرس مبارک مناتا ہوں کہ جو اس مبارک ہستیؒ نے سالکین کو خواب اور کشوف میں امر کیا تھا کہ فقیر سیف الرحمٰنؒ سے کہو کہ میرا عرس منائیں۔

۱۲ ربیع الاول پر عید میلاد النبی ﷺ مناتا ہوں۔

ماہ رمضان المبارک (جو کہ جمیع خیرات اور برکات کا جامع ہے) میں دو (۲) دفعہ ختم قرآن پاک تراویح میں کرتا ہوں اور رمضان میں ظہر کی نماز کے بعد عصر تک تلاوت کرتا رہتا ہوں تا کہ جمیع کمالات ذاتی اور شیونی اور برکات اصلی و خیرات ظلی میسر ہو جائیں جیسا کہ امام مجددؒ نے مکتوب ۴۵ جلد ۱ میں واضح کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اس مہینے کی جمعیت تمام سال کی جمعیت کا سبب ہے اور اس مہینے کا تفرقہ بھی تمام سال کے تفرقہ کا سبب ہے۔ اس لئے رمضان المبارک کو پوری جمعیت کیساتھ گزارتا ہوں۔ کئی سال تک اس فقیر نے مکتوبات شریف کی تدریس کی ہے اور اب بھی روزانہ نماز فجر کے بعد مکتوبات شریف کی تدریس کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ مہمانوں، مسافروں، مساکین، ہمسایوں، بیویوں، اور دیگر ارباب حقوق خواہ اولاد ہو یا تلامذہ ہو تمام کے تمام حقوق ظاہری باطنی کا خیال رکھتا ہوں اور تمام کے حقوق پورا کرتا ہوں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی جملہ اقسام کا پورا خیال رکھتا ہوں اور عبادات و معاملات میں احکام شرعیہ کی پوری پابندی کرتا ہوں۔

شریعت اور طریقت دونوں راستوں کے لصوص، مبتدعین اور ناقصین سے بالکلیہ اجتناب کرنے والا ہوں۔ بغیر شرعی دلیل کے کسی چیز کے جواز یا حرمت کا فتوی نہیں دیتا ہوں۔ اپنے فقہاء احنافؒ کے اقوال کا تابع ہوں۔ متعدد شدید امراض جسمانی کے باوجود بھی جماعت کا ترک کرنا فقیر کی عادت نہیں، اور ان مذکورہ معمولات حسنہ کی دعوت اپنے مریدوںؒ اور تمام امت مسلمہ کو دیتا ہوں۔"

فقیر سید احمد علی شاہ کہتا ہے میں نے حضرت مبارک صاجب رحمۃ اللہ علیہ سے اذکارِ معصومیہ پڑھنے کی اجازت مانگی تو حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ ہمارا بھی معمول ہے اور اس کے پڑھنے سے میں بہت خوش ہوتا ہوں۔ اسی طرح حزب

الاعظم بھی حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات میں سے ہے۔

تذکرۂ اسماءِ مبارکۃ لِمشائخ عظام السّلسلۃ العالیۃ الطریقۃ الصّدّیقیّۃ النّقشبندیۃ المجدّدیۃ المعصومیۃ الشّمسیۃ المولویّۃ الھاشمیّۃ السّیفیۃ بالسّند المتّصل من شیخنا الامجد الی النّبیّ الاکرم ﷺ مع الادعیۃ المبارکۃ بالتّوسّل بھم للتّبرّک.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدُ اللّٰہ تعالٰی ونُثنی علیہ کما ھو اھلُہٗ ونُصلّی ونُسلّم علٰی رسولہ الکریم وعلٰی الہٖ وصحبہٖ اجمعین.

(۱) اللّٰھمّ اجعلنا لِذاتک العظیم ونبیّک الکریم وانشُر علینا رحمۃ مِّن رّحمۃ مَن مّا ارسل الّا رحمۃً لّلعٰلمین الّذی ذکرُہٗ ذکرُک وطاعتُہٗ طاعتُک وھو احمدُ الّذی ما حمدک احدٌ من الخلق کما حمدک وھو محمّدن الّذی یُحمدُ حمدًا بعد حمدٍ لا یختم حمدُہٗ ابدًا لانّ ربّہٗ یحمدُہٗ ابدًا بحرمۃ سیّد الکونین رسول الثّقلین صاحب قاب قوسین او ادنٰی محمّدن المصطفٰی ﷺ.

(۲) اللّٰھمّ ارزُقنا صدقًا وّایثارًا وّسرًّا مّن اسرار العشق ورمزًا مّن رّموز الصّدّیقیّۃ وعتقًا مّن النّار وھمّۃ تبکیرٍ لحصول صالح الاعمال بحرمۃ افضل البشر بعد الانبیاء بتحقیق الائمّۃ والخلفاء الرّاشدین علی التّحقیق خلیفۃ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ووزیرہ المکرّم سیّدنا ابی بکرن الصّدّیق ؓ.

(۳) اللّٰھمّ افرغ علینا حبّ اھل البیت العظام وادخلنا فی زمرۃ خدّام العترۃ وارزُقنا سلمًا فی الدّین بحرمۃ الصّحابیّ (الغریب المعدود) من آل بیت الرّسول ﷺ سیّدنا سلمان الفارسیّ المکرّم المقبول ؓ.

(۴) اللّٰھمّ اجعل لنا قسمۃً وّحظًّا مّن حظوظ الولایۃ وبارک علینا من برکات ال ابی بکرٍ رضی اللہ عنہ وقسّم لنا استقامۃً علی البرّ والتّقوٰی وارزُقنا لسان صدقٍ فی الاقسام بحرمۃ احد الفقھاء السّبعۃ، الامام الھمام المؤیّد بالتّوفیق سیّدنا قاسم ابن محمّد ابن ابی بکرن الصّدّیق ؓ.

(۵) اللّٰھمّ افض علینا فیضًا مّن فیوضات ولایۃ ال علیٍ رضی اللہ عنہ وفاطمۃ رضی اللہ عنھا وسلالۃ الحسنین الکریمین رضی اللہ تعالٰی عنھم وطھّر قلوبنا بطھارۃ ال النّبیّ ﷺ تطھیرًا کاملًا بحرمۃ امام الائمّۃ الّذی ھو بالحقّ ناطق الامام سیّدنا جعفر الصّادق ؓ.

(۶) اللّٰھمّ اوصلنا الٰی منازل اھل القلوب وادخلنا مُدخل صدق العارفین وحصّل ما فی صدورنا وخصّصنا بفقر اھل العفّۃ والعافیۃ واولی الوجدان بحرمۃ المؤیّد بالتّایید الالٰھیّ صاحب الفیض الالٰھامی سیّدنا سلطان العارفین ابی یزید البسطامی ؓ.

(٧) اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ مَنْ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وَاجْعَلْنَا مِمَّنْ اَنَابَ اِلَيْکَ وَمِنَ الَّذِيْنَ يَجِدُوْنَ الْفَيْضَ مِنْ اَهْلِ الْبَرَازِخِ وَاكْشِفْ عَلَيْنَا اَحْوَالَ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ بِحُرْمَةِ الْمَحْبُوْبِ السُّبْحَانِىْ غَوْثِ السَّالِكِيْنَ سَيِّدِنَا الشَّيْخِ اَبِى الْحَسَنِ الْخَرْقَانِىْ رضی اللہ عنہ.

(٨) اَللّٰهُمَّ يَا عَالِمَ السَّرَائِرِ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ كَمَا هِىَ لِنَعْمَلَ حَسْبَ حِكْمَةِ الْعِلْمِيِّ وَالْعَمَلِيِّ فِىْ سِجْنِ الدُّنْيَا عَلٰى مَا يَشَاءُ رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ وَيَرْضٰى عَنَّا رَسُوْلُهٗ ﷺ وَنَرَاهُمَا فِىْ رُؤْيَانَا بِحُرْمَةِ النَّشْوَانِ مِنْ رَحِيْقِ الْحُبِّ السَّرْمَدِىِّ قُطْبِ الْوَاصِلِيْنَ سَيِّدِنَا الشَّيْخِ اَبِى الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ الْفَارْمَدِىْ رضی اللہ عنہ.

(٩) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مُنْبَسِطِيْنَ بِعِبَادَتِکَ وَاتِّبَاعِ رَسُوْلِکَ الْاَمِيْنِ ﷺ وَوَفِّقْنَا لِاَدَاءِ مَا لَزِمْنَا مِنَ الْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ وَاجْعَلْنَا مِنَ الْمَقْبُوْلِيْنَ عِنْدَ الْخَلَائِقِ بِحُرْمَةِ غَوْثِ الصَّمَدَانِىْ سَيِّدِنَا الشَّيْخِ اَبِىْ يُوْسُفَ الْهَمْدَانِىْ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

(١٠) اَللّٰهُمَّ يَا وَهَّابُ هَبْ لَنَا نِعْمَةَ الْعِرْفَانِ وَاَعْطِنَا نُوْرَ الْاِيْقَانِ وَعَرِّفْنَا حُقُوْقَنَا وَحُقُوْقَ اِخْوَانِنَا الْمُسْلِمِيْنَ وَوَفِّقْنَا اَنْ نُّؤَدِّىَ فَرَائِضَنَا كَمَا يَنْبَغِىْ بِحُرْمَةِ قُطْبِ الرَّبَّانِىْ غَوْثِ الْخَلَائِقِ سَيِّدِنَا الشَّيْخِ عَبْدِ الْخَالِقِ الْغَجْدَوَانِىْ رضی اللہ عنہ.

(١١) اَللّٰهُمَّ يَا حَمِيْدُ اجْعَلْنَا مِنَ الْحَامِدِيْنَ وَالسَّالِكِيْنَ لِنَيْلِ مَرَاتِبِ السُّلُوْکِ وَيَسِّرْ عَلَيْنَا عَمَلَ الصَّعَالِيْکِ وَاَدْرِجْنَا فِىْ مَدَارِجِ السَّابِقِيْنَ اِلَى الْمَنَازِلِ الْعَالِىْ بِحُرْمَةِ الْمُسْتَلِقِ عَنِ الْحِجَابِ

الْبُشْرٰى قُطْبِ الْاَصْفِيَاءِ سَيِّدِنَا الشَّيْخِ الْعَارِفِ الرِّيْوُگَرِىْ رضی اللہ عنہ.

(١٢) اَللّٰهُمَّ يَا عَزِيْزُ مِنْ كُلِّ عَزِيْزٍ تَعَزَّزْتَ بِالْعِزَّةِ اَعِزَّنَا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَنَجِّنَا مِنْ خِزْىِ الدَّارَيْنِ لِاَنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ﷺ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ بِحُرْمَةِ الْمُعْرِضِ عَنِ الْمُرَادِ الدُّنْيَوِىِّ وَالْاُخْرَوِىِّ شَيْخِ الْمَشَائِخِ سَيِّدِنَا الشَّيْخِ مَحْمُوْدِ الْاِنْجِيْرِىِّ الْفَغْنَوِىْ رضی اللہ عنہ.

(١٣) اَللّٰهُمَّ يَا نُوْرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَزِلْ عَنْ قُلُوْبِنَا نُقَطَ السَّوْدَاءِ مِنَ السَّيِّاٰتِ وَاجْعَلْ لَطَائِفَنَا مُشْرِقَةً بِنُوْرِ الذِّكْرِ كَمَا اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا بِحُرْمَةِ الْوَالِهِ فِىْ مَحَبَّةِ مَوْلَاهُ الْغَنِىِّ الْمَعْرُوْفِ بِحَضْرَةِ سَيِّدِنَا عَزِيْزَانِ عَلِىِّ الرَّامِتَنِىْ رضی اللہ عنہ.

(١٤) اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْاِصْبَاحِ وَالْفَلَقِ اِكْشِفْ عَنْ فُؤَادِنَا حِجَابَ الْغَفْلَةِ وَضَعْ عَنْ اَجْسَامِنَا كَلَالَ الرِّيَاضَةِ وَثِقْلَ وَطْىِ اللَّيَالِىْ وَسَهِّلْ عَلَيْنَا تَحَمُّلَ اَعْمَالِ الْمَسْنُوْنَةِ وَاجْعَلْنَا مَسْرُوْرِيْنَ بِالنَّوَالِ بِحُرْمَةِ الْمُقْبِلِ عَلَى اللّٰهِ وَلِمَا سِوَاهُ نَاسٍ قُطْبِ الْاَتْقِيَاءِ سَيِّدِنَا الشَّيْخِ بَابَا سَمَاسِىْ رضی اللہ عنہ.

(١٥) اَللّٰهُمَّ يَا خَالِقَ كُلِّ شَىْءٍ وَيَا مُصَوِّرُ نَقِّشْ عَلٰى قُلُوْبِنَا اِسْمَ ذَاتِکَ اللّٰهُ بَلِ التَّجَلِّى الْمُعَرَّاةَ عَنِ الْجِهَاتِ السِّتَّةِ وَاكْتُبْ تَحْتَهٗ اِسْمَ حَبِيْبِکَ مُحَمَّدٍ ﷺ لِيَكُوْنَ نَقْشُهُمَا مُتَّصِلًا كَقَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاِذًا يَتِمُّ ذِكْرُکَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ ذِكْرَ اللّٰهِ بِحُرْمَةِ مَنْبَعِ الْمَعَارِفِ وَالْكَمَالِ رَئِيْسِ السَّادَاتِ السَّيِّدِ اَمِيْرِ كُلَالٍ رضی اللہ عنہ.

(۱۶) اَللّٰهُمَّ يَا دَائِمُ بِلَازَوَالٍ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا عَلٰى طَرِيْقِ الْحَقِّ وَاسْلُکْ بِنَا سُلُوْکَ الْاَوْلِيَاءِ وَاهْدِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَجَمِيْعَ مُتَعَلِّقِيْنَا سُبُلَ الصّٰلِحِيْنَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْکَ وَاِنَّکَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ بِحُرْمَةِ اِمَامِ الطَّرِيْقَةِ غَوْثِ الْخَلِيْقَةِ بَدْرِ الْمِلَّةِ وَالدِّيْنِ ذِی الْفَيْضِ الْجَارِیْ وَالنُّوْرِ السَّارِیْ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِبْنِ مُحَمَّدِ الْبُخَارِیِّ الْاُوَيْسِیِّ الْمَعْرُوْفِ الشَّاهِ نَقْشْبَنْدِ وَخَوَاجَه مُشْکِلْکُشَا رضی الله عنه.

(۱۷) اَللّٰهُمَّ يَا مُطْلِقَ الْاَسِيْرِ حَرِّرْ رِقَابَنَا عَنْ رِقِّ الْعِصْيَانِ وَالْغَوَايَةِ وَاَعْتِقْ قُلُوْبَنَا عَنْ قَيْدِ الطَّوَاغِيْتِ کَمَا اَعْتَقْتَ سَيِّدَنَا يُوْسُفَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَنْ رِقِّ الْعُبُوْدِيَّةِ وَارْزُقْنَا خَيْرَ الدَّارَيْنِ وَارْزُقْنَا رِزْقًا کَرِيْمًا وَّاسِعًا لِخِدْمَةِ عِبَادِکَ الصّٰلِحِيْنَ بِحُرْمَةِ مِفْتَاحِ خَزَائِنِ الْاَسْرَارِ قُطْبِ الْاَقْطَابِ سَيِّدِنَا الشَّيْخِ مُحَمَّدِنِ الْبُخَارِی الْمَعْرُوْفِ بِعَلَاءِ الدِّيْنِ الْعَطَّارِیِّ رضی الله عنه.

(۱۸) اَللّٰهُمَّ يَا وَلِیَّ الْاَوْلِيَاءِ اِزْهَدْنَا فِی الدُّنْيَا وَتَوَلَّنَا فِیْ مَنْ تَوَلَّيْتَ فِی الْاُوْلٰی وَالْاُخْرٰی وَاجْعَلْ ذَاتَکَ الْکَرِيْمَ وِجْهَةً لَّنَا لِنُوَلِّيَهَا کَمَا قُلْتَ وَلِکُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا لِنَسْتَبِقَ الْخَيْرَاتِ بِحُرْمَةِ الْمَوْرِدِ لِتَوَاتُرِ عِنَايَاتِ الْبَارِی مَوْلَانَا سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ يَعْقُوْبِ الْجَرْخِیِّ الْحِصَارِی رضی الله عنه.

(۱۹) اَللّٰهُمَّ يَا جَاعِلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرِ صَقِّلْ قُلُوْبَنَا لِتَکُوْنَ کَالدُّرَرِ الْغُرَرِ وَاَذِقْنَا لَذَّةَ الذِّکْرِ وَحَبِّبْ اِلَيْنَا ذِکْرَکَ لِنَکُوْنَ مِصْدَاقَ وَاذْکُرْ

رَّبَّکَ اِذَا نَسِيْتَ بِحُرْمَةِ مُرَوِّجِ الدِّيْنِ وَمُقَوِّی الْمَشْرَبِ النَّقْشْبَنْدِی قُطْبِ الْاَوْلِيَاءِ سَيِّدِنَا الشَّيْخِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْاَحْرَارِ السَّمَرْقَنْدِیِّ الْمَعْرُوْفِ بِخَوَاجَه اَحْرَار رضی الله عنه.

(۲۰) اَللّٰهُمَّ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَطْلِقْنَا اَنْ نَکُوْنَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ وَمَکِّنَّا فِیْ صُفُوْفِ الْعَارِفِيْنَ وَاجْعَلْنَا مِمَّنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ وَزِدْنَا هُدًی بِحُرْمَةِ الرَّاکِعِ السَّاجِدِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ مَوْلَانَا سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ زَاهِدٍ رضی الله عنه.

(۲۱) اَللّٰهُمَّ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ اَقِمْنَا عَلٰی طَاعَتِکَ وَطَاعَةِ نَبِيِّکَ صلی الله عليه وسلم وَعَامِلْنَا عَلٰی شَاکِلَتِکَ وَصَيِّرْنَا بَاقِيْنَ بِذَاتِکَ الْعَظِيْمِ فِیْ حَرَمٍ رَءُوْفٍ رَّحِيْمٍ الَّذِیْ يَذْکُرُکَ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَحِيْنٍ بِحُرْمَةِ الْمُکَرَّمِ الْمُجَدِّدِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ مَوْلَانَا دَرْوِيْش مُحَمَّدٍ رضی الله عنه.

(۲۲) اَللّٰهُمَّ يَا مُحْيِیْ اَحْیِ قُلُوْبَنَا حَيَاةً طَيِّبَةً وَّجَدِّدْ اِيْمَانَنَا فِیْ کُلِّ لَمْحَةٍ وَّاَصْلِحْ اَعْمَالَنَا وَاَدْخِلْنَا فِی الرَّبَّانِيِّيْنَ وَاَفِضْ عَلَيْنَا مِنْ فُيُوْضَاتِ الْقَيُّوْمِيَّةِ وَاَرِنَا مَنَاهِجَ تَجْدِيْدَاتِ الرَّبَّانِی بِحُرْمَةِ الْمَوْلَی الْکَرِيْمِ السُّنِّیِّ مَوْلَانَا خَوَاجَگِی السَّمَرْقَنْدِی الْاَمْکَنْگِی رضی الله عنه.

(۲۳) اَللّٰهُمَّ يَا مُنْقِذَ الْهَلْکٰی وَ يَا مُنْجِیَ الْغَرْقٰی اَخْرِجْنَا مِنْ ظُلُمٰتِ الْوَهْمِ وَاَکْرِمْنَا بِنُوْرِ الْفَهْمِ وَالْيَقِيْنِ وَاحْفَظْنَا مِنْ مَکَائِدِ الشَّيْطٰنِ وَشَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَاٰتِنَا الْعُرْوَةَ الْوُثْقٰی لِنَسْتَمْسِکَ بِهَا مَحْيَانَا وَمَمَاتَنَا بِحُرْمَةِ الْقُطْبِ الَّذِیْ لِصَهْبَاءِ الْحُبِّ الذَّاتِی هُوَ السَّاقِیْ مُؤَيِّدِ

الذین الرّضی سیّدنا الشّیخ محمّدن الباقی رضی اللہ عنہ.

(۲۴) اللّٰھمّ یا متمّم نعمتک علی اھل الاسلام ثبّتنا علی عقیدۃ اھل السّنّۃ والجماعۃ مخلصین لک الدّین مع الحجّۃ والبرھان ساعین فی العبادۃ حنفآء لحصول الاحسان واقامۃ دین القیّمۃ وحصول اعلی اسرار السّلوک ودقائق العرفان مع العافیۃ والعفو والایقان بحرمۃ قطب المدقّقین وغوث المحقّقین مظھر العجائب ومنبع الاسرار والمعانی وواقف تاویل متشابھات الکتاب و اسرار المقطّعات القرآنیّۃ بالعلم الوھبیّ الّدنی وکان مجدّدا للالف الثّانی سیّدنا وامامنا الشّیخ احمد الفاروقی السّرھندی المعروف الامام الرّبّانی المجدّد للالف الثّانی رحمہ اللہ تعالی ورضی اللہ عنہ وارضاہ.

(۲۵) اللھم یا احلّ المشکلات حلّ مشکلاتنا واجعلنا مطیعین لسنّۃ نبیک ﷺ عاملین علی شریعتہ مشیعین فی ترویجھا وتبلیغھا اداءً لحقّ البلاغ بحرمۃ مظھر النّور امین السّرّ المکتوم شیخ المشائخ العروۃ الوثقی سیّدنا محمّد معصوم رضی اللہ عنہ.

(۲۶) اللّٰھمّ یا مانع بعّد عن قلوبنا غفلۃً وارزقنا سلامۃً من کلّ ما یشغلنا عن معمولاتنا الاورادیّۃ واحفظنا من وساوس الشّیطن والاوھام السّاترۃ للقلوب عن مطالعۃ الغیوب طغی بحرمۃ المستغرق فی لجّۃ بحر حقّ الیقین سلطان الاولیاء سیّدنا الشّیخ محمّد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ.

(۲۷) اللّٰھمّ یا معطی اوصلنا الی غایۃ طریق الواصلین الی حضرتک ونھایۃ مساکن العاکفین عند مقعد صدق وفّق وسعتنا واجب دعواتنا واقض حاجاتنا بحرمۃ المشرّف بالتّجلّی الذّاتی والصّفاتی والشّئونی الشّیخ محمّد اسماعیل المعروف بامام العارفین رضی اللہ عنہ.

(۲۸) اللّٰھمّ یا ولیّ الولاء ویا کاشف الضّرّ والبلاء اکشف عنّا غلاف الکسل وثقل النّوم واجعلنا مصداق الا انّ اولیآء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون بحرمۃ قطب الوقت وشمس الولایۃ سیّدنا الشّیخ غلام محمّد معصوم المعروف بالمعصوم الثّانی رضی اللہ عنہ.

(۲۹) اللّٰھمّ یا مفضّل احبابک بکمالات الفاضلۃ ویا من یزید قربھم بمراقباتھم الکاملۃ بفضلک یا ذا الفضل العظیم فضّلنا علی کثیر ممّن خلقت تفضیلا وادخلنا فی اھل الفضل بحرمۃ قطب الاقطاب والاولیاء جامع الکمال الصّوریّ والمعنویّ السّیّد الشّاہ غلام محمّد المعروف بقدوۃ الاولیآء رحمۃ اللہ تعالی.

(۳۰) اللّٰھمّ یا من ارادتہ صفتہ الازلیّۃ اردنا رضاک فارض عنّا وارض عنّا نبیّنا رسولک المصطفی ﷺ وارضنا برضاک واقمنا فی رضاک لانّ من رضیت عنہ فقدفاز فوزا عظیما بحرمۃ قیّوم الزّمان الّذی ھو فی الحقیقۃ والمعرفۃ وحید حاجی الحرمین الشّریفین سیّدنا الشّیخ صفیّ اللہ رضی اللہ عنہ.

(۳۱) اللّٰھمّ یا قدیم الاحسان ویا من احسانہ فوق کلّ احسان احسن

اِلَیْنَا بِاِحْسَانِکَ الْقَدِیْمِ اَنْزِلْ عَلَیْنَا اَنْوَارَ مَرْتَبَةِ الْاِحْسَانِ وَاجْعَلْنَا
مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ بِحُرْمَةِ مَحْبُوْبِ السُّبْحَانِ غَوْثِ الزَّمَانِ الَّذِیْ کَانَ
فِیْ عَصْرِهٖ وَاَوَانِهِ الْفَرِیْدِ شَاه مُحَمَّد ضِیَاءُ الْحَقِّ الْمَعْرُوْف بِحَضْرَت
شَهِیْد ؓ.

(۳۲) اَللّٰهُمَّ یَا مُنَزِّلَ رُوْحِ الْقُدُسِ اَیِّدْنَا بِهٖ وَرَوِّحْ اَرْوَاحَنَا بِرَاحَةِ عِشْقِ
سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﷺ وَاجْعَلْنَا فَائِزِیْنَ
بِرُؤْیَةِ جَمَالِهٖ مَنَامًا ثُمَّ یَقْظَةً کَمَا قَالَ ﷺ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ
فِی الْیَقْظَةِ بِحُرْمَةِ مَعْدَنِ اَسْرَارِ الْحَقِیْقَةِ قُطْبِ دَائِرَةِ الْاِرْشَادِ مَقْبُوْلِ
اللّٰهِ الصَّمَدِ الْقَوِیِّ حَاجِی الْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ السَّیِّد شاه ضیاء
عرف سیّدنا میاں جی ؓ.

(۳۳) اَللّٰهُمَّ یَا فَاتِحُ وَ یَا خَیْرَ الْفَاتِحِیْنَ وَیَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ اِفْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ
قُرْبِکَ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ الْفُتُوْحَاتِ وَاجْعَلْ لَطَائِفَنَا مُنَوَّرَاتٍ بِنُوْرِ
الذِّکْرِ وَاجْعَلْ مَشَائِخَنَا وَسَائِلَنَا لِحُصُوْلِ فَیْضِ التَّجَلِّیَاتِ لَا سِیَّمَا
فَیْضِ شَانِ الْجَامِعِ وَالتَّجَلِّی الذَّاتِی الدَّائِمِی وَاجْعَلْنَا رَبَّنَا مِنْ اَهْلِ
سُلْطَانِ الذِّکْرِ وَاَصْحَابِ الْوَصْلِ الْعُرْیَانِ بِحُرْمَةِ غَوْثِ الْاَکْمَلِ
وَالْفَرْدِ الْاَجَلِّ مَخْزَنِ الْاَسْرَارِ الْاِلٰهِیَّةِ وَمَعْدَنِ الْاَنْوَارِ اللَّامُتَنَاهِیَّةِ
(بِمَعْنٰی لَا تَقِفُ عِنْدَ حَدٍّ) اَلْمُقْبِلُ عَلٰی مَوْلَاهُ الْمُعْرِضُ عَمَّنْ سِوَاهُ
سُلْطَانُ اَهْلِ الْجَذْبَةِ وَالسُّلُوْکِ سَیِّدُنَا الشَّیْخ شَمْسُ الْحَقِّ الْمَعْرُوْف
حَضْرَتْ صَاحِبِ الْکُوْهِسْتَانِیْ ؓ.

(۳۴) اَللّٰهُمَّ یَا رَازِقُ اُرْزُقْنَا الصِّدْقَ وَالصَّفَا وَالْبِرَّ وَالضِّیَاءَ وَالشُّکْرَ

وَالْحَیَاءَ وَاَدْخِلْنَا فِیْ زُمْرَةِ الصِّدِّیْقِیْنَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الصَّادِقِیْنَ
بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْعَالَمِ قُطْبِ الْاَقْطَابِ قِبْلَةِ اَهْلِ الْعِرْفَانِ وَکَعْبَةِ
اَصْحَابِ الْاِیْقَانِ غَوْثِ الثَّقَلَیْنِ الْمُسْتَضِیْ مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ
بِمِصْبَاحَیْنِ السَّیِّد الشَّاه رَسُوْلِ الطَّالَقَانِیْ ؓ.

(۳۵) اَللّٰهُمَّ یَا رَازِقُ اُرْزُقْنَا الصِّدْقَ وَالصَّفَا وَالْبِرَّ وَالضِّیَاءَ وَ الشُّکْرَ
وَالْحَیَاءَ وَالْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَالْیَقِیْنَ وَاَدْخِلْنَا فِیْ زُمْرَةِ الصِّدِّیْقِیْنَ
وَاجْعَلْنَا مِنَ الصَّادِقِیْنَ بِحُرْمَةِ رَئِیْسِ الْاَوْلِیَاءِ سُلْطَانِ الْاَصْفِیَاءِ
قُطْبِ الْاِرْشَادِ وَغَوْثِ الْاَفْرَادِ حَامِی الشَّرِیْعَةِ مُرَوِّجِ الطَّرِیْقَةِ
مَظْهَرِ الْحَقِیْقَةِ هَادِی الْخَلِیْقَةِ مَنْظُوْرِ عَیْنِ اللّٰهِ الْقَوِیِّ مَنْبَعِ الْعِشْقِ
الْحَقَّانِیْ حَضْرَتْ مَوْلَانَا مُحَمَّد هَاشِمِ السَّمَنْجَانِیْ ؓ.

(۳۶) اَللّٰهُمَّ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا وَاسْقِنَا مِنْ غَیْثِ غَوْثِ الْاَغْوَاثِ
وَرَوِّنَا مِنْ زُلَالِ بَحْرِهِ الْاَبْحَرِ وَاَشْرِقْ صُدُوْرَنَا بِنُوْرِ الْهُدٰی
وَالتُّقٰی بِحُرْمَةِ حُجَّةِ الْعُرَفَاءِ الْکَامِلِیْنَ وَقُدْوَةِ الْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِیْنَ
وَقُطْبِ الْمُحَقِّقِیْنَ وَنَائِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الْاَرْضِیْنَ بَحْرِ
الْمُدَقِّقِیْنَ وَمُرْشِدِ عِبَادِ اللّٰهِ فِی الْعٰلَمِیْنَ وَمَخْزَنِ اَسْرَارِ الْاِلٰهِیَّةِ
وَمُزَیِّنِ اَطْوَارِ النَّقْشْبَنْدِیَّةِ بَلِ السَّلَاسِلِ الْاَرْبَعَةِ الْمَعْرُوْفَةِ الْمُتَحَلّٰی
بِالْحَقَائِقِ الْغَرِیْبَةِ الْقُدْسِیَّةِ وَالْمُنْفَرِدِ الْوَاصِلِ اِلٰی اَقْصٰی مَرَاتِبِ
الْوَلَایَةِ وَالْمُتَحَقِّقِ بِکَمَالَاتِ الْاِصَالَةِ وَالْفَرْدِ الْکَامِلِ الْعَامِلِ
بِالشَّرِیْعَةِ الْمُحَمَّدِیَّةِ وَالْاِنْسَانِ الْعَامِلِ شَیْخِنَا وَاِمَامِنَا وَهَادِیْنَا
صَاحِبِ الْوَقْتِ قَیُّوْمِ الزَّمَانِ قُطْبِ الْاِرْشَادِ مُجَدِّدِ الْعَصْرِ الْحَاضِرِ

حضرت آخوندزاده سَیِّدِنَا سَیْفِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَارِیْ سَرْفِراز
خان النَّقْشْبَنْدِی الْجِشْتِیِّ الْقَادِرِیِّ السُّهْرَوَرْدِیِّ الْمُجَدِّدِیِّ
الْهَاشِمِیِّ الْحَنَفِیِّ الْمَاتُرِیْدِیِّ. قَدَّسَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی بِسِرِّهِ
الْاَقْدَسِ حَتّٰی یَصِلُوْا سَائِرَ الْمُسْتَرْشِدِیْنَ اِلٰی مَرَامِهٖ وَاَقْصٰی مَرَاتِبِهٖ
وَیُدْرِکُوْا غَامَّةً مِنْ عُلُوِّ مَقَاصِدِهٖ مَا یَتَمَنَّاهُ آمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

(۳۷ اَللّٰهُمَّ یَا ذَا الْجُوْدِ وَالْعَطَاءِ وَیَا غَافِرَ الذَّنْبِ وَالْخَطَاءِ اِغْفِرْ لِسَیِّدِنَا
وَمَوْلَانَا حَضْرَتِ الْعَلَّامَةِ الْفَهَّامَةِ الْفَخَّامَةِ خَادِمِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ
وَالْخَلِیْفَةِ الْمُطْلَقِ لِهٰذَا الشَّیْخِ الْاَعْظَمِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَاشِقِ اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖ ﷺ وَمُحِبِّ الْاَوْلِیَآءِ وَالْعُلَمَآءِ الرَّبَّانِیِّیْنَ صَاحِبِ الْاَخْلَاقِ
الْحَسَنَةِ وَالْجُوْدِ وَالْاِخْلَاصِ وَالشَّجَاعَةِ وَالتَّوَاضُعِ وَالْاَوْصَافِ
الْجَمِیْلَةِ لِلْاَوْلِیَآءِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْمُفْتِی الْعَلَّامَةِ السَّیِّدُ اَحْمَدُ عَلِیْ
شَاهْ الْحَنَفِیُّ الْمَاتُرِیْدِیُّ السَّیْفِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاجْعَلْهُ وَاَوْلَادَهٗ
وَاَهْلَهٗ وَاِخْوَانَهُ الْمُسْلِمِیْنَ وَالسَّالِکِیْنَ مِنَ الْمُسْتَمْسِکِیْنَ بِاَذْیَالِ
اَهْلِ الْبَیْتِ وَبِحَبْلِ الْاَوْلِیَآءِ الْکَامِلِیْنَ الْوَاصِلِیْنَ الْمُتَوَسِّلِیْنَ وَ
الْاٰخِذِیْنَ بِرِدَاءِ اَحَبِّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی الَّذِیْ لَوْلَاهُ لَمَا خَلَقَ
الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ ﷺ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَارْزُقْنَا حُبَّهٗ ﷺ
وَحُبَّ اَهْلِهٖ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَوَرَثَتِهٖ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ
وَالْعَمَلَ بِسُنَّتِهٖ وَسُنَّتِهِمْ وَالْاِسْتِقَامَةَ عَلٰی هَدْیِهٖ وَهَدْیِهِمْ وَارْزُقْنَا
شَفَاعَةَ الْاَمِیْنِ الْمَکِیْنِ عِنْدَکَ فِی الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ.

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

مناجات که انتساب او بامام ابو حنیفه رحمة الله تعالی علیه

الٰهِیْ کَمْ رَکِبْتُ عَلَی الْخَطَایَا   فَهَبْ لِیْ تَوْبَتًا قَبْلَ الْمَنَایَا
نَدِمْتُ نَدَامَتًا اَرْجُوْا اِلَیْکَ   سَتَغْفِرُ ذِلَّتِیْ رَبَّ الْبَرَایَا
الٰهِیْ مَا عَصَیْتُکَ مِنْ عِنَادٍ   وَلٰکِنْ شَقْوَتِیْ بَلَغَتْ مَنَایَا
اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ   لَعَلَّ اللّٰهَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا
صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَهْوٍ وَلَعِبٍ   فَآهًا ثُمَّ آهًا ثُمَّ آهًا

مناجات که انتساب او بامام الشافعی رحمة الله تعالی علیه

الٰهِیْ عَبْدُکَ الْعَاصِیْ اَتَاکَ   مُقِرٌّ بِالذُّنُوْبِ وَقَدْ دَعَاکَ
صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَهْوٍ وَّ لَعِبٍ   سَبِیْلِیْ صِرْتُ خَالٍ عَنْ رِضَاکَ
الٰهِیْ لَا اِلٰهَ سِوَاکَ فَارْحَمْ   عَلٰی مَنْ لَّا رَحِیْمَ لَهٗ سِوَاکَ
وَجَائِکَ تَائِبًا یَرْجُوْ رِضَاکَ   یُجَاوِزُ عَنْ ضَعِیْفٍ قَدْ جَفَاکَ
فَاِنْ تَغْفِرْ فَاَنْتَ لِذَالِکَ اَهْلٌ   وَاِنْ تَطْرُدْ فَمَنْ یَّرْحَمْ سِوَاکَ
فَاِنْ اَکُ یَا مُهَیْمِنُ قَدْ عَصَاکَ   فَلَمْ اَسْجُدْ لِمَعْبُوْدٍ سِوَاکَ

حَرَّرَهُ الْحَافِظُ الْفَقِیْر
السَّیِّدُ عَبْدُ الْحَقِّ شَاهْ الْحَنَفِی
التِّرْمِذِیُّ الْمَاتُرِیْدِیُّ السَّیْفِی السُّوَاتِیُّ

مجرب تعویزات

جس شخص پر سحر یا جادو ہو یا کوئی شخص جنات یا سحر و جادو کیوجہ سے نامرد اور کمزور (جماع کی قدرت نہ رکھتا) ہو کسی شخص کو درد یا اور کوئی مصیبت یا تکلیف ہو تو اُس کے لئے سات ''بیر'' کے پتے لیں اور ان پتوں کو ایک پتھر پر رکھ کر دوسرے پتھر کی مدد سے کوٹیں۔ ان کوٹے ہوئے پتوں کو پانی میں ڈال دیں۔ اس پانی پر آیۃ الکرسی۔ چاروں قل اور درج ذیل آیاتِ قرآنیہ پڑھ کر دم کریں۔ پانی پر دم کرنے کے بعد مریض کو تین سانس سے پلائیں اور باقی پانی سے مریض کو غُسل کرائیں بفضلہ تعالیٰ مریض کو شفا ہوگی۔ آیاتِ قرآنیہ درج ذیل ہیں:

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط

وَاَوحَینَا اِلیٰ مُوسیٰٓ اَن اَلقِ عَصَاکَ فَاِذَا ھِیَ تَلقَفُ مَا یَاْفِکُونَ o

اور ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ اپنا عصا ڈال تو ناگاہ ان کی بناوٹوں

فَوَقَعَ الحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوا یَعمَلُونَ o فَغُلِبُوا ھُنَالِکَ

کو نگلنے لگا تو حق ثابت ہوا اور ان کا کام باطل ہوا تو یہاں وہ مغلوب پڑے اور ذلیل ہو کر

وَانقَلَبُوا صٰغِرِینَ o وَاُلقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِینَ o قَالُوٓا اٰمَنَّا

پلٹے اور جادوگر سجدے میں گروائے گئے بولے ہم ایمان لائے جہان کے رب پر جو رب ہے

بِرَبِّ العٰلَمِینَ o رَبِّ مُوسیٰ وَھٰرُونَ o وَقَالَ فِرعَونُ ائتُونِی

موسیٰ و ہارون کا اور فرعون بولا ہر جادوگر علم والے کو میرے پاس لے آؤ۔ پھر جب

بِکُلِّ سٰحِرٍ عَلِیمٍ o فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَۃُ قَالَ لَھُم مُوسیٰٓ اَلقُوا مَا اَنتُم

جادوگر آئے موسیٰ نے کہا ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے

اَنتُم مُّلقُونَ o فَلَمَّآ اَلقَوا قَالَ مُوسیٰ مَا جِئتُم بِہِ السِّحرُ ط اِنَّ اللّٰہ

پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ نے کہا یہ جو تم لائے یہ جادو ہے اب اللہ سے باطل کر دیگا

سَیُبطِلُہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصلِحُ عَمَلَ المُفسِدِینَ o وَیُحِقُّ اللّٰہُ

اللہ مفسدوں کا کام نہیں بناتا اور اللہ اپنی باتوں سے حق کو حق کر دکھاتا ہے پڑے بُرا مانیں

الحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَلَو کَرِہَ المُجرِمُونَ o قَالُوا یٰمُوسیٰٓ اِمَّآ اَن تُلقِیَ

مجرم بولے اے موسیٰ یا تو تم ڈالو یا ہم پہلے ڈالیں موسیٰ نے کہا

وَاِمَّآ اَن نَّکُونَ اَوَّلَ مَن اَلقٰی o قَالَ بَل اَلقُوا فَاِذَا حِبَالُھُم

بلکہ تمہیں ڈالو جبھی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں

وَعِصِیُّھُم یُخَیَّلُ اِلَیہِ مِن سِحرِھِم اَنَّھَا تَسعٰی o فَاَوجَسَ فِی

دوڑتی ہوئی معلوم ہوئی تو اپنے جی میں موسیٰ نے خوف پایا تو ہم نے فرمایا ڈر نہیں۔ بے شک

نَفسِہٖ خِیفَۃً مُّوسیٰ o قُلنَا لَا تَخَف اِنَّکَ اَنتَ الاَعلٰی o وَاَلقِ

تو ہی غالب ہے اور ڈال تو دے جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے وہ ان کی بناوٹوں کو نگل جائیگا

مَا فِی یَمِینِکَ تَلقَف مَا صَنَعُوا ط اِنَّمَا صَنَعُوا کَیدُ سٰحِرٍ ط

وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آئے تو

وَلَا یُفلِحُ السّٰحِرُ حَیثُ اَتٰی o فَاُلقِیَ السَّحَرَۃُ سُجَّدًا قَالُوٓا اٰمَنَّا

سب جادوگر سجدے میں گرادیئے گئے بولے ہم اس پر ایمان لائے

بِرَبِّ ھٰرُونَ وَمُوسیٰ o

جو ہارونؑ اور موسیٰؑ کا ربّ ہے۔

تعویز نقشبندیہ

تعویذ نقشبندیہ کے خواص تو بہت ہیں مگر مختصراً یہ تعویذ برائے دفع مصائب و آلام ، برائے دفع جن و شیاطین حاسدین اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ، بچوں کے رونے اور ہر قسم کی بیماری کے لئے ہے۔ غرضیکہ ظاہری و باطنی امراض سے بچاؤ کے لئے نہایت مجرب اور آزمودہ شدہ ہے۔
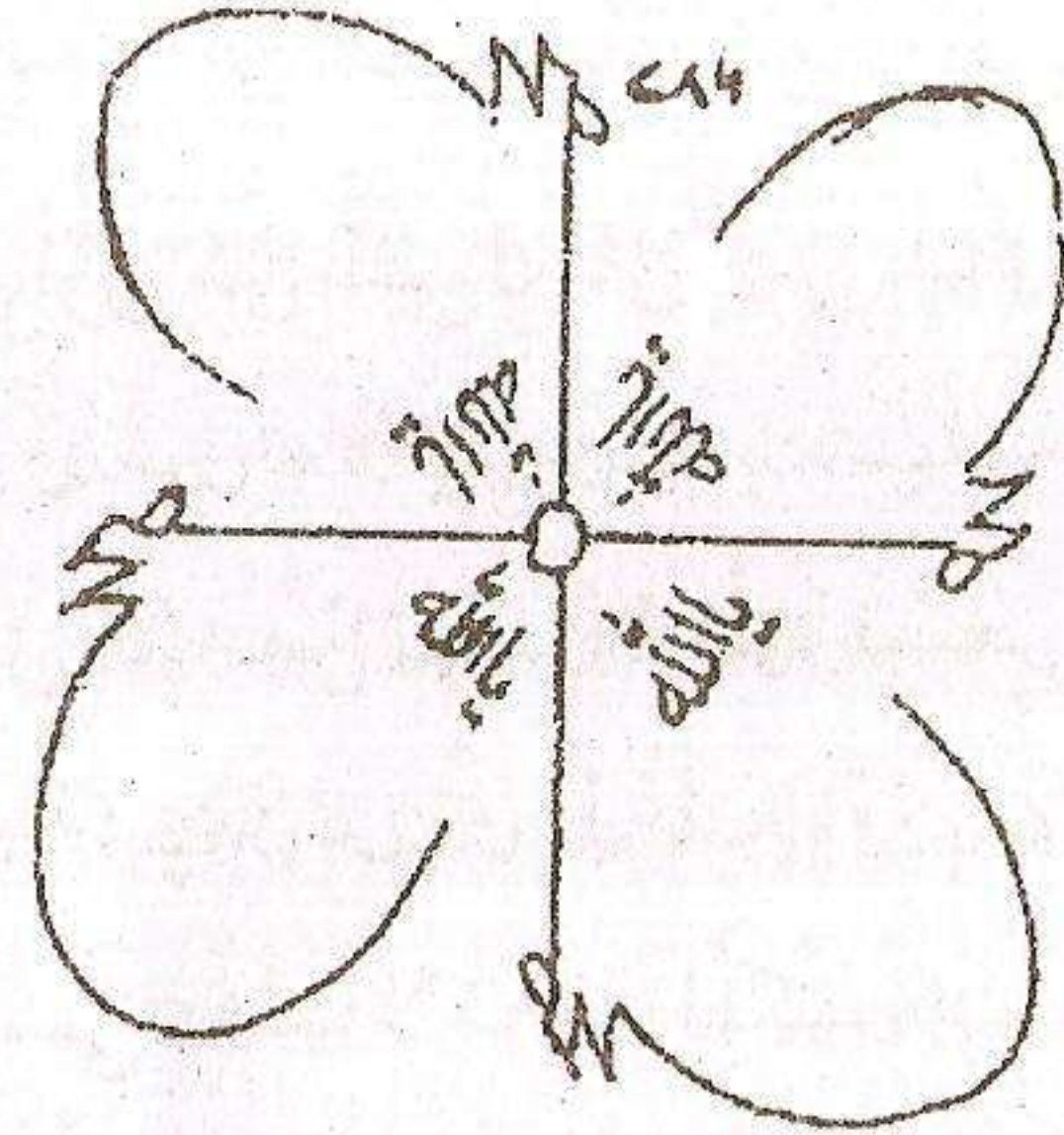
کھیعص حم عسق

اعوذ (فلان) بکلمات اللہ التامات کلھا من شر ما خلق

برائے سحر بندی
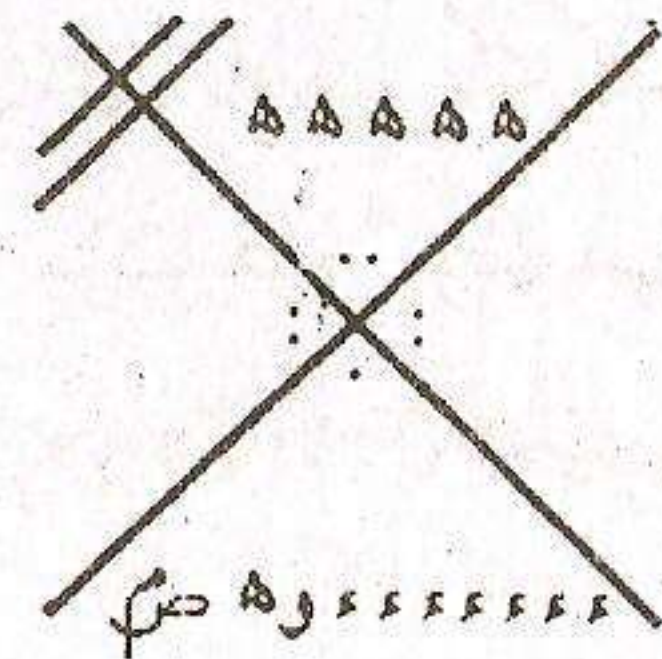
ساخت برائے مرض

درج ذیل تعویذات کاغذ پر سیاہی سے لکھ کر اور پانی میں گھول کر پلانے سے بفضلہ تعالیٰ شفا ہوگی۔

مندرجہ ذیل ساخت دن میں تین دفعہ ایک ایک کر کے پلائیں:

بِسْمِ اللّٰہِ شَافِیْ

بِسْمِ اللّٰہِ مَعَافِیْ

بِسْمِ اللّٰہِ کَافِیْ

اور درجہ ذیل ساخت ایک مرتبہ پلائیں:

ت یا منان	ت یا منان	ت یا منان
ت یا منان	ت یا منان	ت یا منان
ت یا منان	ت یا منان	ت یا منان

تعویذ برائے حفظِ طفل از جمیع آفات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ (۱) مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّعَیْنٍ لَّامَّۃٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اس تعویذ کو لکھ کر گلے میں ڈالے۔ یہ عمل جن و آسیب کیلئے بھی مفید ہے۔

(۱) بعض نسخوں میں یہ جملہ اس طرح ہے: مِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ وَّمِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّ ھَامَّۃٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ الخ۔

برائے جمیع امراض

ہر قسم کی بیماری کے لئے چینی کے برتن یا طشتری پر لکھ کر پانی سے دھو کر پلائیں بہت تاثیر کی چیز ہے۔

یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ
یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ
یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ
یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ
یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ الحمد للہ رب العلمین ٥ الرحمٰن الرحیم ٥ ملک یوم الدین ٥ ایاک نعبد وایاک نستعین ٥ اھدنا الصراط المستقیم ٥ صراط الّذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآ لین ٥ آمین واذاستسقیٰ موسیٰ لقومه فقلنا اضرب بعصاك الحجر فانفجرت منه اثنتا عشرة عینًا۔

تعویز اسماء اصحاب کہف

برائے برکت وامان از غرق وحرق وسرق وغارت وغیرہ ذالک از امراض وحاجات۔ ان اسماء کو لکھ کر مکان، کشتی یا متاع یا اپنے پاس رکھے امانِ الٰہی میں رہے

۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ الٰهى بحرمته يمليخا مكسلمينا ميلسنا مرتوش دبدنوش شاذ نوش مرطونس اسم كلبهم قطمير۔١٢

تعویز برائے دفع تپ ہر قسم

كٓهٰيٰعٓصٓ ط ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا٥اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا٥قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ط وَصَلَّے اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

لکھ کر گردن میں باندھیں اور تین تعویز یا محی اللہ ط اللہ اللہ کاغذ پر لکھ کر تین روز ایک ایک کر کے پلائیں۔ انشاءاللہ تپ رفع ہوگی۔

تعویذ لِکُلّ شیٔ (ہر مقصد کے لئے)

ع ہ ٹ ع ہ ٹ ع

حم حم حم حم حم حم حم اللہ حم الا مرو جاء النصر فعلینا لاینصرون ط اللہ

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ اللہ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین

تعویز برائے درد سر

یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح

یاروح یاروح یاروح یاروح یاروح یاروح یاروح

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله واصحابه اجمعین ط

تعویز برائے بجاشدن ناف

الهی بحرمت حضرت ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنه

الهی بحرمت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنه

تِلك حدود اللہ

فلا تعتدوها

الهی بحرمت حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه

[illegible]

تعویز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنه

تعویذ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت قبلۂ قلبی وروحی فداہ حضرت خواجہ سیف الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا معمول ہے۔ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ جو شخص اس طلسم کو اپنے پاس رکھے وہ سحر وبلا امراض سے حفظ خدائے تعالیٰ میں رہے گا باعزت وآبرو رہے گا۔
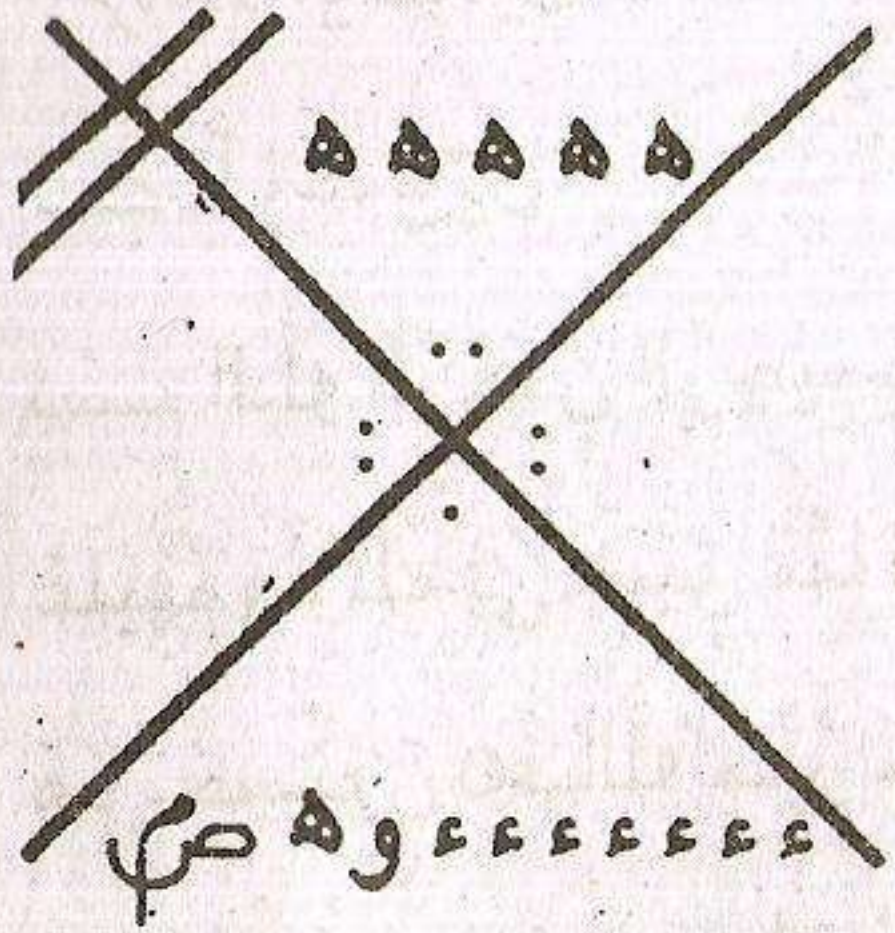
فتوحاتِ غیبی وفیوضات لاریبی اس پر متوجہ ہونگے۔

ه ه ه ه ه

ععععععع و ه ص م

خمس هَاءاتٍ وخط فوق خط : وصليب حولهٗ سبع نق

ثم همزات اذا اعدَدتها : فهی سبع لایُری فیها الغلط

ثم واوثم هاء بعدهٗ : ثم صادثم میم فی الوسد

وبها یدفع حاملها : کل سحر وبلاءٍ سخ

یشقی الاستقام والداء الذی : عجزت عنه الاطبّاء النمد

ہر قسم کے درد کیلئے خواہ کھیں ہو

یہ آیت مع بِسمِ اللہ تین مرتبہ پڑھ کردم کریں یا کسی تیل وغیرہ پر پڑھ کر مالش کریں یا باوضو لکھ کر باندھیں۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ o وَبِالۡحَقِّ اَنۡزَلۡنٰهُ وَبِالۡحَقِّ نَزَلَ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًاo

بچے کو نظر لگ جانا یا رونا یا سوتے میں ڈرنا یا کمیڑہ وغیرہ

قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ تین تین بار پڑھ کر اس پردم کرے اور یہ دعا لکھ کر گلے میں ڈالدے۔

اَعُوۡذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنۡ شَرِّ كُلِّ شَيۡطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيۡنٍ لَّامَّةٍ۔

انشاءاللہ تعالیٰ سب آفتوں سے حفاظت رہے گی۔

حفاظتِ حمل

اگر کسی عورت کا حمل اکثر گر جاتا ہو یا کسی صدمہ کی وجہ سے کسی مرتبہ ایسا خطرہ ہو تو آیاتِ ذیل لکھ کر حاملہ کے گلے میں اس طرح ڈالدیں کہ وہ تعویذ پیٹ پر پڑا رہے۔ آیات یہ ہیں:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَلَاتَكُ فِىۡ ضَيۡقٍ مِّمَّا يَمۡكُرُوۡنَ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِيۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ o فَاللّٰهُ خَيۡرٌ حَافِظًا وَّ هُوَاَرۡحَمُ الرَّاحِمِيۡنَ o اَللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ كُلُّ اُنۡثٰى وَمَا تَغِيۡضُ الۡاَرۡحَامُ وَمَا تَزۡدَادُ وَكُلُّ شَىۡءٍ عِنۡدَهٗ بِمِقۡدَارٍ o رَبِّ اِنِّىۡ اُعِيۡذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ط

تعویز برائے قوت باہ

جو شخص اس تعویز کو اپنے پاس رکھے گا اور خاص کر کمر پر باندھے تو انشاءاللہ تعالیٰ اس کو جماع (ہمبستری) کی ایسی طاقت عطا ہوگی کہ وہ خود حیران ہو جائے گا۔ وہ تعویذ یہ ہے:

ہر مرض کے لئے

مندرجہ ذیل نقش کو کپڑے یا چمڑے میں محفوظ کر کے بازو پر باندھے یا گلے میں ڈالے ہر قسم کا فائدہ ہوگا۔ نقش مبارک یہ ہے:
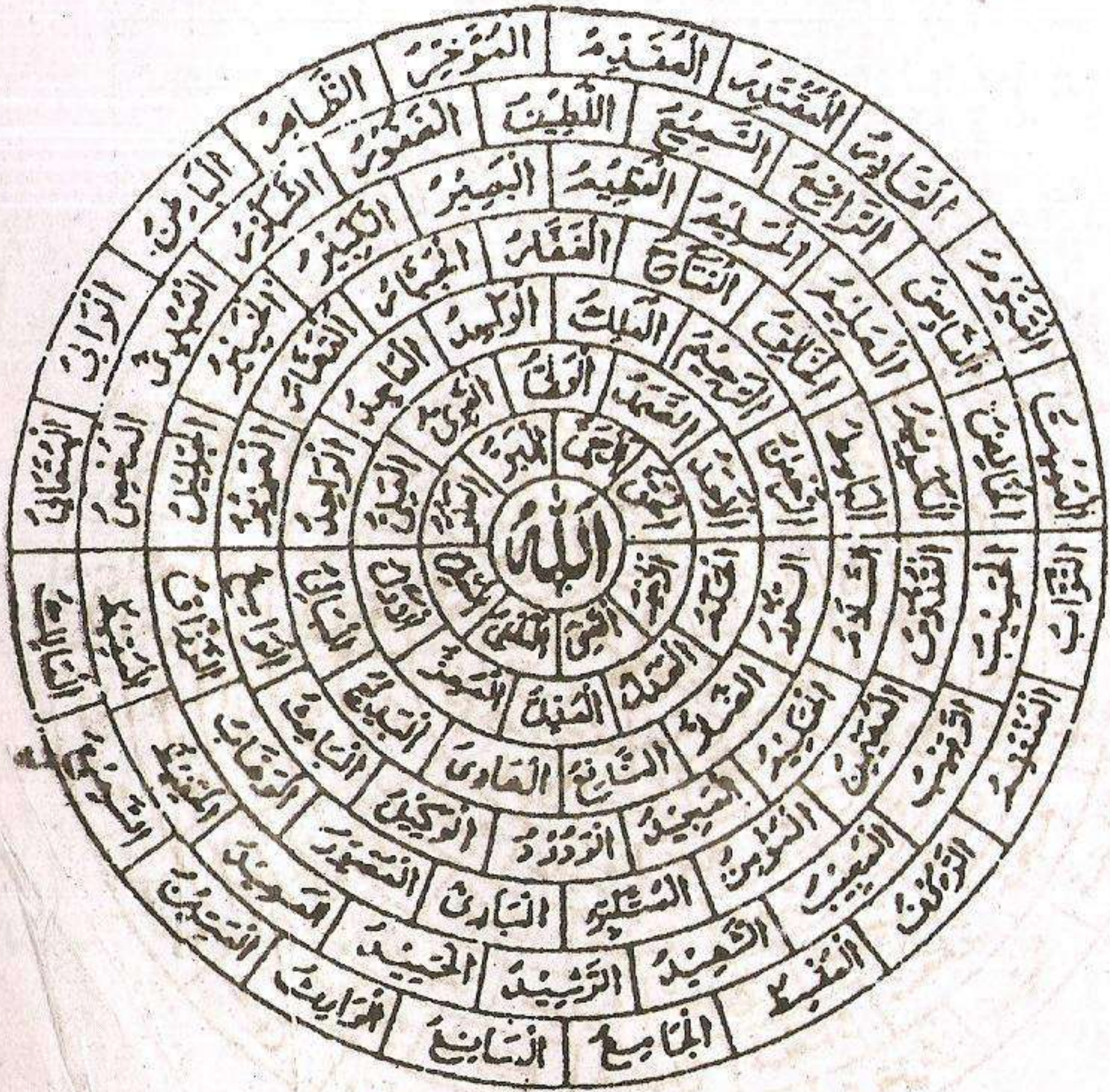
برائے ہر مرض

مندرجہ ذیل نقش کو کپڑے یا چمڑے میں محفوظ کر کے بازو پر باندھے یا گلے میں ڈالے ہر قسم کا فائدہ ہوگا۔ نقش مبارک یہ ہے:

محمد

تعویز برائے دفع جنّات وشیاطین

جو شخص بھی اس تعویز کو اپنے پاس رکھے گا اور چند مرتبہ ساخت کی شکل میں پی لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو شیاطین اور جنّات سے نجات دے گا۔ تعویز یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یااللہ یا سلیمانؑ	یااللہ یا سلیمانؑ	یااللہ یا سلیمانؑ	یااللہ یا سلیمانؑ
یااللہ یا سلیمانؑ	یااللہ یا سلیمانؑ	یااللہ یا سلیمانؑ	یااللہ یا سلیمانؑ
یااللہ یا سلیمانؑ	یااللہ یا سلیمانؑ	یااللہ یا سلیمانؑ	یااللہ یا سلیمانؑ
یااللہ یا سلیمانؑ	یااللہ یا سلیمانؑ	یااللہ یا سلیمانؑ	یااللہ یا سلیمانؑ

آسیب کو گھر سے نکالنا

اگر آسیب کا اثر گھر میں معلوم ہو تو آیات ذیل پچیس بار چار کیلوں پر پڑھ کر گھر کے چاروں کونوں میں گاڑ دیں۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ : اِنَّھُمۡ یَکِیۡدُوۡنَ کَیۡدًا وَّاَکِیۡدُ کَیۡدًا فَمَھِّلِ الۡکٰفِرِیۡنَ اَمۡھِلۡھُمۡ رُوَیۡدًا o

دودھ کی کمی دور کرنا

اگر کسی عورت کا یا جانور کا دودھ کم ہو تو یہ تعویز لکھ کر گلے میں باندھے بفضلِ الٰہی دودھ زیادہ ہو جائے گا۔ تعویذ یہ ہے:

۷۸۶

م	ن	ی	ت
ت	ی	ن	م
ن	م	ت	ی
ی	ت	م	ن

میاں بیوی کی محبت کے لئے

اس نقش کو میٹھی چیز شربت وغیرہ میں گھول کر پلائے انشاء اللہ محبت میں اضافہ ہوگا۔

۲۳۵۰	۲۳۵۶	۲۳۵۵
۲۳۵۸	۲۳۵۴	۲۵۴۹
۲۳۵۳	۲۳۵۱	۲۳۵۷

میاں بیوی کی محبت کے لئے

یہ نقش سورۂ اخلاص کا ہے۔ نہایت مجرب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔ نقش یہ ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ج یَا وَدُوْدُ

۲۵۰	۲۵۳	۲۵۶	۲۴۳
۲۵۵	۲۴۴	۲۴۹	۲۵۴
۲۴۵	۲۵۸	۲۵۱	۲۴۸
۲۵۲	۲۴۷	۲۴۶	۲۵۷

شوہر کا بیوی پر مہربان ہونا

مندرجہ ذیل نقش باوضو لکھ کر موم جامہ کر کے عورت اپنے بائیں بازو پر باندھ لے یا گلے میں ڈال لے انشاء اللہ تعالیٰ شوہر مہربان ہوگا۔ وہ نقش یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ج یَا وَدُوْدُ

۲۵۰	۲۵۳	۲۵۶	۲۴۳
۲۵۵	۲۴۴	۲۴۹	۲۵۴
۲۴۵	۲۵۸	۲۵۱	۲۴۸
۲۵۲	۲۴۷	۲۴۶	۲۵۷

شوہر کا نام اور اس کے باپ کا نام بزوجۂ خود بسیار مہربان شد وعاشق وے گردد بحقِ عائشہ ومحمد ﷺ وبحقِ علی وفاطمہ علیہم السلام

جن، پری، بھوت اور دیو کے لئے

جس شخص کو جن، پری، بھوت اور دیو ستاتے ہوں یا ان کے اثرات ہوں اس کے لئے باوضو یہ فلیتہ کاغذ پر لکھے اور اس کو جلا کر اس کی دھونی مریض کی ناک میں دے اس طرح کہ اس کا دھواں مریض کی ناک میں پہنچے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جن، پری، بھوت اور دیو دفع ہوں گے۔ وہ فلیتہ یہ ہے:

۱۱۱۵۱۱ع۱ر۵۱۱ع

ھ ۴۹۹۱۱۱ ص

ھ ۴۹۵۸۸۳۱ ص

خواب میں ڈرنے اور جادو آسیب سے حفاظت کے لئے

یہ نقش خواب میں ڈرنے سے نجات دیتا ہے۔ تمام بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے اور ہر قسم کے جادو، آسیب اور آفت سے حفاظت کرتا ہے۔ عورت گلے میں موم جامہ کر کے ڈالے اور مرد اور بچہ کے دائیں بازو پر باندھے۔ یہ نقش آیۃ الکرسی کا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے باندھنے سے مکمل حفاظت ہوگی۔ وہ نقش یہ ہے:

۷۸۶

٣٥١٥	٣٥١٨	٣٥٢١	٣٥٠٨
٣٥٢٠	٣٥٠٩	٣٥١٤	٣٥١٩
٣٥١٠	٣٥٢٣	٣٥١٦	٣٥١٣
٣٥١٧	٣٥١٢	٣٥١١	٣٥٢٢

برائے جمیع امراض

نقش ہر سہ قل برائے جمیع امراض۔ جمعہ کے روز بازو پر باندھے۔ وہ نقش یہ ہے:

۷۸۶

٣٥٤٠	٣٥٤٣	٣٥٤٦	٣٥٣٣
٣٥٤٥	٣٥٣٤	٣٥٣٩	٣٥٤٤
٣٥٣٥	٣٥٤٨	٣٥٤١	٣٥٣٨
٣٥٤٢	٣٥٣٧	٣٥٣٦	٣٥٤٧

تعویز برائے جنات

مندرجہ ذیل تعویذ کے کلمات ۲۱ مرتبہ مریض پر دم کر کے پھونک دے جنات حاضر ہو کر کلام کرینگے اور پھر بھاگ جائینگے۔ تعویز لکھ کر گلے میں بھی ڈال دے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اِلٰى مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ وَالسَّئِحِيْنَ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَارَحْمٰنُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْحَقِّ سَعَةً فَاِنْ تَكُ عَاشِقًا مُوْلِعًا اَوْفَاجِرًا مُقْتَحِمًا اَوْرَاعِيًا مُبْطِلًا هٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَاكُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ مَا يَمْكُرُوْنَ اُتْرُكُوا صَاحِبَ كِتَابِى هٰذَا وَانْطَلِقُوْا اِلٰى عَبَدَةِ الْاَصْنَامِ وَاِلٰى مَنْ يَزْعُمُ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تُغْلَبُوْنَ۔ حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ حٰمٓ عٓسٓقٓ تَفَرَّقَ اَعْدَاءُ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

برائے ازالۂ بخار

سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) چالیس بار پانی کے پیالے پر پڑھے اور بخار والے کے منہ پر چھینٹا مارے تو حق تعالیٰ اس کو فائدہ بخشے۔

بیماری سے شفاء کے لئے

قرآن مجید کی یہ چھ آیتیں جن کا نام آیات شفاء ہے بیمار کے واسطے ان کو ایک برتن پر باوضو لکھے اور پانی سے دھو کر پلا دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد صحت ہوگی۔ وہ آیات یہ ہیں:

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ۔ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ۔ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ۔ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ۔

لا علاج مرض سے صحت کے لئے

لاعلاج مرض کے واسطے چینی کی سفید تشتری (پلیٹ) یا برتن پر یہ اسم لکھے۔ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَةِ مُلْکِهٖ وَبَقَآئِهٖ یَاحَیُّ پھر اس کو پانی سے دھو کر چالیس دن پئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اس اسم پر سورۂ فاتحہ بھی لکھتے تھے۔

بخار سے نجات کے لئے

بخار سے ازالہ کے واسطے ہر روز عصر کے بعد سورۂ مجادلہ (پ ۲۹) بخار والے پر تین بار پڑھے (اور دم کرے) انشاء اللہ بخار دفع ہوگا۔

بخار دفع ہونے کے لئے

بخار کے دفع کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیز ق علیہ گلے میں باندھنے کے لئے یہ لکھ دیتے تھے، قُلْنَا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اور پینے کے لئے ہر بیماری کے درؤ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ

ہر مرض سے شفاء کے

ہر مرض کی شفاء کے لئے یَا سَلَامُ کا نقش اور

بسم اللہ الرحمٰن الر

س	لا	م
لا	م	س
م	س	لا

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ

پرانے بخار سے نجات کے لئے

پرانے بخار کے واسطے اتوار کے دن سات تار پاک دھاگے کے لے اور الحمد شریف اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (آخر تک) پڑھ کر اس دھاگے پر سات گرہ دے اور مریض کے گلے میں باندھے انشاء اللہ العزیز بخار چلا جائے گا۔

آسیب سے نجات کے لئے

آسیب (جن بھوت) والے کے لئے یہ نقش باوضو لکھ کر ایک دائیں بازو پر موم جامہ کر کے باندھ لے اور دوسرا موم جامہ کر کے گلے میں باندھ لے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان نقوش کی برکت سے آسیب دوبارہ جسم میں داخل نہ ہوگا۔

۷۸۶

بسم	اللہ	الرحمٰن	الرحیم
الرحیم	الرحمٰن	اللہ	بسم
اللہ	بسم	الرحیم	الرحمٰن
الرحمٰن	الرحیم	بسم	اللہ

۴
۳ ۹
۲ ۵ ۲
۱ ۳
۸

هر چه کنم من چه کنم سپرد خدا کنم

خبیث جن کو جلانے کا عمل

اگر کسی کو ارواح خبیثہ یا جن ستاتے ہوں تو مریض کے پھٹے ہوئے پرانے کپڑے پر یہ نقش باوضو تحریر کریں اور تین مرتبہ مریض کے سر سے پاؤں تک اتار کر کے اس کپڑے کو جلادیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ خبیث روح جل کر خاکستر ہوگی۔ وہ نقش یہ ہے:

۷۸۶

۷۹۳	۷۸۶	۷۹۱
۷۸۸	۷۹۰	۷۹۲
۷۸۹	۷۹۴	۷۸۷

اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سو ختم سو ختم سو ختم

برائے حفاظت

اگر ڈر خوف مسلّط ہو یا دشمن کا ڈر ہو تو اس کے ختم کرنے اور دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے باوضو مندرجہ ذیل آیت اکیس مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلے۔ جمعہ کے دن سے شروع کرے چار جمعہ تک کرے۔ وہ آیت یہ ہے: فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ق لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ o

حیض جاری کرنا

اگر کسی عورت کا خون حیض بند ہوگیا ہو اور دورے پڑتے ہوں یا دیگر دماغی امراض کا خطرہ ہو تو خون حیض کو جاری کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تعویذ باوضو لکھے اور ایک تعویذ مریضہ کو پلائے اور دوسرا موم جامہ کر کے مریضہ کے گلے میں باندھ دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ خونِ حیض جاری ہو جائے گا۔

۷۸۶

الامان	الامان	الامان	الامان
الامان	الامان	الامان	الامان
الامان	الامان	الامان	الامان
الامان	الامان	الامان	الامان

حِصار کی ترکیب

بڑا اہم چلّہ کرتے وقت یا جنّات کے علاج کے وقت حصار کرنا ضروری ہے۔ حصار کی آسان ترکیب یہ ہے۔ مندرجہ ذیل سورتیں حسب ذیل ترتیب سے پڑھیں:

(۱) آیۃ الکرسی (بسم اللہ کے ساتھ) ایک دفعہ (پارہ ۳)

آیۃ الکرسی یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ o لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ج وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ o

(۲) سورۃ کافرون (بسم اللہ کے ساتھ) ایک دفعہ (پارہ ۳۰) سورۃ کافرون یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ o لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ o وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ o وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ o وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ o لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ o

(۳) سورۃ اخلاص (بسم اللہ کے ساتھ) ایک دفعہ (پارہ ۳۰) سورۃ اخلاص یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ o لَمْ یَلِدْ o وَلَمْ یُوْلَدْ o وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ o

(۴) سورۂ فلق (بسم اللہ کے ساتھ) ایک دفعہ (پارہ ۳۰)

سورۂ فلق یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ہ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ہ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ہ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ہ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ہ

(۵) سورۂ ناس (بسم اللہ کے ساتھ) ایک دفعہ (پارہ ۳۰)

سورۂ ناس یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہ مَلِكِ النَّاسِ ہ اِلٰهِ النَّاسِ ہ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ہ الۡخَنَّاسِ ہ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ہ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ہ

مندرجہ بالا سورتیں پڑھ کر اپنے چاروں طرف پھونکے اور جسم پر دم کرے اور چاقو پر دم کر کے چاقو سے اپنے چاروں طرف خط (لائن) کھینچے۔

دمہ دور کرنے کے لئے

اگر کوئی دمہ کے مرض میں مبتلا ہو اور بلغم بھی آتا ہو اس کے لئے مندرجہ ذیل طلسم کو باوضو زعفران کو عرق گلاب میں حل کر کے لکھے اور مریض کو چالیس دن تک نہار منہ پلائے۔ انشاءاللہ تعالیٰ صحت حاصل ہوگی۔ وہ طلسم یہ ہے:

ذ ذ

ذ ذ ذ

ذ ذ ذ

ذ

ذذذذذذ

لڑکیوں کی شادی کے لئے

جس لڑکی کی شادی کا پیغام نہ آتا ہو یا اس کی شادی میں رکاوٹ ہو تو اس کی شادی کے لئے تہجد کی نماز پڑھ کر دعا مانگے اور لڑکی کے دائیں بازو پر یہ تعویز بندھوادیں۔ تعویذ یہ ہے:

۷۸۶

١	٥	٩	١٣
١٥	١١	۷/	٣
٦	٢	١٤	١٠
١٢	١٦	٤	٨

ف	ت	ا	ح
ح	ا	ت	ف
ت	ف	ح	ا
ا	ح	ف	ت

درد کے لئے

بدن میں جس جگہ درد ہو وہاں ہاتھ رکھ کر پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط تین دفعہ اور سات بار اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔ انشاء اللہ العزیز کسی بھی قسم کا درد ہو بالکل جاتا رہے گا یہ عمل بہت مستند ہے۔

برائے درد سر

دردِ سر کے واسطے یہ تعویذ لکھ کر موم جامہ کر کے سر پر باندھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط یَااَللّٰہُ یَااَللّٰہُ یَااَللّٰہُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَآئَکَ فَاشْفِ عَبْدَکَ بِمَنِّکَ وَکَرَمِکَ بِحُرْمَۃِ ھٰذِہِ الْاَسْمَآءِ۔

(۱۰) برائے دفعِ دردِ زہ ووضع حمل

جس عورت کو دردِ زہ یعنی بچہ پیدا ہونے کا درد تکلیف دے تو ایک کاغذ پر یہ آیت باوضو لکھے۔ وَاَلْقَتْ مَا فِیْھَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَحُقَّتْ اِھْیًا اِشْرَاھِیًا۔ پھر اس تعویذ کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اس کی بائیں ران میں باندھے تو انشاء اللہ العزیز بہت جلد بچہ پیدا ہوگا۔

برائے درد زہ

بچہ کی پیدائش کے لئے ان آیات کو باوضو کاغذ پر لکھے اور سفید کپڑے میں باندھ کر عورت کی بائیں ران پر باندھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ دردِ زہ بند ہوگا۔ اور بچہ آسانی کے ساتھ بغیر تکلیف کے پیدا ہوجائے گا۔ وہ آیات یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اِذَاالسَّمَآءُ انْشَقَّتْ o وَاَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَحُقَّتْ o وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ o وَاَلْقَتْ مَا فِیْھَا وَتَخَلَّتْ o وَاَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَحُقَّتْ o

بچّہ کی آسانی سے پیدائش کے لئے

یہ اِذَاالسَّمَآءُ انْشَقَّتْ سے لیکر وَاَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَحُقَّتْ تک آیت کا نقش ہے۔ اس کو باوضو لکھ کر سفید کپڑے میں باندھ کر الٹی (بائیں) ران پر باندھ لے انشاء اللہ تعالیٰ بچہ آسانی کے ساتھ پیدا ہوگا۔ وہ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۴۴۹	۲۴۵۲	۲۴۵۵	۲۴۴۲
۲۴۵۴	۲۴۴۳	۲۴۴۸	۲۴۵۳
۲۴۴۴	۲۴۵۷	۲۴۵۰	۲۴۴۷
۲۴۵۱	۲۴۴۶	۲۴۴۵	۲۴۵۶

اِھْیًا اِشْرَاھِیًا

جنّات وشیاطین کے گھر میں پتھر پھینکنے سے نجات

اگر کسی گھر میں جنات وشیاطین پتھر پھینکتے ہوں تو اس کے لئے باوضو ہو کر اصحاب کہف کے نام ایک کاغذ پر لکھے اور دروازے کے بالکل سامنے والی دیوار پر اور باہر کے دروازے کے اوپر چسپاں کردے (لگادے) انشاء اللہ تعالیٰ پتھر آنے بند ہوجائیں گے۔ اصحاب کہف کے نام یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ یَمْلِیْخَا۔ مَکْسَلْمِیْنَا۔ کَشْفُوْطَط۔ تَبْیُوْنَس۔ اَذْرَ فَطْیُوْنَس۔ کَشَا فَطْیُوْنَس۔ یُوَانَس بُوْس۔ وَکَلْبُھُمْ قِطْمِیْرٌ وَعَلَی اللّٰہِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَمِنْھَا جَآئِرٌ۔

نظر کی کمزوری دور کرنے کے لئے

اگر کسی کی نظر کمزور ہو اور اسکو کم دکھائی دیتا ہو تو اس کے لئے ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ یہ آیت پڑھ کر انگلیوں کے پوروں پر دم کر کے آنکھوں پر لگا لے انشاء اللہ تعالیٰ بینائی تیز ہو جائیگی۔ وہ آیت یہ ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

فَکَشَفۡنَا عَنۡکَ غِطَآئَکَ فَبَصَرُكَ الۡیَوۡمَ حَدِیۡدٌ ہ

دیوانے (پاگل) کتّے کا کاٹنا

اگر خدانخواستہ کسی کو پاگل کتا کاٹ لے اور اس کے دیوانہ ہونے کا خوف ہو تو روٹی کے چالیس ٹکڑے لے کر ہر ٹکڑے پر یہ آیت باوضو لکھے اور روزانہ ایک ٹکڑا مریض کو کھلا دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مریض پاگل پن اور دیوانگی سے محفوظ ہو جائیگا۔ نیز اس آیت کو لکھنے سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ بھی لکھے۔ وہ آیت یہ ہے:

اِنَّھُمۡ یَکِیۡدُوۡنَ کَیۡدًا o وَّاَکِیۡدُ کَیۡدًاo فَمَھِّلِ الۡکٰفِرِیۡنَ اَمۡھِلۡھُمۡ رُوَیۡدًاo

بچہ کا رونا بند کرنا

اگر کوئی بچہ کثرت سے روتا ہو تو اس کے لئے اصحاب کہف کا نام باوضو ایک کاغذ پر لکھے اور موم جامہ کر کے بچے کے گلے میں ڈال دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بچہ کا رونا بند ہو جائے گا۔ اصحابِ کہف کے نام یہ ہیں:

اِلٰھِی بِحُرۡمَةِ یَمۡلِیۡخَا۔ مَکۡسَلۡمِیۡنَا۔ کَشۡفُوۡطَط۔ اَذۡرَ فَطِیُوۡنَس۔ کَشَا فَطِیُوۡنَس تَبۡیُوۡنَس۔ یُوَانَس بُوۡس۔ وَکَلۡبُھُمۡ قِطۡمِیۡرُ وَعَلَی اللّٰہِ قَصۡدُ السَّبِیۡلِ وَمِنۡھَا جَآئِرٌ۔

جس عورت کی ہر مرتبہ لڑکی ہوتی ہو لڑکا ہونے کے لئے

ایسی عورت جس کے بار بار لڑکی ہوتی ہو لڑکا نہ ہوتا ہو تو اس کے لڑکا ہونے کے لئے حمل قائم ہونے کے بعد باوضو شہادت کی انگلی (ہاتھ کے انگوٹھے سے برابر والی انگلی) سے دائرہ کی شکل میں ستر (۷۰) بار یَا مَتِیۡنُ لکھے اور زبان سے بھی یَا مَتِیۡنُ کہتا جائے۔ (انگلی سے بغیر روشنائی کے لکھنا ہے) انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا۔

حکیم وڈاکٹر جس آدمی کے علاج سے مایوس ہوں

ایسا مریض جس کا مرض لاعلاج ہو چکا ہو اور حکیم وڈاکٹر اس کے علاج سے ناامید ہوں ایسے مریض کے لئے سفید چینی کی رکابی (پلیٹ) بغیر پھول والی پر اول سورہ فاتحہ پھر یہ کلمات باوضو لکھے۔

یَا حَیُّ حِیۡنَ لَا حَیَّ فِیۡ دَیۡمُوۡمَةِ مُلۡکِهٖ وَ بَقَآئِهٖ یَا حَیُّ

اور چالیس دن تک روزانہ بلاناغہ اس پلیٹ کو پانی سے دھو کر وہ پانی مریض کو پلائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مریض جلد صحتیاب ہوگا۔ پلیٹ پر اس طرح لکھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ o الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ o اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ o اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ o صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ o غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ

یَا حَیُّ حِیۡنَ لَا حَیَّ فِیۡ دَیۡمُوۡمَةِ مُلۡکِهٖ وَ بَقَآئِهٖ یَا حَیُّ

برائے درد سر

اگر کسی کے سارے (تمام) سر میں درد ہوتا ہو تو اس کے خاتمہ کے لئے مندرجہ ذیل نقش باوضو لکھے اور موم جامہ کر کے مریض کی ٹوپی یا سر میں باندھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سر درد

سے آرام آجائے گا۔ وہ نقش یہ ہے:

۷۸۶

یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح

ناف کی تکلیف کے لئے

بعض مرتبہ زیادہ وزن اٹھانے سے ناف اپنی جگہ سے ہٹ جاتی ہے اور پیٹ میں درد اور دست شروع ہوجاتے ہیں اس کے لئے مندرجہ ذیل طلسم باوضو لکھ کر موم جامہ کر کے ناف پر باندھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ناف خود بخود اپنی جگہ آجائے گی چند دن بندھا رہنے دے انشاء اللہ تعالیٰ ناف مضبوط ہوجائے گی۔ وہ طلسم یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
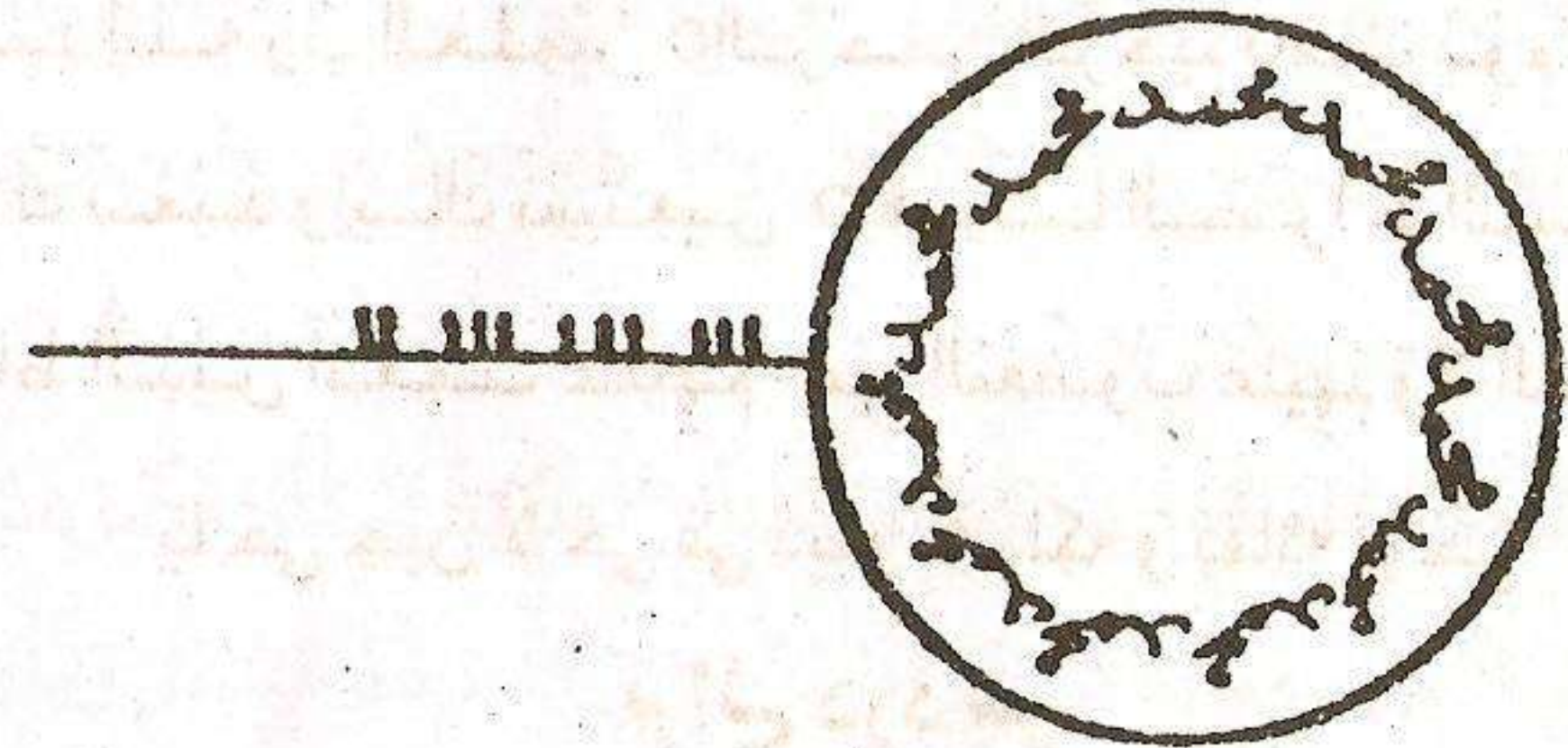
برائے مرض آسیب

اگر کسی پر آسیب کا اثر ہوجائے تو اس نقش کو باوضو لکھے اور موم جامہ کر کے مریض کے گلے میں ڈال دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مریض جلد آسیب کے اثرات سے محفوظ ہوجائے گا۔ نقش کو موم جامہ کر کے لوبان یا اگر کی دھونی دیں پھر گلے میں ڈالیں۔ وہ نقش یہ ہے:

۷۸۶

۱۲۹۶۶	۱۲۹۶۷	۱۲۹۶۲
۱۲۹۶۱	۱۲۹۶۵	۱۲۹۶۹
۱۲۹۶۸	۱۲۹۶۳	۱۲۹۶۴

آسیب و جنّات کے شر سے حفاظت

اگر کسی مکان میں آسیب یا جنّات اینٹ، پتھر پھینکتے ہوں یا نئے نئے طریقوں سے ڈراتے یا ستاتے ہوں ان کے لئے آیۂ کریمہ کا نقش باوضو لکھے اور گتے پر چپکا کر یا فریم کر کے اس کو دیوار پر دروازے کے بالکل سامنے دیوار پر لگا دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ گھر میں جنّات و آسیب کے اینٹ پتھر اور عمل دخل سے محفوظ ہوجائے گا اور ہر قسم کا ڈر خوف ختم ہوجائے گا۔ وہ نقش یہ ہے:

جبرائیلؑ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — میکائیلؑ

لَآ اِلٰه	اِلَّآ اَنْتَ	سُبْحٰنَكَ	اِنِّیْ	كُنْتُ	مِنَ الظّٰلِمِيْنَ
اِلَّآ اَنْتَ	سُبْحٰنَكَ	اِنِّیْ	كُنْتُ	مِنَ الظّٰلِمِيْنَ	لَآ اِلٰه
سُبْحٰنَكَ	اِنِّیْ	كُنْتُ	مِنَ الظّٰلِمِيْنَ	لَآ اِلٰه	اِلَّآ اَنْتَ
اِنِّیْ	كُنْتُ	مِنَ الظّٰلِمِيْنَ	لَآ اِلٰه	اِلَّآ اَنْتَ	سُبْحٰنَكَ
كُنْتُ	مِنَ الظّٰلِمِيْنَ	لَآ اِلٰه	اِلَّآ اَنْتَ	سُبْحٰنَكَ	اِنِّیْ
مِنَ الظّٰلِمِيْنَ	لَآ اِلٰه	اِلَّآ اَنْتَ	سُبْحٰنَكَ	اِنِّیْ	كُنْتُ

اسرائیلؑ — عزرائیلؑ

برائے دفع دشمن

موذی دشمن کے دفع ہونے کے لئے سورۂ قریش بعد نماز مغرب با وضو اکتالیس بار پابندی کے ساتھ پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دشمن دفع ہوگا اور اس کے شر سے حفاظت رہے گی۔

بچہ کا اکثر رونا اور چپ نہ ہونا

اگر بچہ چڑچڑا مزاج کا ہوگیا ہے، بات بات پر ضد کرتا ہے اور اکثر بلا وجہ روتا رہتا ہے چپ نہیں ہوتا اس کے لئے مندرجہ ذیل نقش با وضو لکھ کر موم جامہ کر کے بچہ کے گلے میں باندھ دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی ضد اور اس کا رونا چھوٹ جائے گا۔ وہ نقش یہ ہے

۷۸۶

۴۹۸	۴۹۱	۴۹۶
۴۹۳	۴۹۵	۴۹۷
۴۹۴	۴۹۹	۴۹۲

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَّامَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ وَلَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

درد گردہ کے لئے

اگر کسی شخص کو درد گردہ کی شکایت ہو تو سورۂ قریش کو با وضو پڑھ کر کھانے پر دم کر کے مریض کو کھلائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ درد گردہ سے نجات حاصل ہوگی۔

----اشتہار واجب الاظہار----

الحمدللّٰہ علی ما وفقنی لاتمام ھذا الکتاب وما ابرئ نفسی ان النفس لمجبولۃ بالسھو والنسیان واین من یعصم عن الخطأ ولا یوسوسہ الشیطان فالمرجومن اخواننا المسلمین والناظرین المنصفین ان ینظروا فیہ بعین الرحمۃ والانصاف لا بعین التعصب والاعتساف وکلما وجدوا فیہ غلطا صححوا وقلبوہ الی الصواب جعلکم اللّٰہ تعالی وایانا من المبرورین والمقربین وما ابرئ نفسی من السھو والزلل فان البراء ۃ من کل خطأ لیس من شان البشر انما ھو شان خالق القویٰ والقدر واستغفر اللّٰہ تعالی من زلۃ القدم وطغیان القلم مما علمت ومما لم اعلم ورحم اللّٰہ عبداً اصلح السھو والنسیان ودعانی بخیر الدنیا والآخرۃ بحضرۃ الملک المنان اللھم تقبّل منا تصانیفنا وروج فی العٰلمین تالیفنا انک جواد کریم بر رؤف رحیم برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ محمد والہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین.

حررہ

فقیر سید احمد علی شاہ

حنفی ترمذی سیفی

0301 22 18 290